مسئلہ علم غیب پر ایک لازوال تاریخی دستاویز
نجم الرحمٰن
تصنیف
قدوۃ المحققین بحر العلوم علامہ حافظ
غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
تحقیق
محمد نعیم عباس
محمد قلندر خان
دار الاسلام

نجم الرحمٰن

تصنیف

قدوۃ المحققین، بحر العلوم

علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق

محمد نعیم عباس

محمد قلندر خان

دار الاسلام

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

فیضانِ نورِ علم

امامِ اعظم مجتہد مطلق مؤسس فقہ حنفی ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ

اِمام المتکلمین مصحح عقائد المسلمین ابومنصور محمد بن محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم شیخ طریقت حضرت سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت اِمامِ اہل سُنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

میر مجلس

جامع الطریقین، مرج البحرین، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت پیر سائیں علامہ غلامِ رسول قاسمی قادری نقش بندی حفظہ اللہ

مجلس مشاورت

صاحب زادہ ریاض محمود، علامہ سعید احمد اسعد، علامہ مقصود احمد قادری، مفتی محمد شوکت علی سیالوی

مولانا محمد اسلم، عبید الرحمن شاہ جہان پوری، فیصل خان، سہیل احمد سیالوی، حافظ فریاد علی قادری

مؤسس و مدیر	صاحب الارشاد
محمد رضاء الحسن قادری	یادگارِ اسلاف مولانا مفتی غلامِ حسن قادری

ضابطہ و دستور

سلسلۂ مطبوعات: 55، طبع: محرم الحرام 1439ھ/ اکتوبر 2017ء، قیمت: 250روپے

انتساب

مامور من الرسول، فاتح قادیانیت

غوث الاسلام والمسلمین، تاجدارِ گولڑہ، مجددِ دین وملت

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی گیلانی قدس سرہ

کے نام

جنھوں نے مولوی حسین علی سے

واں بھچراں میں علم غیب کے موضوع پر مناظرہ کر کے

خطۂ پنجاب میں چلنے والی تنقیص شانِ رسالت کی بادِسموم کا خاتمہ کیا

چند سال بعد آپ کے مرید حضرت علامہ پپلانوی قدس سرہ نے

اسی مقام پر مولوی حسین علی سے مناظرہ کر کے شکست فاش دی

اور آپ کی نیابت کا حق ادا کر دیا

فہرست مضامین

عنوانات/مضامین	صفحہ

- مقدمة التحقيق ۱۷

احوال وآثار ۲۵

ولادت ۲۵
نسب ۲۵
حفظِ قرآنِ مجید ۲۵
درسیات کی تحصیل ۲۵
اساتذۂ کرام ۲۵
وطنِ مالوف واپسی ۲۷
درس وتدریس ۲۷
جامعہ محمودیہ کا قیام ۲۸
تدریسی زندگی کا اجمالی خاکہ وتفصیل ۲۸
رعب ودبدبہ والے مدرس ۳۳
مشاہیر تلامذہ ۳۴
علوم وفنون میں مہارت ۳۵
بہ حیثیت مناظر ۳۶

بیعت و ارادت ۴۱
شیخ طریقت سے محبت ۴۱
اولاد ۴۴
تحریک پاکستان میں کردار ۴۴
تصوف کی ایک نایاب کتاب کی تلاش و جستجو ۴۴
تعویذ کی برکت سے گم شدہ ہار مل گیا ۴۵
سفر آخرت ۴۶
اربابِ علم و فضل کے تاثرات ۴۶
تصنیف و تالیف ۴۹
۱ - تحفۂ سلیمانی ۴۹
۲- نجم الرحمٰن ۵۳

نجم الرحمٰن

● تمہید ۷۲
- حضرت آدم علیہ السلام کا علم مبارک ۷۲
- جمع معرف باللام جب عہد کا احتمال نہ ہو استغراق میں ظاہر ہوتا ہے ۷۲
- استغراق اسما کا مستلزم استغراق مسمیات کو ہوگا ۷۳
- علمہ اسم کل شیء (روایت ابن عباس وعکرمہ وقتادہ وابن جبیر) ۷۲
- ''اسمائے ملائکہ بھی تعلیم کیے گئے تھے'' (روایت ربیع بن انس) ۷۴
- آدم کو لغت عربیہ وغیرہ جمیع لغات سکھائی گئی تھیں ۷۴
- آدم کو علم ضروری تفصیلی جمیع مسمیات واحوالہا وخواصہا کا دیا گیا (ابوسعود) ۷۴
- اللہ تعالیٰ نے آدم کو ذات اشیا کی معرفت، معارف، اصول وقوانین، تفاصیل کمالات اور کیفیات استعمال کا الہام کیا ۷۴
- آدم علیہ السلام کو امور متعلقہ اہل السماوات والارض تعلیم کیے گئے تھے ۷۵
- اہل ظاہر مفسرین کی بیان کردہ تفسیر مدلول نص صریح ہے ۷۵
- اولیاے کرام رحمہم اللہ کی علوم آدم کے متعلق راے ۷۵
- آدم علیہ السلام ہر چیز سے اصل کو، فائدہ کو اور وضع ترتیب کو جانتے ہیں ۷۵
- علوم آدمؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاے کرام کاملین کو بھی عنایت ہوئے ۷۵
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی مخلوقات کے علم میں فرق کا بیان ۷۵
- دیگر آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بہ دلالۃ النص ثابت ہوتا ہے ۷۶
- پہلی آیت مبارکہ: ویکون الرسول علیکم شھیدا ۷۶
- اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت خواجہ فقیر محمد ساکن گرہ سواگ کا فتویٰ ۷۶

- دوسری آیت: و کذالك نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت و الارض ۷۶
- ابراھیم نے صخرہ پر کھڑے ہو کر تمام آسمانوں، سات زمینوں و مافیہا عجائبات کو دیکھا (روایت مجاہد و سعید بن جبیر) ۷۶
- جو صخرہ پر ہوا کمال نبوت میں ہوا یہی معراج ابراہیمی ہے (روایت ابن عباس) ۷۷
- ابراہیم علیہ السلام کی لڑک پن والی رؤیت ضعیف ہے ۷۷
- مصنف علام کی تحقیق رؤیت بصری ہے ۷۷
- امام فخر الدین رازی نے رؤیت علمیہ کو ثابت کیا ہے ۷۷
- امام رازی کے رؤیت بصریہ پر استحالات رؤیت عوام پر قائم ہوتے ہیں ۷۷
- رؤیت خواص کی شان نرالی ہے، حدیث: میں آگے پیچھے یکساں دیکھتا ہوں ۷۷
- امام رازی نے رؤیت بالعین بیان کی ہے ۷۷
- اللہ تعالیٰ کی معلومات کا ہر فرد غیر متناہی ہے (امام الحرمین) ۷۸
- آیت مذکورہ استمرارِ تجددی پر دال ہے ۷۸
- تیسری آیت: تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك ۷۸
- صیغہ جمع مضاف میں جب عہد کا احتمال نہ ہو استغراق کا مقتضی ہوتا ہے ۷۸
- صیغہ انباء الغیب نص ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مغیبات بتائے گئے ہیں ۷۹
- نوحیھا کی ضمیر انباء الغیب کی طرف راجع ہوگی جو مرجع قریب ہے ۷۹
- عقیدہ ایمان بالغیب ۷۹
- صفاتِ ربوبیت کا احاطہ غیر خدا کے واسطے عند الجمہور محال ہے ۸۰
- تمام علم کائنات الی یوم القیامۃ باحد الوجوہ الاربعہ لیا جائے تو عدمِ تناہی کا اعتراض لازم نہیں آئے گا ۸۰
- سؤال لاینحل عند الوھابیۃ ۸۱
- علم غیب کے متعلق مصنف کا عقیدہ ۸۲
- مدارِ توفیق آیات و احادیث ۸۲

- علم بالواسطہ،عطائی پر دلیل حدیث تجلی لی کل شیء و عرفت ۸۲
- معرفت علم جزئی جزئی کو کہتے ہیں ۸۳
- بہ طور اعتراض آیت اوتیت من کل شیء وارد نہ ہوگی ۸۳
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نسیان بالکل نہیں ہوا (محدث قاضی عیاض) ۸۳
- سوالِ وہابیہ اور اس کے تین جوابات ۸۳
- اِیمان تفصیل کائنات کے ساتھ اکمل ہوگا ۸۴
- مفاتیح خمسہ کے متعلق دلائل ۸۵
- اول حدیث: اخبار ما فی الغد کے متعلق ۸۵
- فتنۂ وہابیہ کی خبر ۸۶
- وہابیہ کے مفاتیح خمسہ کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ فتنۂ وہابیہ کی خبر جو اخبار ما فی الغد سے ہے پوشیدہ رہے ۸۶
- رسالہ ہذا کا نام اور وجہ تسمیہ ۸۶
- دوسری حدیث: اخبار ما فی الغد وخواتیم الخلق وافعال العباد کے متعلق ۸۶
- وہابیہ کا اعتراض اور مصنف کا دوسری حدیث مبارک سے اس کا جواب ۸۷
- اخبار ما فی الغد سے تو کتاب الفتن بھرا ہوا ہے ۸۷
- بای ارض تموت کے واسطے حدیثِ جنگ بدر کافی ہے ۸۷
- تیسری حدیث: علم ما فی الارحام کے متعلق ۸۷
- حدیث شیخین سے فرشتہ مؤکل ما فی الارحام کے لیے خواتیم الخلق، عواقب الخلق اور علم ما فی الارحام ثابت ہوا، جو مفاتیح خمسہ سے ہے ۸۸
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم ما فی الارحام بہ دلالۃ النص ثابت ہے ۸۸
- مفاتیح خمسہ والی آیات واحادیث میں حصر اضافی ہے (عبد العزیز دباغ) ۸۸
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم بجز قیامت باقی مفاتیح خمسہ ضرور جانتے ہیں (امام ماتریدی) ۸۹
- رازی، قسطلانی، تفتازانی اور دباغ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم قیامت میں نص ۸۸

- معتزلہ اِس زمانے کے وہابیوں سے بہتر تھے کہ انبیا کے لیے علم غیب مانتے تھے ۹۰
- حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے تین مسائل ۹۰
- غیب فقط وہ ہے جس پر علامات نہ ہوں ۹۰
- مفاتیح الغیب پانچ میں بند نہیں ۹۰
- امام رازی کی تصریح ۹۰
- غیر باری تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے غیب جانتا ہے ۹۰
- قرآن، حدیث، اقوالِ صحابہ وائمہ سے مفاتیح خمسہ بل قیامت کو جاننے کا اثبات ۹۱
- حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کا فرمان ۹۱
- آج کل وہابیت اکثر اذہان پر غالب ہے جیسے فتنۂ اعتزال کے زمانہ میں اعتزال ۹۲

- رسول اللہ ﷺ علم غیب کے امانت دار ہیں (صحابی رسول سواد بن قارب) ۹۳
- حضور ﷺ جب چاہیں اخبار ما فی الغد کی خبر دیتے ہیں (مالک بن عوف) ۹۴
- وجہ تالیف رسالہ ہذا ۹۴
- حضور ﷺ کے سب کرنے میں کوئی کوشش فروگذاشت نہیں کی گئی ۹۴
- وہابیہ کی بیان کردہ تمام آیات بینات منسوخ ہیں یا موؤل ہیں ۹۵
- کفر فروشوں نے عیب جوئی انبیا علیہم السلام میں اس قدر زور لگایا کہ روافض کے عیب جوئی اصحاب کرام سے ترقی کر گئے ۹۵
- ایک دلیل بھی جس میں مدعا کے مطابق تقریب تام ہو، نہیں بیان کی گئی ۹۵
- مصنف کسی فرد عوام مسلمین کو کافر نہیں کہتے ۹۶
- وہابیہ مسلمانوں کو مشرک کہنے والے اولادِ شیخ نجد سے ہیں (مقدمۂ اولیٰ) ۹۶
- وہابیہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں (مقدمۂ ثانیہ) ۹۶
- حدیث میں شیطان سے بچنے کی دعا ۹۷
- شیطان کے فرشتوں سے سوالات ۹۷

- موجودہ دور میں توحید وہابیہ وآریہ سماج سوالِ رابع کی فرع ہے، جو تعظیم و مدحِ انبیا علیہم السلام کو شرک سمجھتے ہیں ۹۷
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام توہین میں بشر کہنا جیسے وہابی کہتے ہیں، ہرگز جائز نہیں ۹۸
- میاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک ہم جیسا آدمی تھا یا ہمارا بڑا بھائی تھا' یہ الفاظ صراحۃً توہین مقام رسالت ہیں ۹۸
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر موحی یا یوحیٰ الیہ کہنا چاہیے یا تنوین تعظیم کے ساتھ ۹۸
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واقعی امر کی نسبت مقام کسر شان میں ہو تو کفر ہے (جامع الفصولین) ۹۹
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ عدمِ سایہ کا وہابی انکار کرتے ہیں ۱۰۰
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے نور کا اطلاق آگیا ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا ۱۰۰
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز، خون بلکہ سب فضلات بالاجماع پاک وخوش بودار تھے ۱۰۰
- وہابیہ کی اہل اللہ کو مبتدع کہنے کی وجہ غالب حسد اور گاہے عدم کمال علمی اور نارسائی جہاں پر اس اہل اللہ کی نظر ہوتی ہے (امام شعرانی) ۱۰۱

● قانونِ اوّل ۱۰۲

- وہابیہ کی دو قسمیں ۱۰۲
- وہابیہ کا دعوی حنفیت ایسے ہے جیسے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا دعوی حنبلیت ۱۰۲

● قانونِ دوم ۱۰۳

- علم اللہ اور علم رسول اللہ میں فرق ۱۰۳
- فرقِ اول: علم اللہ اور علم رسول اللہ میں فرق بالذات اور مستفاد ہے (شامی، بیضاوی، ابوسعود) ۱۰۳
- فرقِ ثانی: خدا کا علم واجب ہے اور رسول اللہ کا علم ممکن (شامی) ۱۰۳
- فرقِ ثالث: خدا کا علم قدیم ازلی ابدی اور رسول اللہ کا حادث (شامی) ۱۰۳

- فرقِ رابع: خدا کا علم غیر متناہی ہے اور رسول اللہ کا متناہی (شامی) ۱۰۳
- مطلق علم میں فرق مستلزم ہے انواع مثل علم غیب، علم شہادت میں فروقِ اربعہ کے جاری ہونے کو ۱۰۴
- فرقِ خامس: خدا کا علم حضوری اور رسول کا حصولی (مناطقہ) ۱۰۴
- فرقِ سادس: جزئی وکلی اختراعی؛ غیر معتبر بل کہ مخترع ہے ۱۰۴

● قانونِ سوم ۱۰۵

- مسئلہ علم غیب میں فی زمانناچار مذہب مشہور ہیں ۱۰۵
- حضور کل ما کان وما یکون الیٰ یوم القیامہ کو ذرہ ذرہ جانتے ہیں (فاضل بریلوی) ۱۰۵
- جو خدا جانتا ہے وہ رسول بھی جانتا ہے (ابوالحسن بکری وابواسحاق شیرازی) ۱۰۶
- خواجہ غلام حسن سواگ اور مولانا فقیر محمد کا رجحان ۱۰۷
- رسول اللہ ﷺ اعلم الانبیاء بل کہ اعلم المخلوقات ہیں (پیر مہر علی شاہ صاحب) ۱۰۸
- مسئلہ علم غیب میں مصنف کا مذہب ۱۰۸
- مصنف کی تائید بل کہ تصریح صاحب ابریز نے بیان کی ۱۰۹
- رسول غیب جزئی کو اور خدا غیب جزئی وکلی کو جانتا ہے (وہابیہ کا مذہب) ۱۱۳
- اصلی منبع بحث ''یارسول اللہ اغثنی'' ہے ۱۱۳

● قانونِ چہارم ۱۱۴

- تمام انبیا اُمورِ تبلیغیہ میں سہو ونسیان سے محفوظ تھے ۱۱۴
- حضور ﷺ سہو ونسیان سے امورِ تبلیغیہ ہوں یا غیر مطلقاً محفوظ تھے۔ مصنف کی تحقیق ۱۱۴
- حدیث ابوہریرہ کی تائید تفاسیر سے ۱۱۵
- اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی چیز بھولے (علامہ خازن) ۱۱۷
- سوال: کلبی کی بیان کردہ تفسیر حدیث خرباق کے معارض ہے ۱۱۷

- جواب: ہوسکتا ہے یہ آیت حدیث خرباق کے بعد نازل ہوئی ہو، پس ناسخ ہوگی ۱۱۷
- سوال: سورت اعلیٰ مکی ہے اور حدیث خرباق قطعاً ہے پس کیسے ناسخ ہوگی؟ ۱۱۷
- جواب: ہوسکتا ہے سورت اعلیٰ مکیہ بھی ہو اور مدنیہ بھی ۱۱۷
- سورت اعلیٰ، حدیث ابو ہریرہ مذکورہ اور آیت وعلمك مالم تكن تعلم حدیث خرباق کی ناسخ ہوگی ۱۱۸
- سوال: کیسے معلوم ہوا کہ حدیث ابو ہریرہ حدیث خرباق سے متاخر ہے؟ ۱۱۸
- جواب: حدیث خرباق پہلی ہجری کا واقعہ اور حدیث ابو ہریرہ غزوۂ خیبر کے بعد کی ہے۔ احناف کی تحقیق ۱۱۸
- سوال: حدیث خرباق کا راوی ابو ہریرہ، تو یہ جنگ بدر سے پہلے کیسے ہوسکتی ہے؟ ۱۱۸
- جواب: ابو ہریرہ دوسرے اصحاب سے بھی حدیث روایت کرتے تھے جیسا کہ ہجرت سے پہلے کے واقعات ۱۱۹
- حدیث انی لا انسی ولکن انسی لانس ہمارے مدعا پر نص ہے ۱۱۹
- یہ حدیث غیر متصل ہے (ابن عبد البر، ابن حجر عسقلانی و علامہ سیوطی) ۱۱۹
- ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث، حدیث خرباق کے بعد کی ہے ۱۲۰
- حفاظ کے عدمِ اتصال کا جواب ۱۲۰
- ممکن ہے حدیث غیر متصل بھی ہو اور معمول بھی ہو ۱۲۰
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں سہو، نسیان اور غفلات فترات کا انکار کرتے ہیں (صوفیہ و یک گروہِ متکلمین) ۱۲۱
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل میں اصلاً سہو نہیں ہوا (ابو المظفر اسفرائنی) ۱۲۲
- احادیث میں واقع صورتِ سہو کا حق جواب ۱۲۲
- ● قانونِ پنجم ۱۲۳
- ادلہ سمعیہ چار میں بند ہیں ۱۲۳

- محکم القرآن ومافی حکمہ اگر ایک آیت بھی محکمہ مسئلہ متنازع فیہا میں پیش کریں تو ان کو مرشد مان لوں گا ۱۲۳
- غیب کلی وجزئی کا قرآن، حدیث اور فقہ حنفی کسی میں ثبوت نہیں ہے ۱۲۴
- قانونِ مذکور سے باب الکفریات کے اکثر الفاظِ فتاویٰ غلط ثابت ہوں گے ۱۲۴
- غیب کی تعریف ۱۲۵
- قاضی بیضاوی نے غیب کی تقسیم کی ہے ۱۲۶
- غیب جو خاصۂ خدا ہے، کو بلا اعلامِ خدا دوسرا نہیں جان سکتا ۱۲۶
- صاحب کشاف کی بیان کردہ تعریف غیب ۱۲۷
- میر سیّد شریف کی وضاحت ۱۲۷
- ● القرآن بالقرآن ۱۲۹
- ● برہانِ قاطع اوّل ۱۲۹
- غیب جزئی تو ہندو بھی جانتے ہیں ۱۳۰
- معنی وہ ہونا چاہیے جس میں قواعد علمیہ، مفسرین اور حدیث تینوں متفق ہوں ۱۳۱
- عجزِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ اعجاز میں محال ہے باتفاق الامۃ ۱۳۳
- ● برہانِ قاطع ثانی ۱۳۴
- فضل کریم کا اعتراض بہ طور نقض اجمالی اور مصنف علام کے تین جوابات ۱۳۵
- مولوی حسین علی کا نہایت قوی اشکال اور مصنف کے تین جوابات ۱۳۶
- اپنی اور فریق مخالف کی بہ طور دلیل ذکر کردہ آیات کا موازنہ ۱۳۸
- ● برہانِ قاطع ثالث ۱۳۹
- قانون اول، قانون دوم ۱۳۹
- قانون دوم کی جزء اول کی بنا پر آیت کا معنی ۱۴۰

- قانون دوم کی جزءدوم کی بناپر آیت کامعنی ۱۴۰
- آیت مذکورہ تمام آیات نفی غیب کے لیے ناسخ عموماً اور مفاتیح خمسہ کے لیے خصوصاً ۱۴۱
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کے اولیا کو مفاتیح خمسہ دیا گیا ہے (صاحب ابریز) ۱۴۱
- غیب کلی اختراعی کی آڑ میں غیب جزئی سے منکر ہو گئے ہیں ۱۴۲
- فریق مخالف کی پشتو بازی اور قرآن پاک کی تحریف ۱۴۲
- فریق مخالف کی سب الرسول کے متعلق ۱۴۳
- عجوبہ یہ ہے کہ مخالف نے آیت ناسخہ بھی اثباتِ جہل میں پیش کی ہے ۱۴۷
- قل ماکنت بدعا من الرسل کی تحقیق نسخ میں مفسرین کے اقوال ۱۴۷
- نسخ آیت کے متعلق مصنف کی تحقیق انیق ۱۴۸
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خاتمہ کیا، اپنی امت کے ہر فرد کا خاتمہ بھی جانتے ہیں ۱۵۰
- شامی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے علم مافی الارحام ثابت کیا ہے ۱۵۱
- ● برہانِ قاطع رابع ۱۵۲
- دو اِلزامی دلیلیں ۱۵۲
- ● برہانِ قاطع خامس ۱۵۴
- ● برہانِ قاطع سادس ۱۵۷
- بہ موجب ان اللہ علی کل شیء قدیر علم کائنات تفصیلاً ممکنات سے ہوا بل کہ معجزہ سے ہوا ۱۵۷
- ● الحدیث بالحدیث ۱۵۸
- مدعیانِ علم غیب کی ذکر کردہ احادیث ۱۵۸
- تفسیر عینی تخصیص وہابی کو خوب باطل کرتی ہے ۱۵۹
- فریق مخالف کی تاویلات اور ان کے جوابات ۱۶۰

- دو حدیثیں نہایت قابل استدلال جن میں تاویل نہیں ہو سکتی ۱۶۲
- اول حدیث میں وجہ عدم تاویل ۱۶۳
- دوسری حدیث قدسی کا معنی بہ مطابق احادیث، محدثین، مفسرین واولیا ۱۶۴
- حدیث قدسی کی دوسری احادیث پر فوقیت کی وجوہ ۱۶۸
- امام رازی نے حدیث قدسی کا معنی دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا ہے ۱۶۸
- وسعت علم رسول میں قسطلانی، عسقلانی، علی قاری اور محدث دہلوی کے اقوال ۱۷۰
- اطلاع علی الغیب نبوت کا عین ہے (مواہب) یا لازمہ نبوت ہے (جمہور) ۱۷۲

● الفقہ بالفقہ ۱۷۳

- فریق مخالف کے فقہ سے استدلالات کے جوابات ۱۷۳
- وہابیہ کی دھوکہ بازی اور دغابازی ۱۷۶

● التصوف بالتصوف ۱۷۷

- فریق مخالف کے تصوف سے استدلالات کے جوابات ۱۷۷
- فلاسفۂ اسلام کی ذرا سنتے جائیں ۱۸۱
- فلاسفۂ اسلام کے قانون کی ائمہ حدیث بھی تصدیق کرتے ہیں ۱۸۲
- امام شعرانی اور عبدالعزیز دباغ کے فرمودات ۱۸۲

● تکمیل ۱۸۵

- وہابیہ کے استدلالات کے جوابات ۱۸۵
- قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ سے وہابی کا استدلال اول ۱۸۵
- اہل سنت کی جانب سے آیت مذکورہ میں تاویلات ۱۸۵
- وعندہ مفاتح الغیب سے وہابی کا استدلال ثانی ۱۹۱
- اہل سنت کی طرف سے جوابات ۱۹۱

- یسئلونك عن الساعة سے وہابی کا استدلال ثالث ۱۹۴
- اہل سنت کی جانب سے تاویلات ۱۹۴
- قل لایعلم من فی السمٰوٰت سے استدلال رابع ۱۹۹
- اہل حق کی جانب سے جوابات ۱۹۹
- عدمِ علم غیب پر وہابی کی دو قابل فخر آیات جو اپنے بچوں کو یاد کراتے ہیں ۲۰۱
- اہل سنت کی جانب سے دونوں آیات میں تاویلات ۲۰۱
- علم سحر فی نفسہٖ مذموم نہیں ۲۰۴

- سوال: یا شیخ عبدالقادر اغثنی اس اعتقاد کے ساتھ کہ پیر دستگیر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا اور امداد کرتا ہے شرک ہے یا نہیں؟ ۲۰۸
- جواب (بہ حوالہ مولوی عبدالحی) شرک ہے، عبدالحی کا قول حجت نہیں ہے ۲۰۸
- قول عبدالحی کا بطلان بہ مطابق اکابر اولیا و علما و اقوال چہار مذاہب ۲۰۸
- مسئلہ مبحوث عنہ (علم غیب) مقامات خطابیہ سے ہے۔ مصنف کی تحقیق ۲۱۸
- اگر دیواریں ہماری نظروں کے سامنے بھی پردہ و حجاب ہیں تو پھر ہم میں اور تم میں کیا فرق؟ (امام باقر) ۲۱۹

- **علم غیب پر مشاہیر علما کے فتاویٰ** ۲۲۰
  ۱ مولانا فقیر محمد ابن خواجہ غلام حسن سواگ ۲۲۰
  ۲ استاذ العلما مفتی لطف اللہ علی گڑھی ۲۲۳
  ۳ مولانا علی گوہر تونسوی ۲۲۴
  ۴ حضرت امیر سلطان قادری ۲۲۸
- مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی ضلع میاں والی میں علم غیب کے موضوع پر تقریر ۲۳۳
  اور مصنف کی اس کے بعض الفاظ پر تنقید و تبصرہ ۲۳۵

مقدمة التحقيق

الحمد لله عالم الغيب والشهادات، والصلوٰة والسلام على من اعلمه الله تعالى بجميغ المغيبات سواء كان بوحيٍ جلي او خفيٍ و على آله و اصحابه اجمعين۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ نے اِبتداے آفرینش سے ثقلین کی رشد وہدایت اور فلاح و بہبود کے لیے انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا عظیم الشان اور بابرکت سلسلہ چلایا جب یہ سلسلۂ عظیمہ سیّد المرسلین، خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوا جو آیت مبارکہ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ الآية کا مصداق اور حدیث صحیح ((لا نبی بعدی)) کا مدلول ہے تو اس امرِ عظیم اور ذی شان کا بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر کے علماے کرام کے کندھوں پر آ گیا جو آیت مبارکہ ﴿فَلَوْ لَا نفر مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ﴾ الآية کا موجب اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ((العلماء ورثة الانبياء)) و ((علماء امتی كانبياء بنی اسرائيل)) کا مصداق ہے، ان برگزیدہ ہستیوں نے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے طریق مستوی پر گام زن ہو کر گلشن اسلام کی آب یاری کی۔

لہٰذا برصغیر میں جب شاہ اسماعیل دہلوی (متوفی ۱۲۴۱ھ/ ۱۸۳۱ء) اور اس کے متبعین نے نام نہاد توحید پر اہل اسلام، اہل سنت کے ساتھ بہت سارے اعتقادات ومسائل میں اختلاف کیا خصوصاً جن میں تعظیم انبیاے عظام علیہم الصلوۃ والسلام واولیاے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا پہلو ہو، جیسا کہ ہمارا مبحوث عنہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مستفاد عطائی وہبی ہے۔

ملتِ جدیدہ نے اپنے کتب و رسائل میں انبیائے عظام علیہم الصلوۃ

والسلام کے لیے ثبوتِ علم غیب کا راساً انکار کیا بل کہ انبیاے عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے علم غیب کا اعتقاد رکھنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے صادر کیے تو علماے اہل سنت نے ہر محاذ پر تقریر، تحریر اور مناظرہ میں ملت جدیدہ کا ردِ بلیغ فرمایا۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت شاہ احمد رضا خان فاضلؔ بریلوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) نے اس موضوع پر ایک درجن سے زائد رسائل و کتب تحریر فرما کر ان کا رد بلیغ کیا، جن میں سے ''الدولة المكية بالمادة الغيبية'' اور ''انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ'' کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔

شمس العلما علامہ عبدالحق خیر آبادی قدس سرہ (متوفی ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء) کے شاگردِ رشید علامہ حکیم سیّد برکات احمد ٹونکی (متوفی ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) نے علم غیب کے موضوع پر ایک کتاب ''فصل الخطاب فی العلم بما غاب'' اور ''مکتوب علم غیب'' تحریر فرمائے۔ آپ کے پوتے حکیم سید محمود احمد برکاتی ان الفاظ میں آپ کا علم غیب کے متعلق نظریہ بیان کرتے ہیں:

''غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، علم بالمغيبات بالعرض ببعض الاشیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اس علم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شریک نہیں ہے، کسی نبی تک کو اس علم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مساوات نہیں ہے اس علم کے معلومات کا احاطہ انسان کی قدرت سے باہر ہے، یہ علم مستفاد من علم الباری ہے۔'' (۱)

اِمام المتاخرین مولانا عبدالباری فرنگی محلّی قدس سرہ (متوفی ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۶ء) نے اپنے ''فتاویٰ قیام الملة والدین'' میں تمام اختلافی مسائل پر تحقیق فرمائی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق چند اقتباس نقل کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ عطائے الٰہی علم غیب حاصل تھا بل کہ جمیع ما کان وما یکون کا علم آپ کو دیا گیا ہے۔'' (۲)

۱- مولانا حکیم سیّد برکات احمد؛ سیرت اور علوم، بہ حوالہ مکتوب علم غیب، ص ۱۸۸

۲- فتاویٰ قیام الملة والدین، ص ۶۹

''انبیا اور اولیا کو علم غیب سے بالکل خالی سمجھنا معاذ اللہ کفر سے خالی نہیں کیوں کہ اس سے بعض آیات قرآنی اور وسعت قدرت کا انکار لازم آتا ہے۔'' (۱)

اہل سنت و جماعت کے نزدیک صراحۃً ثابت ہے کہ

''حق تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین، آخرین، ماضی، مستقبل، بدء خلق تا قیامت، ماکان و مایکون، بل کہ تمام جزو کل کا علم عطا فرمایا ہے۔'' (۲)

مولانا عبد الباقی فرنگی محلی (۳) مہاجر مدنی (متوفی ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) نے بھی علم غیب کے موضوع پر ایک رسالہ بہ نام ''رسالة فی تحقیق علم الغیب'' تحریر کیا۔ (۴)

اسی طرح قبلۂ عالم مجدد دین وملت فاتح قادیانیت حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) نے بھی اپنی تصنیفات خصوصاً ''اعلاء کلمة اللّٰہ فی بیان وما اھل بہ لغیر اللّٰہ'' میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کیا ہے، جسے صاحب نجم الرحمٰن نے بہ عنوان ''مذہب سوم'' ذکر کیا ہے۔ ضلع میاں والی واں بھچراں کے مقام پر قبلۂ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ اور قائد فرقہ وہابیہ پنجابیہ مولوی حسین علی واں بھچروی (متوفی ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء) کے درمیان علم غیب کے موضوع پر مناظرہ ہوا، جس میں پہلے سوال پر ہی مولوی حسین علی مبہوت ہو گیا۔

پھر ۱۹۲۵ء میں حضرت مجدد گولڑوی قدس سرہ کے مرید باکمال حضرت علامہ غلام محمود پپلانوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) اور مولوی حسین علی واں کے مابین بہ مقام واں بھچراں (میاں والی) تاریخی اور عہد ساز مناظرہ ہوا، جس میں ایک بار پھر مولوی حسین علی مع حواریین کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح مبین عطا فرمائی۔

۱- فتاویٰ قیام الملة والدین، ص ۷۷

۲- ایضاً، ص ۴۷۔ بہ حوالہ: ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ بہ حوالہ فتاویٰ قیام الملة والدین ص ۹-۱۸۸

۳- ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ، ص ۱۹۲

۴- آپ نے حضرت مولانا الشیخ ضیاء الدین مہاجر مدنی قدس سرہ کو سلسلۂ طریقت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ (ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ بہ حوالہ انوار قطب مدینہ، ص ۱۹۲)

• ۱۹۲۷ء میں حضرت علامہ پپلانوی قدس سرہ نے اسی فہرست مناظرہ کی ترتیب پر ''نجم الرحمن لرجم حزب الشیطان فی تحقیق علم غیب نبی آخر الزمان صلوات اللّٰہ علیہ فی کل حین و آن'' تصنیف فرمائی۔

ہمارا موضوع بحث یہی کتاب ہے، دو دفعہ شائع ہونے کے بعد ایسی نایاب ہوئی عوام کیا، خواص کے ہاتھوں سے بھی غائب ہوگئی۔ راقم الحروف کو پہلی دفعہ نجم الرحمٰن کا تعارف اُس وقت ہوا جب ۲۰۱۴ء میں استاذ الکل علامہ مفتی ابوالفیض محمد فضل الرحمٰن گولڑوی بندیالوی مدظلہ نے دورانِ سبق علم غیب کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے اساتذہ میں سے علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر ایک بہترین کتاب نجم الرحمٰن تحریر فرمائی تھی۔ بڑے استاذ صاحب (ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی) فرماتے تھے کہ

''نجم الرحمٰن اپنے موضوع پر جامع مانع اور مدلل تصنیف ہے فریق مخالف آج تک اس کا جواب نہیں دے سکا۔''

آپ کی خواہش اور مراد تھی کہ یہ بے نظیر کتاب دوبارہ چھپ جائے مگر ایسا نہ ہوسکا۔ مزید استاذ الکل مدظلہ نے یہ بھی فرمایا کہ

''میں زمانہ طالب علمی سے اس کتاب کو تلاش کر رہا ہوں اب جا کر کہیں دست یاب ہوئی ہے۔''

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد اور ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی قدس سرہما جیسی مقتدر شخصیات اہل سنت اس کتاب کے مطالعے پر زور دیتے تھے۔

راقم الحروف نے دورانِ سبق ہی اس کتاب پر جدید انداز سے کام کرنے کا ارادہ کرلیا اور یہ ارادہ اس وقت مزید مستحکم ہوگیا جب میرے دوست، ہم سبق حافظ محمد قلندر خان نے میرے ساتھ کام کرنے کا وعدہ کیا۔ بس پھر کیا تھا فضل حق سے امید واثق کے ساتھ حضرت استاذ الکل مدظلہ کے کتب خانہ میں موجود ''نجم الرحمٰن'' کی پہلی طبع کے عکس کا فوٹو لے کر

جمعرات کی جمعرات کام شروع کیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ میں کتاب کی کمپوزنگ اور نصوص کی تخریج کا کام مکمل ہو گیا۔

کتاب کی کمپوزنگ چوں کہ فوٹو کاپی سے کروائی گئی تھی، اس لیے بعض مقامات پر عبارت واضح نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی تھی اور خواہش و جستجو تھی کہ کتاب کا اصل نسخہ مل جائے تو اس مقصد کے حصول کے لیے پپلاں شریف کے لیے رخت سفر باندھا۔ بہ فضل رحمٰن ہماری یہ خواہش بھی پوری ہو گئی کہ استاذ الادب مولانا علامہ حافظ محمد اکبر رضوی مدظلہ مدرس جامعہ محمودیہ سے ''نجم الرحمٰن'' کا اول ایڈیشن مل گیا، اور آپ نے وہ اصل نسخہ ہمیں عنایت کر دیا۔ اس علم دوستی پر اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت میں بہترین جزا عطا فرمائے۔

کمپوزنگ کا اصل نسخہ کے ساتھ حتی الامکان مقابلہ کر کے صحت کا ابتدا سے ہی التزام رہا، مگر چند مقامات پر تردد تھا، جس کی تصحیح بعض احباب کے مشورے سے اشاعت ثانیہ کے ساتھ کی گئی۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ''نجم الرحمٰن'' کی اب تک دو دفعہ اشاعت ہوئی۔ پہلی اشاعت رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور سے ۱۹۲۷ء میں اور دوسری اشاعت جو پہلی اشاعت کے تقریباً اٹھائیس برس بعد نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سے مفتی محمد حسین شوق کے ترجمہ و تسہیل کے ساتھ ہوئی۔ ہمارا مدارِ تحقیق اشاعت اول پر ہے۔ (۱)

متعلّمین جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ خیر آباد کی جانب سے ''نجم الرحمٰن'' کی یہ اشاعت درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے:

۱۔ جدید کمپوزنگ

۲۔ صحت وضبط عبارت کا خصوصی اہتمام

۳۔ پیرابندی، کاماز، فل سٹاپ وغیرہ کا اہتمام

۴۔ تخریج آیاتِ قرآنیہ واحادیث شریفہ ونصوص علما

۵۔ فہرست مضامین وآیات واحادیث وماخذ ومراجع

۶۔ صرف انھی مصادر کی تخریج کی گئی ہے جنھیں مصنف نے استعمال کیا تھا۔

۱۔ تفصیل کے لیے نجم الرحمٰن کا تعارف ملاحظہ فرمائیں!

اس تمام اہتمام کے باوجود بہ تقاضاے بشری غلطی کا امکان باقی ہے، لہٰذا اس اِشاعت جدیدہ کے امور حسنہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے مرہون منت ہیں اور اس میں پائی جانے والی اغلاط ہماری طرف منسوب ہیں، لہٰذا ہر مخلص و ہم درد سے التجا ہے کہ وہ ان اغلاط اطلاع پائیں تو ہمیں نشان دہی کر کے ممنون و مشکور فرمائیں۔

آخر میں راقم الحروف اس بات کا اظہار کرنا اپنی خوش بختی سمجھتا ہے کہ یہ کتاب جواب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ افاضل سلسلہ خیر آبادیہ کے منبع الفضائل، مخزن الفواضل استاذ الکل علامہ مفتی ابوالفیض محمد فضل الرحمٰن گولڑوی بندیالوی طال عمرہ بصحة کاملة شیخ الحدیث والتفسیر والفنون جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ، خیر آباد (ڈیرہ اسماعیل خان) کے بارہا تاکید فرمانے اور دعاؤں کا ثمرہ ہے، بل کہ اشاعت جدیدہ آپ کے امتثالِ امر میں کی گئی ہے۔

''نجم الرحمٰن'' کی طباعتِ نو میں حضرت علامہ پروفیسر ریاض محمود پپلانوی جو حضرت مصنف کے پوتے اور علمی جانشین ہیں' کی خصوصی شفقت، راہ نمائی اور تحریک شامل حال رہی۔ آپ نے بہ کمال عنایت کتاب کا ذاتی نسخہ عطا فرمایا اور (بہ ذریعہ خط بہ نام ناشر) اِجازت و حوصلہ افزائی فرمائی۔ ۹ جنوری ۲۰۱۷ء کو ناچیز ان کے ہاں پپلاں حاضر ہوا اور آپ کے تعاون اور سرپرستی سے وافر حصہ پایا۔

علاوہ ازیں اپنے ان احباب کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو اس کارِ خیر میں میرے شانہ بہ شانہ رہے۔

کتاب کی تخریج و تصحیح میں حافظ محمد قلندر خان، حافظ محمد فیضان المصطفیٰ، محمد انس رضا قادری اور حافظ غلام حیدر سیفی کے علاوہ حافظ محمد ثناء اللہ، شاہ محمد اور خان زمان زید علمہم متعلمین جامعہ منظر الاسلام نے تعاون کیا۔ کمپوزنگ کا مشکل مرحلہ راقم کے عزیز دوست حافظ محمد عمیر مرتضیٰ متعلم دورۂ حدیث جامعہ نعیمیہ لاہور کی محنت شاقہ سے سر ہوا۔

میرے مشفق اور مہربان استاذ محترم مولانا حافظ محمد ظفر الرحمٰن گولڑوی حفظہ اللہ سینئر مدرس ادارہ تعلیمات مجددیہ شادمان لاہور وقتاً فوقتاً کام کا معائنہ کر کے اصلاح فرماتے

رہے اور قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ میرے مشفق مولانا حافظ محمد شوکت حیات باروی حفظه الله تعالى مدرس جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ خیرآباد نے خصوصی تعاون کیا۔ اگر آپ کا تعاون نہ ہوتا تو شاید بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ مولانا محمد اسلم صاحب مدرّس آستانہ عالیہ مکھڈ شریف سے بھی بعض اوقات میں مشورے ہوتے رہے۔

کتاب کی اشاعت جدیدہ اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کا تمام کام جناب محمد رضاء الحسن قادری حفظه الله تعالى نے محنت شاقہ برداشت کر کے سرانجام دیا ہے۔ آپ نے مختصر عرصہ میں اہل سنت کی جانب سے اشاعتی میدان میں قابل قدر کام سرانجام دیا ہے، جس پر آپ لائق صد تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جذبۂ احیائے تراث علمیہ اکابر اہل سنت کو قائم ودائم رکھے۔

نسال الله تعالى ان يجعل عملنا هذا متقبلا للمسلمين، وان يجعله ذخرا لنا فى الآخرة، انه مجيب معين۔ آمين بجاه خاتم الانبياء والمرسلين عليهم صلوات الله و تسليماته۔

خوشہ چین علمائے خیرآباد و بندیال

محمد نعیم عباس

تجاوز الله عن ذنبه الخفى و الجلى

متعلّم جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ، بستی خیرآباد

تحصیل پروآ، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان: خیبر پختون خوا

عشرۂ اوّل رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ
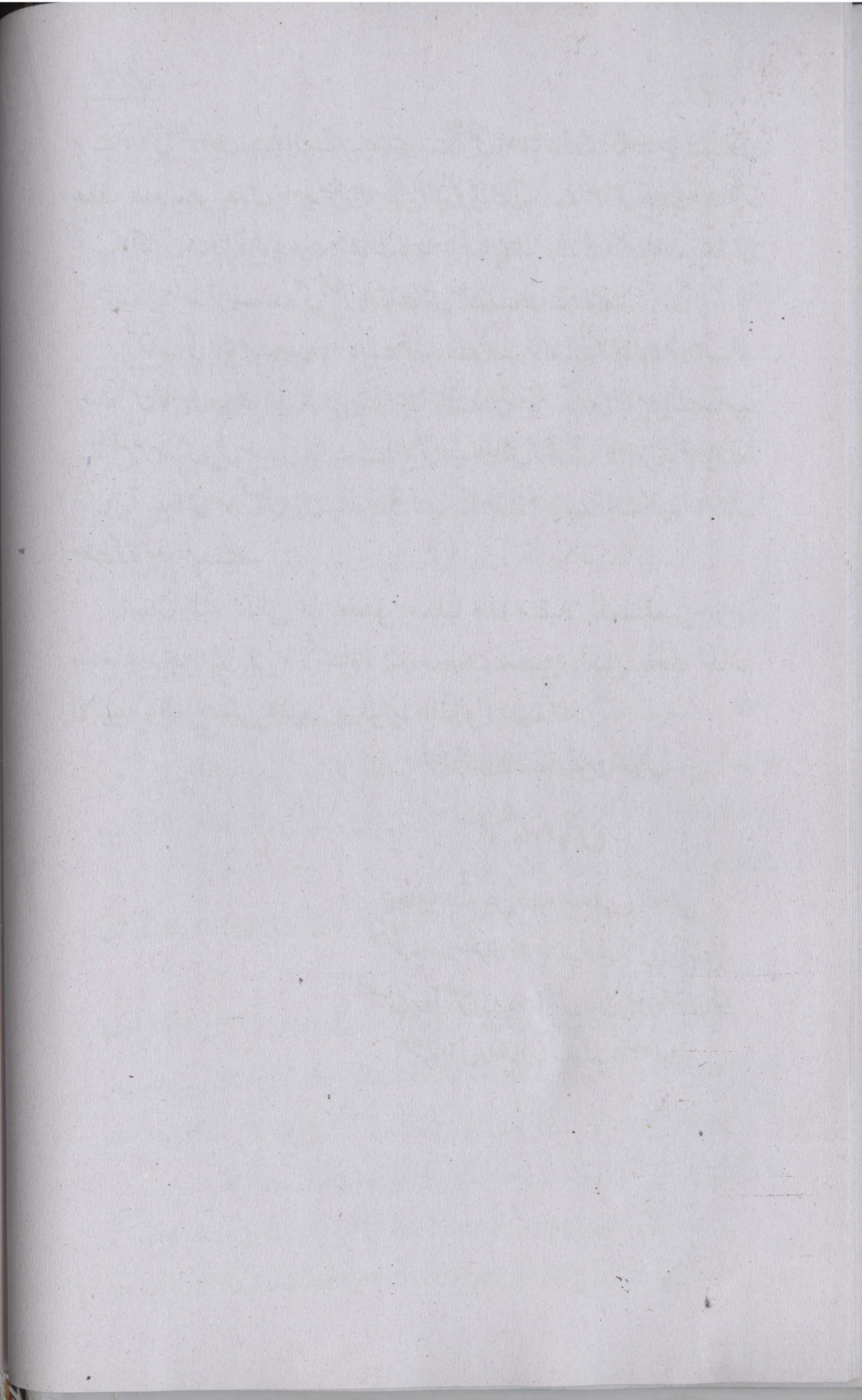
احوال و آثار
قدوۃ المحققین، بحرالعلوم
حضرت علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اِمامِ منقولات و معقولات، فاضلِ ریاضیات، عربی ادب کے بلند پایہ ادیب، فقہِ حنفی کے متبحر عالم فاضل، جید مناظر، سیبویہ زماں، حضرت مولانا غلام محمود، بن نورنگ، بن محمد باقر ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء کو بہ مقام قصبہ وانڈہ محمد خان (۱) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق راجپوت قوم کی ایک شاخ ''وینس'' سے تھا۔

جب سنِ شعور کو پہنچے تو والدین نے اسلامی روایت کے مطابق اپنے ہونہار بچے کی تعلیم کا آغاز کلام اللہ سے کروایا، بعد میں گاؤں کے امام مسجد حافظ محمد مرزا سے قرآن مجید حفظ کیا۔

درسیات کی تحصیل

قدوۃ المحققین نے قصبہ خانوخیل (ڈیرہ اسماعیل خان) میں درسیات کی ابتدا کی۔ ابتدائی کتبِ فارسی پڑھنے کے بعد بندیال شریف کو رختِ سفر باندھا، بندیال میں فارسی ادب کے یکتائے روزگار استاذ اور ادیب مولانا سلطان محمود نامی (۲) سے دیگر کتب فارسی، تمام کتب صرف اور نحو، عروض وقوافی کی بعض کتب پڑھیں۔

۱- یہ قصبہ پپلاں، ضلع میاں والی کی مغربی سمت میں پانچ میل کی مسافت پر دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔

۲- مولانا سلطان محمود نامی مرید خاص خواجہ زین الدین چشتی نظامی مکھڈی (متوفی ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء) کی فارسی ادب پر دسترس کو حضرت ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی نے یوں بیان کیا ہے:

''مولانا سلطان محمود نامی رحمہ اللہ تعالیٰ کو میں مولانا عبدالرحمٰن جامی، مولانا رومی اور عارف سعدی کا ہم پلہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا، لیکن ان کے بعد اگر کسی کا مرتبہ ہے تو یہ مولانا سلطان محمود نامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔'' (ذکر عطائی حیات استاذ العلما، ص ۵-۳۴)

بندیال شریف سے فراغت کے بعد سیبویہ زماں عارفِ کامل علامہ فیض محمد شاہ جمالی (متوفی ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) مرید و خلیفۂ مجاز خواجہ علامہ عبد الرحمٰن چشتی ملتانی (خاصاں والے پیر) کے حلقۂ درس میں شمولیت اختیار کی اور آپ سے باقی ماندہ کتبِ نحو کی تکمیل کی۔

دریں اثنا مولانا احمد الدین چکوالی (۱) (متوفی ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۹ء) کے درسِ مثنوی، ربع المجیب اور ربع المقنطرہ وغیرہ علوم کی شہرت اطراف واکناف میں پہنچی تو علما دور دراز علاقوں سے حاضر ہوتے اور شرفِ تلمذ حاصل کرتے۔ قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود پپلانوی نے بھی حاضر خدمت ہو کر کسب فیض کیا۔ غالباً آپ نے ان سے ربع المجیب، ربع المقنطرہ اور زیج وغیرہ علوم کی تحصیل کی تھی۔ آپ کا شمار علامہ چکوالی کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔ (۲)

بعد ازاں فاضل تبحر، فقیہ اجل مولانا غلام احمد (۳) حافظ آبادی (متوفی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) صدر مدرس جامعہ نعمانیہ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے اور جامعہ نعمانیہ میں داخل ہو کر علوم وفنون کی کتبِ متداولہ کی تکمیل فرمائی۔

۱- استاذ الاساتذہ مولانا احمد الدین پایۂ حرمین مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد تھے۔ آپ نے سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی (متوفی ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء) اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت سیّد نقیب سلمان، بغداد شریف کے ہاتھ پر بیعت کی۔

۲- تذکرۂ اکابر اہل سنت، ص ۴۶-۴۴۔ بہ تصرف

۳- حضرت مولانا غلام احمد حافظ آبادی علومِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ ریاضی کی تمام اقسام نیز طبیعیات کے مایہ ناز استاذ تھے اور افتا میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ مجدد گولڑوی قدس سرہ نے آپ کو محققین عصر اور مدققین دہر علما میں شمار کیا۔ (سیف چشتیائی، ص ۱۷۶)
اعلیٰ حضرت گولڑوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے جواب میں جو اشتہار شائع کروایا اس پر آپ کے دست خط موجود تھے اور شاہی مسجد لاہور کے تاریخی جلسہ میں تین دن تک آپ نے پیر صاحب کے ساتھ تمام دینی وتبلیغی امور میں حصہ لیا۔
حکیم عبد الحی رائے بریلوی آپ کے کمالاتِ علمیہ وشخصیہ کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:
"لقیته غیر مرة ببلدة لاهور وکان فاضلا کبیرا، جید التفقه، حلیما متواضعا، شدید التبعد، کثیر الصمت، حسن السمت، له مهارة فی استخراج المسائل الجزئیة و مهارة فی التدریس۔" (نزہۃ الخواطر ج ۸)

جامعہ نعمانیہ لاہور سے تکمیل کے بعد علی گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں استاذ الکل مفتی لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شہرہ آفاق درس قائم تھا۔ قدوۃ المحققین نے آپ سے علم ریاضی کا اکتساب کیا۔ تحریر اقلیدس (تصنیف نصیر الدین محقق طوسی) علم ہندسہ کی شہرۂ آفاق کتاب ہے جو سولہ مقالہ جات پر مشتمل ہے اور اس کا مقالہ اولیٰ مقامِ درس ہے لیکن آپ نے سولہ مقالات یعنی مکمل کتاب سبقاً پڑھ ڈالی۔

بعد ازاں دار العلوم دیو بند میں حاضر ہو کر مولانا محمود حسن دیو بندی سے دورۂ حدیث پڑھا اور سند حدیث حاصل کی۔

وطن مالوف واپسی:

قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم وفنون کے حصول سے فراغت کے بعد ۱۹۰۲ء میں اپنے آبائی گاؤں وانڈہ محمد خان کی طرف ۲۷ سال کی عمر میں عود کیا۔

درس وتدریس

امام النحاۃ، قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بلند پایہ عالم، استاذ الکل اور علمِ نحو میں سیبویہ زمان تھے۔ آپ کو تمام علوم دینیہ پر کامل عبور حاصل تھا۔ خاص طور پر صرف ونحو، فقہ واصول فقہ، ادبِ عربی، ہیئت، ربع المجیب، ربع المقنطرہ، زیج اور علم مناظرہ وغیرہ میں کامل دست رس رکھتے تھے۔ علم تفسیر اور حدیث میں بھی آپ کا تتبع اور تصفح قابل ستائش ہے۔ آپ درسیات کے جملہ علوم وفنون کا درس دیتے تھے، آپ کی شخصیت من حیث التدریس مشہور ومعروف تھی۔ طلبا دور دراز علاقوں سے آپ کے پاس تحصیل علم کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ''تحفۂ سلیمانی'' کی تصنیف کے سبب کچھ عرصہ تدریس میں اِنقطاع آیا کیوں کہ آپ کو اس کی تحقیق کے لیے دور دراز علاقوں کے کتب خانوں کا سفر کرنا پڑ رہا تھا۔ طلبا اور محصلین میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی کہ انہوں نے تدریس ترک کر دی ہے تو آپ نے ''تحفۂ سلیمانی'' کی تکمیل پر اس وقفہ کے لیے طلبائے کرام سے اعتذار کرتے ہوئے اشتہار شائع کروایا:

"بندہ کے پاس ۱۳۲۶ھ شوال میں تحفۂ سلیمانی شروع ہوگی۔ جو طالب علم یہ کتاب یا کوئی اور سبق پڑھنا چاہتا ہے تو اطمینان سے آکر پڑھے۔" (۱)

پھر تادمِ زیست یہ سلسلہ تدریس منقطع نہیں ہوا۔ درس و تدریس میں اسی شہرت کی وجہ سے آپ نے تقریباً ۱۵؍سال اپنے آبائی قصبہ سے باہر پاکستان کے مختلف مشہور آستانوں پر صاحب زادگان کی تعلیم و تعلّم کے لیے تدریس فرمائی، جن کا تفصیلی ذکر آگے آرہا ہے۔

جامعہ محمودیہ کا قیام اور آغازِ تدریس:

علامہ غلام محمود رحمہ اللہ نے ہندوستان سے واپسی پر سب سے پہلے یہ کام کیا کہ ۱۹۰۳ء میں ولی کامل حضرت خواجہ پیر فتح محمد بھوروی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۴۸ء) کی اِیما پر پپلاں میں ایک دینی درس گاہ جامعہ محمودیہ قائم فرمائی۔ اِبتداءً اس درس گاہ کا قیام غالباً مائی صاحبہ والی مسجد میں ہوا، بعد میں مستقل جگہ حاصل کر کے مدرسہ وہاں منتقل کردیا گیا، جس میں شعبۂ حفظ کے علاوہ درسِ نظامی کا بھی اِہتمام کیا گیا تھا۔ قدوۃ المحققین نے اپنی تدریس کا آغاز اسی مدرسہ سے کیا۔ آپ نے طلبا کو اس محنت، لگن اور جدوجہد سے پڑھایا کہ دیکھتے ہی دیکھتے قلیل عرصہ میں دور و نزدیک سے آپ کے پاس طلبا کا جم غفیر ہوگیا۔ اپنی سب سے بڑی تصنیف "تحفۂ سلیمانی" حاشیہ بر تکملہ عبدالغفور کا آغاز بھی آپ نے اسی دور میں کیا۔

تدریسی زندگی کا خاکہ:

قدوة المحققین نے عمر عزیز کے تقریباً ۴۵ سال جملہ علوم و فنون کی تدریس فرمائی۔ جس کا اجمالی خاکہ کچھ یوں ہے:

۱۹۰۲ء کو ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر آبائی وطن پپلاں آئے۔ ۱۹۰۳ء میں اپنے قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمودیہ میں درس کا آغاز کیا تو پانچ سال تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے۔ ۱۹۰۷ء میں مکھڈ شریف (اٹک) تشریف لے گئے، تین سال وہاں قیام کیا۔ اس کے بعد تین سال چکی شیخ جی (کیمبل پور/ موجودہ چکوال) اور پھر تین سال وطن عزیز قیام

۱۔ پشت ورق تحفۂ سلیمانی، طبع اول

فرمایا۔ تین سال نڑھال (ملتان) میں پڑھایا۔ اس کے بعد بھیرہ شریف (سرگودھا) اور دو دفعہ مختلف اوقات میں مرولہ شریف (موجودہ معظم آباد، سرگودھا) میں قیام کیا، اور علما و صلحا سے اپنے کمالاتِ علمیہ پر دادِ تحسین سمیٹتے ہوئے آبائی وطن مراجعت فرمائی۔ پھر اپنے قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمودیہ میں تقریباً ۲۲ سال مسند تدریس پر جلوہ افروز ہو کر تدریس فرمائی۔ یکم اگست ۱۹۴۸ء میں آپ کے وصال پر اس سلسلۂ علم و عرفان کا اختتام ہوا۔

درگاہِ معلّٰی مولوی محمد علی، مکھڈ شریف:

قدوۃ المحققین نے آستانۂ عالیہ مکھڈ شریف (۱) پر تین سال (۱۹۰۷ء تا ۱۹۰۹ء) تدریس فرمائی۔ قیامِ مکھڈ شریف کے پہلے سال ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں حضرت قبلۂ عالم پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ''تحفۂ سلیمانی'' بھی اسی سال مکمل فرمائی۔

مولانا محمد اسلم صاحب مدرّس آستانۂ عالیہ مکھڈ شریف آپ کے قیام مکھڈ شریف کے احوال بیان فرماتے ہیں:

''جب آستانہ عالیہ حضرت مولانا شاہ محمد علی مکھڈی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سجادہ نشین غوثِ زمان، امام المتوکلین حضرت مولانا پیر محمد غلام محی الدین مکھڈی (متوفی ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) از خود منصب تدریس پر تشریف فرما تھے، لیکن طلبائے کرام کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو چکا تھا کہ آپ صبح سے شام تک

۱- مولانا الشاہ محمد علی چشتی نظامی مکھڈی (متوفی ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء) قدس سرہ العزیز ایک خدا رسیدہ بزرگ، اصولی، منطقی فلسفی اور متبحر عالم دین تھے۔ ''شرح عقائد'' کی شرح ''خیالی'' کی تدقیقات حل کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ دور و نزدیک کے علمائے دہر کی اس سلسلہ میں مراجعت اور جائے پناہ آپ ہی ہوتے تھے۔ برہان العاشقین خواجہ الشاہ سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء) کے خلیفہ اور خواجہ الشاہ غلام علی نقش بندی دہلوی (متوفی ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء) کے خالہ زاد بھائی تھے۔ مکھڈ شریف میں درس گاہ قائم کی اور ساری زندگی متجرد رہ کر علوم دینیہ کی درس و تدریس میں گزار دی۔ آستانہ عالیہ مکھڈ شریف آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔

سلسلۂ اسباق سمیٹ نہیں سکتے تھے۔ تو آپ کو معاونت کے لیے ایک قابل ترین مدرس کی ضرورت تھی، تاہم کافی غور وخوض کے بعد آپ کی نگاہ استاذ الکل علامہ غلام محمود پپلانوی پر پڑی۔ جب مکھڈ شریف کے حوالے سے آپ سے رابطہ قائم کیا گیا تو آپ نے بہ خوشی قبول فرمالیا۔ آستانہ عالیہ مکھڈ شریف پر آپ نے تین سال (۹-۱۹۰۷ء) تک قیام فرمایا۔

یوں تو آپ کے چشم فیضان سے ایک جہاں مستفید ہوا لیکن قیامِ مکھڈ کے دوران غوثِ زمان علامہ محمد غلام محی الدین مکھڈی کے فرزند ارجمند اور شیخ الشریعہ والطریقہ تاج الفقہا علامہ محمد عبدالحق بندیالوی متع اللہ تعالی المومنین بطول حیاتہ کے سسر مولانا احمد دین مکھڈی، علاقہ چھچھ (حضرو، اٹک) کی معروف شخصیت علامہ مفتی محمد حسین حضروی اور عیسیٰ خیل (میاں والی) کی نابغہ روزگار شخصیت پیر وارث شاہ کے اسما مشہور ومعروف ہیں۔ علاوہ ازیں اس وقت آستانہ عالیہ مکھڈ شریف پر افغانستان، قندھار اور بخارا کے طلبائے کرام کثیر تعداد میں موجود تھے، جن کے اسما مل نہ سکے۔

ایک علمی مباحثہ ومکالمہ:

علامہ پپلانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سجادہ نشین علامہ پیر محمد غلام محی الدین مکھڈی کے مابین رفع سبابہ کے جواز وعدمِ جواز کے موضوع پر ایک علمی بحث مباحثہ ہوا تھا جس میں علامہ پپلانوی کا موقف جواز رفع سبابہ اور علامہ پیر محمد غلام محی الدین مکھڈی کا عدم جواز تھا، تاہم علامہ پپلانوی نے علامہ محمد غلام محی الدین مکھڈی کے دلائل واقوال کو قوی، راجح قرار دیا تھا۔" (۱)

۱- مکتوبِ گرامی مولانا محمد اسلم حفظہ اللہ مدرّس آستانہ عالیہ مکھڈ شریف بہ نام راقم الحروف۔ مورّخہ ۱۲ر رجب المرجب ۱۴۳۸ھ/ ۱۰ر اپریل ۲۰۱۷ء

چکی شیخ جی:

حضرت شیخ محمود قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیمبل پور (موجودہ چکوال) نزد لاوہ میں ایک خانقاہ قائم کی تھی، جس میں سلوک وتصوف کے علاوہ درس نظامی کے پڑھنے پڑھانے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ یہ مقام عوام وخواص میں چکی شیخ جی کے نام سے مشہور ہے۔ آستانہ عالیہ مکھڈ شریف کے بعد قدوۃ المحققین چکی شیخ جی تدریس کے لیے تشریف لے گئے، یہاں پر بھی آپ نے تین سال (۱۹۱۰ء تا ۱۹۱۲ء) تدریس فرمائی۔

نڑھال ضلع ملتان:

چکی شیخ کے بعد تین سال (۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۵ء) اپنے آبائی وطن پپلاں میں قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمودیہ میں تدریس کے جوہر دکھائے، بعدازاں بعض احباب کے اصرار پر موضع نڑھال میں تین سال تدریس کرتے رہے۔

بھیرہ شریف:

حضرت پیر محمد شاہ بھیروی (متوفی ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء) آستانہ عالیہ امیر السالکین اپنے فرزند ارجمند ضیاء الامت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری (متوفی ۱۹۹۷ء) کی تعلیم و تربیت متبحر اور قابل قدر اساتذہ کرام سے کروا رہے تھے، اسی اثنا میں ان کی نگاہِ انتخاب فاضل پپلانوی پر پڑی تو فوراً آپ کو آستانہ عالیہ امیر السالکین بھیرہ شریف پر تدریس کی دعوت دی گئی، جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ آپ نے نہایت محنت اور جدوجہد سے پیر صاحب کو پڑھایا، اور دورانِ تدریس ایسی تحقیقاتِ علمیہ پیش کرتے تھے، جن کے بارے میں خود حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"قبلہ استاذ صاحب اس قدر محنتی تھے کہ ایک ایک لفظ پر 'جھگی' ڈال لیتے تھے۔" (۱)

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (متوفی ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء) فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل علوم میں ضیاء الامت علامہ محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کسب فیض کیا:

۱۔ صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۱۶

""فقہ، تفسیر، ادب، عروض اور ریاضی وغیرہ علوم کے لیے قدوۃ الفضلا مولانا غلام محمود قدس سرہ (پپلاں، میاں والی) مصنف 'نجم الرحمٰن' و محشی 'تکملہ عبد الغفور' کو مدعو کیا۔" (۱)

اور یہیں پر ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد بندیالوی (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) نے آپ سے ""تصریح""، ""شرح چغمینی"" اور علم ریاضی کی دوسری کتب پڑھیں۔ قدوۃ المحققین کے قیام بھیرہ شریف کا دورانیہ اور سالِ ورود معلوم نہ ہو سکا۔

مرولہ شریف:

قدوۃ المحققین دو دفعہ مرولہ شریف (سابقہ معظم آباد، سرگودھا) درس و تدریس کے لیے تشریف لے گئے: ایک دفعہ خواجہ محمد حسین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۲ء) مرید و خلیفہ مجاز خواجہ ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء) کی تعلیم و تربیت کے لیے اور دوسری دفعہ خواجہ محمد حسین رحمہ اللہ کی درخواست و دعوت پر خانقاہ معظمیہ میں آئے تھے، تاکہ ان کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین معظمی (متوفی ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء) مرید و خلیفہ مجاز شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) کو دورۂ حدیث کی تکمیل کرائیں۔

صاحب زادہ پروفیسر علامہ ریاض محمود مدظلہ نے ہم سے خود بیان فرمایا کہ

""مجھے خود مرولہ شریف کے صاحب زادہ صاحب نے بتایا کہ حضرت خواجہ غلام سدید الدین قدس سرہ اتنے فطین و فہیم تھے کہ دورانِ تدریس معلمین پر اعتراض و اشکال وارد کرتے، جب وہ جواب نہ دے سکتے تو خواجہ صاحب کی تعلیم و تعلم سے معذرت کر لیتے۔ اس ماحول میں علامہ غلام محمود قدس سرہ کو تدریس کے لیے دعوت دی گئی تو صاحب زادہ صاحب نے حسب روایت سابق دوران تدریس علامہ غلام محمود پر بھی اشکال وارد کر دیا۔ قدوۃ المحققین نے معقول جواب دیا، پھر تین دن تک اس مسئلہ پر گفتگو فرمائی۔ صاحب زادہ

۱- تذکرۂ اکابر اہل سنت، ص ۴۸۰

صاحب نے آپ کی تحقیق انیق پر سر تسلیم خم کیا اور یوں نشستِ محمودی سے کسب فیض کا سلسلہ آگے بڑھا۔''

آپ اپنے اہل خانہ سمیت تشریف لاتے تھے۔ ایک الگ مکان میں ان کی رہائش کا شایانِ شان بندوبست کیا گیا تھا۔ آپ تین مہینے شعبان، رمضان اور شوال پپلاں میں گزارتے اور باقی ایام خانقاہ معظمیہ میں رہ کر مشغول درس حدیث رہتے تھے۔ آخر دفعہ علامہ پپلانوی نے دو سال (۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۳ء) کا عرصہ خانقاہِ معظمیہ میں گزارا۔ تکمیل دورۂ حدیث پر حضرت خواجہ غلام سدید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو سندِ حدیث عنایت فرمائی اور آبائی وطن تشریف لے آئے۔ (۱)

پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی (صدرِ شعبۂ فارسی، لمز یونی ورسٹی، لاہور) تحریر فرماتے ہیں:

''میرے دادا جان (خواجہ غلام سدید الدین معظمی) ہمیشہ اپنے فاضل اجل استاذ (علامہ غلام محمود پپلانوی) کی جلالت علمی کا تذکرہ کرتے تھے اور ان کے علمی وشخصی کمالات کے بارے میں رطب اللسان رہتے تھے۔'' (۲)

رعب ودبدبہ والے مدرس:

حضرت قدوۃ المحققین بارعب شخصیت اور مدرس تھے۔ فن تدریس میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے شاگرد مولانا غلام یٰسین آستانہ عالیہ ڈنگ شریف آپ کی شخصیت اور طریقہ تدریس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''سخت سردیوں میں سحری کے وقت ہم آپ کے دولت خانہ پر پڑھنے کے لئے جاتے، آپ بیٹھک میں تشریف لاتے اور چارپائی پر لیٹ کر پڑھاتے، لیکن ہم عبارت پڑھنے کے دوران ان کے رعب ودبدبہ کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوجاتے۔'' (۳)

۱- صد سالہ تاریخ جامعہ محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۹-۱۱۸

۲- ایضاً ص ۱۱۹

۳- ایضاً ص ۲۶

مشاہیر تلامذہ:

حضرت قدوۃ المحققین سیبویہ زماں علامہ غلام محمود پپلانوی قدس سرہ سے ایک جہان نے شرفِ تلمذ حاصل کیا جن کا احاطہ بہت مشکل ہے۔ بہ قول علامہ شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے اکثر وبیش تر تلامذہ علم وعرفان کے ماہ تاب بن کر چمکے۔ چند مشہور زمانہ تلامذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت مولانا علامہ فقیر سلطان اعظم قادری، چھوڑ شریف

۲۔ حضرت مولانا صاحب زادہ احمد دین مکھڈی، آستانہ عالیہ مکھڈ شریف

۳۔ حضرت علامہ حافظ خواجہ غلام سدید الدین معظمی، آستانہ عالیہ معظمیہ

۴۔ حضرت ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد بندیالوی

۵۔ حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری، سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان

۶۔ مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی (مدرسہ امینیہ، دہلی)

۷۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسین شوق، خلف الرشید

۸۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد شریف رضوی، مہتمم وبانی جامعہ سراجیہ رضویہ، بھکر

۹۔ حضرت مولانا علامہ ولی اللہ (۱)

۱۰۔ حضرت خواجہ پیر وارث شاہ (عیسیٰ خیل، ضلع میاں والی)

۱۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسین حضروی (حضرو، ضلع اٹک)

۱۲۔ حضرت مولانا احمد حسن گھوٹوی (گھوٹہ، ملتان)

۱۳۔ حضرت مولانا پیر غلام یٰسین، آستانہ عالیہ ڈنگ شریف

۱۔ مولانا ولی اللہ صاحب' مولانا غلام رسول مرید حضرت خواجہ محمد دین ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہ کے داماد تھے، جو موضع انھی ضلع گجرات کی مشہور شخصیت تھے۔ ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی نے فلسفہ اور منطق کی بعض کتب چھ ماہ کے عرصہ میں آپ سے پڑھیں۔ مفتی محمد حسین شوق نے بھی آپ سے استفادہ کیا۔

(ذکر عطائی حیات استاذ العلماء ص ۲-۱۷، صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۳۸)

علوم وفنون میں مہارت

قدوۃ المحققین ایک کثیر الجہت اور خداداد صلاحیتوں کی حامل و مالک شخصیت تھی، آپ کو ۱۴ سے زائد علوم وفنون: تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ، علم کلام ومناظرہ، صرف ونحو، عربی ادب، علم بلاغت (علم المعانی، البیان، البدیع) منطق و فلسفہ، علم ہیئت اور علم ریاضی (ہندسہ، حساب، ربع الجیب، ربع المقنطرہ) وغیرہ میں کامل عبور حاصل تھا، ان کے علاوہ سیرت اور تصوف میں بھی دور رس نگاہ اور وسیع مطالعہ رکھتے تھے، نحو میں سیبویہ زماں مشہور تھے، فقہی روایات کی قوت وضعف کو پرکھنے میں بے عدیل تھے، علم ریاضی وہیئت میں ایسی مہارت تامہ رکھتے تھے کہ استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد بندیالوی قدس سرہ جیسی فحول شخصیات نے بعد از فراغِ درسیات شرفِ تلمذ حاصل کر کے ان علوم کا آپ سے اکتساب کیا۔ یہاں پر کچھ حیران کن واقعات درج کیے جاتے ہیں، جن سے آپ کی علمی شان کا اندازہ ہوتا ہے:

- ملک المدرّسین علامہ عطا محمد بندیالوی اپنے درس میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ "اُستاذِ محترم علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کو علم ہیئت میں اس قدر مہارت حاصل تھی کہ آسمان پر بادلوں کو دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ اس میں اتنے ٹن پانی ہے اور اسی طرح بادلوں کی گرج اور آسمانی بجلی کی کڑک سن کر بتا دیتے تھے کہ اتنے میل دور ہے۔" (۱)
- استاذ الکل علامہ مفتی ابو الفیض محمد فضل الرحمٰن گولڑوی بندیالوی مدظلہ بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم مکھڈ شریف میں بڑے استاذ رحمہ اللہ سے پڑھتے تھے ایک دن بعد نماز عصر ہم بڑے استاذ کے ساتھ دریائے سندھ کے کنارے ایک پہاڑ پر سیر کے لیے گئے ہوئے تھے تو جانب مقابل میں واقع پہاڑ کے دامن میں ڈھلتے ہوئے سورج کے منظر کو دیکھ کر بڑے استاذ صاحب فرمانے لگے کہ کتنا خوب صورت اور دل کش

۱۔ بہ روایت استاذ الکل ابو الفیض مفتی محمد فضل الرحمٰن متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ

سین (منظر) ہے، اگر یہاں خواجہ شاہ نصیر الدین ہوتے تو خوب صورت الفاظ اور دل کش انداز میں منظر کشی کر لیتے اور اگر استاذ علامہ غلام محمود پپلانوی رحمہ اللہ ہوتے تو دریا کے کناروں کے درمیان فاصلہ کو دیکھ کر بتا دیتے کہ اتنے میل ہے۔

- قدوۃ المحققین کی علم ریاضی میں مہارت پر آپ کے پوتے علامہ ریاض محمود مدظلہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں تحصیل علم کی غرض سے گیا، خواجہ امیر السالکین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء) کے مزار کے احاطہ میں واقع مسجد کے امام مولوی کرم علی نے مجھے بتایا کہ تمھارے دادا (علامہ پپلانوی) حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کو دیکھ کر اس کی اونچائی بتا دیتے تھے کہ اتنے فٹ اور انچ اونچا ہے۔

- اور اسی طرح ایک دفعہ صاحب زادہ پیر سیّد نصیر الدین نصیؔر رحمہ اللہ نے قبلہ استاذ المکرّم بندیالوی علیہ الرحمہ سے اِستفسار کیا کہ شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ کس علم میں ماہر تھے؟ تو قبلہ استاذ المکرّم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"شیخ الجامعہ صاحب اور استاذ بندیال شریف والے، استاذ صاحب پپلاں والے مولانا غلام محمود صاحب اور استاذ صاحب اچھرہ والے مولانا مہر محمد صاحب یہ تمام شخصیات جس علم میں لب کشائی فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ یہ اس فن میں ماہر ہیں الغرض یہ حضرات مقدسہ ہر فن میں ماہر تھے۔" (۱)

بہ حیثیت مناظر

قدوۃ المحققین قدس سرہ کا شماران برگزیدہ شخصیات میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ جملہ فنون میں حظ وافر عطا فرماتا ہے۔ آپ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے علاوہ فن مناظرہ کے میدان میں بھی نابغہ روزگار تھے۔ اگرچہ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر وبیش تر حصہ تدریس میں گزارا، لیکن جب وہابیہ نجدیہ کی طرف سے طعن و تشنیع کا سلسلہ عقائد اہل سنت پر

۱- ذکر عطائی حیات استاذ العلماء، ص ۳۵۴

بالعموم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر بالخصوص دراز ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے درس و تدریس کے حصار کو توڑ کر میدان مناظرہ میں قدم رکھا اور عقائد اہل سنت کے دفاع کے لیے متعدد مناظروں میں شریک ہوئے، جیسا کہ ''نجم الرحمٰن'' کے آخر میں ''اِعلان واجب الاذعان'' میں فرماتے ہیں:

> ''اس خاکسار نے جو زر کثیر صرف کر کے چار پانچ سال محنت اٹھا کر ایک فہرست مناظرہ تیار کی ہے محض ذات بابرکات آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کی ہے۔''

آپ نے جن مناظروں میں کسی طرح بھی شرکت کی اُن کا مختصر حال درج ذیل ہے:

۱۔ مناظرہ واں بھچراں (میاں والی):

حضرت قبلۂ عالم مجددِ دین و ملت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ اور مولوی حسین علی واں بھچروی شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی کے درمیان علم غیب کے موضوع پر یہ مناظرہ ہوا، جس میں مولوی صاحب قبلۂ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ کے پہلے سوال پر ہی مبہوت ہو گیا۔ بہ قول علامہ شاہ حسین گردیزی: قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود پپلانوی قدس سرہ بھی اس مناظرے میں پیش پیش تھے۔ (۱)

۲۔ مناظرہ موضع ڈوکری (خوشاب):

اس مناظرہ میں دیوبندیوں کی طرف سے مولوی حسین علی مؤلف بلغۃ الحیران (واں بھچراں، میاں والی) اور مولوی فضل کریم بندیالوی (بندیال ضلع خوشاب) مناظر تھے جب کہ اہل سنت کی طرف سے مولانا علامہ سلطان اعظم قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، استاذ العلما فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی قدس سرہ، علامہ غلام محمود رحمہ اللہ، مولانا قطبی شاہ رحمہ اللہ (ملتان) اور مولانا نور محمد شاہ ہاشمی رحمہ اللہ (ساکن چھڈ، کندیاں، میاں والی) تشریف لائے۔ اس مناظرہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو فتح مبین عطا فرمائی۔

۱۔ تجلیاتِ مہر انور، ص ۶۴۹

۳-مناظرہ سلاں والی (سرگودھا):

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) نے مؤرخہ ۱۵/ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ/ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء کوسلاں والی میں مسئلہ علم غیب پر مولانا حشمت علی خان لکھنوی اور مولوی منظور احمد نعمانی دیوبندی کے مابین ایک مناظرے کا اہتمام کروایا۔ مولانا کرم الدین دبیر (متوفی ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء) اہل سنت کی جانب سے صدر تھے۔ اِس مناظرہ میں علمائے اہل حق کو فتح عظیم اور فریق مخالف کو شرم ناک شکست ہوئی اور اس فتنے کا بالکل استحصال ہو گیا۔

مجلس مناظرہ میں علامہ غلام محمود پپلانوی، پیر قطبی شاہ ملتانی، محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، مفتی اعظم پاکستان مولانا سیّد ابوالبرکات احمد قادری، مولانا قطب الدین جھنگوی، مولانا محمد حسین مرولوی اور مولانا ظہور احمد بگوی بھی تشریف لائے تھے۔ (۱)

۴-مناظرہ واں بھچراں:

یہ مناظرہ قدوۃ المحققین قدس سرہ کی زندگی کا سب سے اہم، تاریخ ساز اور عہد ساز مناظرہ ہے۔ حضرت قبلۂ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ سے کھائی ہوئی عبرت ناک شکست کی تلافی کے لیے مولوی حسین علی واں بھچراں نے علم غیب کے موضوع پر دو فتوے مرتب کروا کر حضرت قبلۂ عالم کے مرید باکمال قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود پپلانوی جو آپ کے ہم راہ مناظرہ واں بھچراں میں موجود تھے' کی طرف ارسال کر کے علم غیب کے موضوع پر مناظرہ کا چیلنج دیا۔ ان فتووں میں انبیا و اولیا کے حق میں کس طرح کی زبان استعمال کی گئی تھی' یہ مصنف کے قلم سے پڑھیے:

''پس اصحاب خبرت و اہل بصیرت پر واضح ہو کہ ان ایام نافرجام میں میرے پاس دو فتوے آئے: ایک قلمی اور دوسرا مطبوعہ، جن میں انبیائے عظام خصوصاً سیّد المرسلین و اولیائے کرام خصوصاً ائمہ آلِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اثبات جہل میں بڑا

۱- ماہ نامہ ''شمس الاسلام''، بھیرہ، محرم ۱۳۵۶ھ/ اپریل ۱۹۳۷ء، جلد ۸، شمارہ ۴، ص ۶-۳۵، بہ حوالہ آفتاب ہدایت، مقدمہ، ص ۴۳

زور لگایا گیا تھا ہر طرح اشارۃً و کنایۃً جس طرح ہو سکا اپنا مطلب نکالا، نہ ناسخ سوچا نہ منسوخ سمجھا ہر طرح اپنا عقیدہ فاسدہ ثابت کیا گیا ہے اور حضرت سیّد قائد الغر المحجلین کے سبّ کرنے میں کچھ کوشش فروگذاشت نہیں کی گئی اور بہت بکواسوں سے کام لیا گیا ہے۔ جس قدر آیات بینات پیش کی گئی ہیں سب کی سب منسوخ ہیں یا مؤوّل ہیں اور جو اشخاص صاحب لولاک عالم ماکان و مایکون کے علم غیب کے قائل ہیں ان پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے بل کہ ان کو مشرک کہا گیا ہے اور ان کفر فروشوں نے عیب جوئی انبیاے عظام میں اس قدر زور لگایا ہے کہ روافض بھی عیب جوئی اصحاب کرام میں اس قدر کوشش نہ کرتے ہوں گے ہر طرح تحریف آیات بینات کی کر کے مصداق یحرفون الکلم عن مواضعہ کے بنے۔" (۱)

ایک راسخ العقیدہ عالم فاضل اس طرح کی زباں کو انبیاے عظام خصوصاً خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں سن کر کیسے خاموش رہ سکتا تھا، چناں چہ آپ نے فوراً اس چیلنج کو قبول کر لیا۔

اس مناظرہ میں دیوبند کی جانب سے مولوی حسین علی واں بھچراں اور ان کے شاگرد مولوی فضل کریم بندیالوی کے علاوہ مولویوں کا ایک وفد تھا اور اہل سنت کی جانب سے مناظر حضرت قدوۃ المحققین اور مشیر مناظرہ علامہ نور محمد شاہ ہاشمی (متوفی ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء) تھے۔ بہ قول مولانا میاں محمد (مہتمم جامعہ شمع صدیقیہ رضویہ، میاں والی): مناظرے میں کئی گھنٹے کی بحث کے بعد مذکور مولوی صاحب مخبوط الحواس ہو کر بھاگ گیا۔ (۲) الحمد للہ اس مناظرہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو فتح مبین عطا فرمائی۔ (۳)

۱- نجم الرحمٰن، ص ۲-۱، اشاعت اول

۲- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ، ص ۲۵

۳- ۱۹۲۵ء کے اس مناظرہ میں مولوی حسین علی واں بھچروی (۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء) اور اس کے متبعین کو اسی طرح تاریخ ساز شکست ہوئی، جیسے دہلی کی جامع مسجد میں شاہ اسماعیل دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) کو علامہ فضل حق خیر آبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء) کے ہاتھوں ۱۲۴۰ھ میں اور مولوی خلیل احمد سہارن پوری (متوفی ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۸ء) کو علامہ غلام دستگیر قصوری (متوفی ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) کے ہاتھوں ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء میں مناظرۂ بہاول پور میں شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا۔

مناظرۂ واں بھچراں کے دو سال بعد ۱۹۲۷ء میں مولوی حسین علی کی دعوت پر مولانا انور شاہ کشمیری دیوبند سے میاں والی آئے۔ جماعتِ داعیہ نے مولانا سے میاں والی کے اطراف و اکناف میں علم غیب کے موضوع پر تقاریر کروائیں اور بھرپور کوشش کی کہ مولانا کشمیری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کے معتقد پر کفر کا فتویٰ دیں، لیکن مولانا موصوف نے صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا:

''یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی یعنی تمام مغیبات کا دیا گیا ہے تو اس کو میں کافر و مشرک نہیں کہتا اور نہ کہنا چاہیے۔'' (۱)

۱۹۲۷ء ہی میں قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ نے مناظرۂ واں بھچراں کی روداد کے طور پر فہرست مناظرہ کو ترتیب دے کر شائع کیا۔ اس مناظرہ اور کتاب کے عوام و خواص پر گہرے اثرات مرتب ہوئے بالخصوص وہ علما حضرات جو مولوی حسین علی صاحب سے نسبت رکھتے تھے اور مولوی صاحب کے ساتھ مناظرہ میں شریک ہوئے تھے، بعد از مناظرہ مولوی صاحب کی بیعت توڑ کر نہ صرف عقیدۂ فاسدہ سے تائب ہوئے بل کہ قدوۃ المحققین کے دست راست بنے اور خاصی تعداد میں نجم الرحمٰن خرید کر مفت وہابیوں میں تقسیم کروائی۔

قدوۃ المحققین نے کتاب کے آخر میں ایک ''اعلان واجب الاذعان'' شائع کروایا تھا جن میں بعد از مناظرہ واں بھچراں کے حالات ذکر کیے:

''بخدمت علمائے عظام و تجار کرام واضح باد کہ خدا کے فضل و کرم سے جس زمانے میں مناظرہ واں بھچراں ہوا تھا اس مناظرے کے بعد بعض علمائے کرام نے مولانا نور محمد صاحب مشیر مناظرہ ساکن چھڈ کندیاں کو فرمایا کہ مولوی غلام محمود مسئلہ علم غیب میں اگر میرے ساتھ مناظرہ کریں تو میں پچاس روپیہ انعام دوں گا۔ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ وہ مناظر میرا ہم خیال ہے اور مولوی حسین علی صاحب کی بیعت توڑ کے اس مسئلہ میں میرا بازو راست بنا ہوا ہے اور وہ وفد علما جو مناظرہ سے شکست کھا کر حضرت سیالوی صاحب کے

۱- نجم الرحمٰن، ص ۸۰، اشاعت اول

ساتھ پناہ گزین ہوئے تھے اور مفاتیح خمسہ کے انکار کا فتویٰ لکھوالائے تھے اب اُن علما سے جو اصل منکر تھے اکثر مفاتیح خمسہ کے قائل ہو گئے ہیں بہمہ انقلابات بہ برکت توجہ حضرت آقائے دو عالم ﷺ ہے میری کوئی بزرگی نہیں، اب ہر مسلمان خاص و عام کا فرض ہے کہ تشہیر اس کتاب میں کمال کی کوشش فرمائے اور حضرت رسول مقبول ﷺ کے دین مبین کی خاص خدمت سمجھے اور ملک تاج محمود سکنہ بندیال و مولوی سرسی صاحب کی طرح سو نسخہ یا کم و بیش خرید کر وہابیوں میں تقسیم کرے اور ثواب دارین حاصل کرے اور اس خاکسار نے جو زر کثیر صرف کر کے چار پانچ سال محنت اٹھا کر ایک فہرست مناظرہ تیار کی ہے محض ذات بابرکات آں حضور ﷺ کے واسطے کی ہے۔'' (۱)

بیعت و اِرادت

قدوۃ المحققین سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے شیخ کامل، تاج دارِ گولڑہ، اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت علامہ پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) کے دستِ حق پرست پر ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں بیعت ہوئے۔

علامہ غلام مہر علی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وقرا الفنون على الاستاذ الشهير العلامة غلام احمد الحافظ آبادى المدرس فى المدرسة نعمانية الهند و شرف فى ذالك الاوان بزيارة الغوث الكامل العارف الشهير والمحقق النحرير امام علماء الاعلام السيد مهر على شاه الگولڑوى رضى الله عنه حين جاء المرشد الگولڑوى رضى الله عنه فى لاهور المناظرة بالدجال القاديانى ...... وقد كان بايع زمان اقامته فى قصبة مكهڈ الشريف على يد العارف الاوحد الغوث الامجد السيد

ا۔ پشت ورق نجم الرحمٰن، اشاعت اول

مہر علی شاہ الگولڑوی رضی اللہ عنہ۔" (۱)

اور علامہ شاہ حسین گردیزی مدظلہ اس انداز میں آپ کے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے منسلک ہونے کو بیان کرتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت مجدد امت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ جب ۲۴/اگست ۱۹۰۰ء کو مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظرہ کے لیے لاہور گئے تو اس وقت آپ جامعہ نعمانیہ لاہور میں مولانا غلام احمد حافظ آبادی کے زیر درس تھے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کو پہلی مرتبہ دیکھا، اور آپ کی محبت اور الفت دل میں بسا لی۔ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلال پوری کی دعوت پر ان کی خدمات عالیہ میں حاضر ہوئے اور کئی دن قیام فرمایا لیکن وہ لاہور والی ملاقات آپ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں کھینچ لائی چناں چہ قیام مکھڈ شریف، گولڑہ شریف حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت سے بیعت کر لی۔"

شیخ طریقت سے محبت:

قدوۃ المحققین کو اپنے شیخ شریعت وطریقت سے حد درجہ عقیدت والفت تھی اور یہ محبت کسی عامی کی محبت نہیں تھی، بل کہ ایک خدا رسیدہ عالم فاضل کی اپنے شیخ کامل سے محبت تھی اور ایسی محبت کیوں نہ ہو! جب آپ نے قبلہ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ کی کمالاتِ علمیہ و روحانیہ کا بہ نظر غائر مشاہدہ کرنے کے بعد عقیدت ومحبت کا یہ روحانی سلسلہ استوار کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی تصنیف لطیف "تحفۂ سلیمانی" کے مقدمہ میں اپنے شیخ کامل کی مدح وتوصیف خوب صورت، جاذب اور دل کش انداز میں بیان فرمائی ہے کہ ایک ایک لفظ سے قبلہ عالم مجدد گولڑوی قدس سرہ کی کمالات علمیہ وروحانیہ کا اظہار بہ درجہ اتم ہوتا ہے:

"من هو فی هذا الزمان رئیس عساکر الاولیاء وقائد عرمرم الفضلاء قاموس العلم و غطمطم الحلم۔ شعر

۱- الیواقیت المهریة، ص ۲۰-۱

علامة العلماء واللج الذی

لا ینتھی و لکل لج ساحل

امام المتقین قدوۃ السالکین صدر المھرۃ فی ھذہ الاوقات دیدنہ مصداق عادات السادات سادات العادات اقول:

شریف ازیحی لا یزال کریما بید لیس لہ مثال

وعقل قد یدین لہ علوم صعاب لیس یدرکھا الخیال

وقد سالت علوم این ناوی اشرت الیہ ذاك ھو المآل

ھو الفھام مولانا شفیق وقرم لا یضاھیہ الرجال

فصدقنا مقالا یا صدوق فھل کثرت علومك او رمال

وھل انت الغزالی او فلاطون وھل ثقلت وقارك او جبال

الا یا مادح الطمطام فاسکت فان المدح لیس لك المجال

مرشدنا و ھادینا موموق الالہ سیدنا و ابن سیدنا مھر علی شاہ ادام اللہ الطافہ علی رء وس من اطراہ۔ وللہ در القائل لوعناہ۔ شعر

اذا ما العاملون عروك قالوا افدنا ایھا الحبر الھمام

وقد اعطیت مالم یعط خلق علیك صلوۃ ربك والسلام (۱)

ملک المدرّسین استاذ العرب العجم علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) فرماتے ہیں کہ

''میرے استاذ گرامی جناب حضرت مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی قدس سرہ نے حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں تحفۂ سلیمانیہ میں ایک عربی منقبت لکھی ہے وہ بندہ کو بے حد محبوب ہے اور حضور قبلہ

۱- تحفۂ سلیمانی، ص ۳

عالم پیر سیّد مہر علی شاہ قدس سرہ کی شان بیان کرنے والے کو اس منقبت کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ جس میں مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔'' (۱)

اولاد:

حضرت قدوۃ المحققین قدس سرہ کی اولاد میں ۲ صاحب زادے ہیں، جن کے اسماے گرامی یہ ہیں:

۱- حکیم تصدق حسین معروف بہ مولوی نذیر عالم

۲- حضرت مولانا مفتی محمد حسین شوق

مولانا شوق کے بیٹے پروفیسر علامہ ریاض محمود صاحب مدظلہ ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ محمودیہ رضویہ کے ناظم و مہتمم ہیں اور خاندان کی علمی میراث کے وارث ہیں۔

تحریک پاکستان میں کردار:

قدوۃ المحققین کی ساری زندگی دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور تدریس میں گزری، لیکن جب مسلمانان ہند کے لیے ایک آزادانہ خود مختار ارض پاک جسے قرآن وسنت کے وضع کردہ قوانین پر استوار کیا جائے گا' کی بات چلی جسے بعد میں تحریک پاکستان کا نام دیا گیا تو آپ نے نہ صرف اس تحریک کی زبردست حمایت کی بل کہ عملی طور پر بھرپور حصہ لیا۔ علما ومشائخ کو خطوط لکھے جس میں انھوں نے کانگرس کے حمایتی علما کی کج فہمی اور کم عقلی پر حیرت کا اظہار کیا اور مسلمانوں کے اتحاد واتفاق پر زور دیا۔ (۲)

تصوف کی ایک نایاب کتاب کی تلاش وجستجو:

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی اپنی کتاب بازگشت میں بیان کرتے ہیں کہ

''ایک روایت کے مطابق علامہ اقبال کو تصوف کے حوالے سے ایک نایاب

۱- ذکر عطائی حیات استاذ العلما، ص ۲۵۱

۲- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں ص ۱۴۲، بہ حوالہ مسودات مولانا غلام محمود

کتاب کی ضرورت تھی وہ پورے ہندوستان میں کہیں سے نہیں مل رہی تھی، انھوں نے پیر مہر علی شاہ سے اپنی مشکل بیان کی تو انھوں نے کہا کہ یہ کتاب پپلاں سے مل سکتی ہے، چناں چہ حافظ غلام محمود صاحب سے رابطہ کیا گیا، پپلاں ریلوے اسٹیشن پر علامہ محمد اقبال اور مولانا غلام محمود کی ملاقات ہوئی، مختصر تبادلہ خیالات بھی ہوا، لوگ بھی علامہ اقبال کو دیکھنے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ علامہ اقبال صاحب پپلاں جیسے دور دراز علاقے کے ایک گوشہ نشین عالم سے بہت متاثر ہوئے۔" (۱)

گم شدہ ہار مل گیا:

قدوۃ المحققین کے تعویذ لکھنے کی برکت سے پیر گھرانے کی ایک خاتون کا گم شدہ ہار مل گیا۔ پروفیسر علامہ ریاض محمود مدظلہ بہ زبانِ خود بیان فرماتے ہیں کہ

"جب میں دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں تحصیل علم کے لیے گیا تو ایک دن حضرت پیر کرم شاہ کی والدہ محترمہ جب انہیں یہ پتہ چلا کہ علامہ غلام محمود پپلانوی قدس سرہ کا پوتا بھی یہاں پر زیر تعلیم ہے انہوں نے مجھے پیغام بھجوایا کہ کیا تم تعویذ لکھ لیتے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے دادا علامہ غلام محمود تو تعویذ لکھنے میں بہت ماہر تھے۔ اس کے بعد اس پیغام رساں نے مجھے ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ یوں ہوا کہ پیر گھرانے کی مستورات میں سے ایک کا رات کے وقت قصبہ سے باہر قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے ہوئے ہار گم ہو گیا تھا۔ بہت ڈھونڈنے کے بعد جب ہار نہ ملا تو صبح علامہ غلام محمود پپلانوی سے تعویذ لکھوایا گیا۔ تعویذ لکھنے کے کچھ ہی گھنٹے بعد ایک آدمی وہ ہار لے کر آ گیا۔"

۱- صد سالہ تاریخ جامعہ محمودیہ رضویہ پپلاں ص ۳۱، تذکرہ اولیائے کرام سرزمین میانوالی، ص ۱۶۳، بہ حوالہ بازگشت، ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

سفرِ آخرت

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ/ یکم اگست ۱۹۴۸ء کو دارِ فانی سے دارِ بقا کا رختِ سفر باندھا۔ آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا مفتی محمد حسین شوق نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور علم وفضل کے آفتاب کو پُرنم آنکھوں کے ساتھ سپردِ خاک کیا۔ (۱)

اربابِ علم وفضل کے تاثرات

- محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قدس سرہ (متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء):

"میں مولانا غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلف الصالحین میں شمار کرتا ہوں۔" (۲)

- ملک المدرّسین علامہ عطا محمد بندیالوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء):

"ایک بار حضرت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی (متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) نے اٹھ کر مولانا شوق کا استقبال کیا تو اس مجلس میں مولانا شوق صاحب کے استاذ محترم مولانا مہر محمد اچھروی (متوفی ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء) جو کہ شیخ الجامعہ کے شاگرد عزیز تھے وہ بھی موجود تھے تو اپنے استاذ محترم سے عرض کرنے لگے کہ حضرت شوق صاحب بھی اپنے عزیز ہیں یعنی شاگرد، تو شیخ الجامعہ قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نشست محمودی (علامہ غلام محمود قدس سرہ) کا خیال کرتے ہوئے اِحترام واِکرام کررہاہوں۔" (۳)

- حضرت مولانا علامہ غلام مہر علی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ (چشتیاں شریف):

"الفاضل الشهير والعالم النحرير استاذ العلماء الاعلام حضرة العلامة الحافظ غلام محمود رحمه الله تعالى"(۴)

۱- تجلیاتِ مہر انور، ص ۶۵۰

۲- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۲۵

۳- ایضاً، ص ۴۴

۴- اليواقيت المهرية، ص ۲۰

- علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء):

"قدوۃ المحققین علامہ مولانا غلام محمود قدس سرہ (محشی تکملہ عبدالغفور) امامِ معقولات ومنقولات، فاضلِ ریاضیات، عربی ادب کے بلند پایہ ادیب اور فقہ حنفی کے جید عالم فاضل، سیبویہ زماں۔"

اور دوسری جگہ یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

"آپ کو تمام علوم دینیہ میں مکمل عبور حاصل تھا، خاص طور پر صرف ونحو، فقہ و اصول فقہ، ادبِ عربی، ہیئت، ربع المجیب، ربع المقنطرہ اور زیج وغیرہ میں دست رس رکھتے تھے۔ آپ کے تلامذہ اکثر وبیشتر علم وعرفان کے ماہتاب بن کر چمکے۔" (۱)

- مولانا علامہ شاہ حسین گردیزی (کراچی):

"اِمام النحات حضرت مولانا غلامِ محمود۔ آپ کو علوم دینیہ پر کامل عبور حاصل تھا۔ تمام علوم وفنون کی کتابوں کا درس دیتے۔ دور دراز سے طالبان علم آپ سے اُستفادہ کے لیے حاضر ہوتے۔ علم نحو میں سیبویہ زماں مشہور تھے۔" (۲)

- شیخ الحدیث علامہ محمد شریف رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء) بھکر:

"قبلہ مولانا حافظ غلام محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک ممتاز عالم دین، علوم دینیہ کے مثالی مدرس، امام النحاۃ ہونے کے علاوہ منطق، ریاضی، ہیئت اور فقہی معاملات میں دست رس تامہ رکھتے تھے۔" (۳)

- نام ور تجزیہ نگار اور روزنامہ "نوائے وقت" کے معروف کالم نگار ڈاکٹر محمد اجمل نیازی:

"مولانا شوق کے والد حافظ غلام محمود ایک باکمال آدمی تھے۔ ان دنوں پپلاں ذکرِ حق اور ذکرِ رسول سے اس طرح گونج رہا تھا جس طرح صبح کے وقت پرندوں سے بھرا ہوا گلشن مہکتا ہے۔ حافظ صاحب کے علم وفضل کی کہانیاں

۱- تذکرۂ اکابر اہل سنت، ص ۳۴۱

۲- تجلیاتِ مہر انور، ص ۶۴۸

۳- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۷۱

لوگوں کے دلوں میں دھڑکتی ہیں وہ اپنے کردار میں قرون اولیٰ کے بڑے عالموں جیسے تھے۔ دین کے معاملے میں اتھارٹی تصور کیے جاتے تھے۔ میرے خیال میں جب کوئی مولوی ذوق وشوق کی فراوانی میں صوفی نہ ہو بات نہیں بنتی۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ میں تصوف کے ذوق پر زور دے رہا ہوں کسی بھی فن میں ذوق نہ ہو تو کیف اور کیفیتیں روٹھی رہتی ہیں۔ حافظ صاحب مولوی بھی تھے اور صوفی بھی تھے۔ انہوں نے صاحب زادہ کے دل میں یہ دونوں روشنیاں جلا دیں۔'' (۱)

- ڈاکٹر سفیر اختر (اختر راہی)، ایڈیٹر شش ماہی ''نقطہ نظر''، اسلام آباد:

''موصوف وسیع النظر اور صاحب مطالعہ عالم دین تھے۔ درسِ نظامی کے جملہ فنون پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کی تصنیفات میں تحقیق و تدقیق کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔'' (۲)

- مولانا میاں محمد (شاگردِ محدثِ اعظم پاکستان):

''حضرت علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ علمِ فقہ ونحو، علم معانی، علم ریاضی اور علمِ فلسفہ میں وقت کے امام مانے جاتے تھے۔ آپ کو مفتی اعظم پاکستان کی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کا ہر فتویٰ اِتنا قوی اور مدلل ہوتا کہ کسی کو تردید یا مخالفت کی جرات نہ تھی اور نہ ہی مخالف اس کا سامنا کر سکتا تھا۔ علم مناظرہ اور مناظر ہونے میں بے مثل تھے۔'' (۳)

- ''صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور'':

''مولوی غلام محمود ولد نور نگ، ونیس، خان محمد وانڈہ، میاں والی، مشاہیر علما سے ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں۔ مکھڈ میں صدر مدرّس تھے۔'' (۴)

۱- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں بحوالہ بازگشت، ص ۳۱
۲- تذکرۂ علمائے پنجاب، ص ۲-۵۰۱
۳- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۲۵
۴- صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص ۱۴۷

تصنیف و تالیف

قدوۃ المحققین علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ ایک خدا رسیدہ عالم، متکلم، فقیہ، محدث، مفسر اور نحوی ہونے کے علاوہ عربی علوم کے بہترین ادیب، شاعر اور مصنف تھے۔ تصنیف و تالیف کے لیے آپ کو زیادہ وقت نہ ملا، مگر آپ کی خصوصیت یہ ہے اس میدان میں آپ نے جو کچھ چھوڑا وہ انمول اور تاریخی ہے۔ آپ کی عربی، فارسی اور اردو زبان میں تصانیف موجود ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

۱-	تحفۂ سلیمانی	عربی
۲-	نجم الرحمٰن	اردو
۳-	ارمغان شاداں	فارسی
۴-	شرح قصیدہ غوثیہ (۱)	

ان کے علاوہ آپ کے دو رسالے علمِ نحو اور علم ریاضی میں ہیں، شرح و رسائل مذکورہ دست یاب نہیں ہو سکے۔ یہاں اوّل الذکر دو کتب کا تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

تحفۂ سلیمانی

مولانا عبدالغفور لاری (متوفی ۹۲۱ھ) تلمیذ جامی نے شرح جامی کا حاشیہ تحریر کرنا شروع کیا تو اس میں کافیہ کے باقی شارحین بالخصوص ملا عصام الدین اسفرائنی (متوفی ۹۴۳ھ) تلمیذ جامی کے مولانا جامی (متوفی ۸۹۸ھ) پر جو اعتراضات تھے ان کے جواب دینے کا اِہتمام بھی کیا اور جب مرکبات کی بحث تک پہنچے تو ان کی رحلت ہو گئی، جس کی وجہ سے مولانا عبدالغفور لاری قدس سرہ العزیز کا حاشیہ ادھورا رہ گیا۔

۱- تحفۂ سلیمانی، ص ۶۱، حاشیہ ۴

علامہ عبدالحکیم سیال کوٹی فاضل لاہوری (متوفی ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ء) کا دور علمی آیا تو آپ نے پہلے تو ابتدا سے مرکبات تک مولانا عبدالغفور لاری کے حاشیہ پر حواشی لگائے، پھر مرکبات سے اِختتام تک عبدالغفور لاری کی طرز پر ''شرح جامی'' کا حاشیہ لکھا۔ یوں عبدالغفور لاری کا شرح نما حاشیہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اور فاضل لاہوری کا حاشیہ جامی ''تکملہ عبدالغفور'' کے نام سے مشہور ہوا۔ تکملہ عبدالغفور اتنی بہترین اور شان دار کتاب ہے کہ علمائے دہر نے اسے درسِ نظامی میں شامل کرلیا یوں اس کے پڑھنے پڑھانے کا رواج برصغیر میں پڑا۔

فاضل لاہوری کے دور سے لے کر علامہ غلام محمود پپلانوی کے دور تک کسی فاضل نے اس پر مستقل حواشی نہیں لگائے یا لگائے تو گئے لیکن منظر عام پر نہ آسکے۔ بہر حال ہماری معلومات کے مطابق قدوۃ المحققین، سیبویہ زمان علامہ غلام محمود وہ پہلے نحوی اور فاضل ہیں جنھوں نے تکملہ عبدالغفور جیسی ادق کتاب پر شگفتہ سلیس اور جامع عربی میں مستقل حاشیہ چڑھایا اور علمائے دہر سے سیبویہ زمان کا لقب پایا۔ یہ آپ کی تصنیفات میں سب سے بڑا، منفرد، تاریخی، علمی و تحقیقی کارنامہ ہے۔

ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) اپنے استاذ کی تصنیف لطیف ''تحفۂ سلیمانی'' پر اس انداز سے تبصرہ فرماتے ہیں:

> ''استاذ محترم علامہ غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلیس، شگفتہ اور رواں عربی عبارت میں تکملہ عبدالغفور کے مطالب اس خوبی سے بیان کیے ہیں جنہیں دیکھ کر بے ساختہ علامہ تفتازانی کی دقت نظر اور تحریر کی فصاحت و بلاغت کا نقشہ یاد آجاتا ہے۔'' (۱)

۱- بہ روایت استاذ الکل ابوالفیض مفتی محمد فضل الرحمٰن بندیالوی و صاحب زادہ علامہ ریاض محمود پپلانوی مد ظلہما

تحفۂ سلیمانی کی وجہ تسمیہ:

اصحاب علم کا زمانہ قدیم سے معمول رہا ہے کہ اپنی تصنیفات کو قدر شناس سلاطین کی خدمات میں پیش کرتے رہے تا کہ علمی انکشاف منصہ شہود پر آکر ہر خاص و عام کے لیے باعث انتفاع ہو سکیں اور سلسلۂ تالیفات جاری رہ کر علوم وفنون کی ترقی کے واسطے موجب ہو لیکن قدوۃ المحققین نے آیت مبارکہ "کونوا مع الصادقین" (اچھے سنگ ترے) کا مصداق بنتے ہوئے اور حدیث نبوی "المر مع من احب" پر عمل اور متقدمین کے طریقہ سے اعراض کرتے ہوئے اپنے سرمایۂ علمی کا انتساب سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے تاجدار برہان العاشقین خواجہ الشاہ محمد سلیمان تونسوی پیر پٹھان قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء) کی جناب میں کیا ہے اور انہی کے نام نامی اسم گرامی پر اپنی کتاب کا نام "تحفۂ سلیمانی" رکھا۔

اور تحفۂ سلیمانی کے مقدمہ میں بہ ایں الفاظ آپ کی مدح وتوصیف کرتے ہیں:

"ثم لما اهديت هذ االعلق النفيس الى سلطان الماهرين و سيد العارفين معرضا عن ذكر السلاطين و مدح الخوانين لوحته باسم مرشده و مبدا فيضه قطب مدار اولياء زمانه و غوث عرفاء اوانه مغذمر طائفة الابدال، طأطأ دون سر اوقات هيبته اعناق اولى العلم والافضال مدرار الدَّر والدُّر، آخذ نواصى العبد والحر، مالك الملوك والمماليك، متعاهد الاغنياء والصعاليك الذى هو الانسان العين كالعين للانسان اعنى هادينا و مرشدنا خواجه محمد سليمان۔ شعر

اصبحت منصورة رايات دين المصطفى
منه واستردى جهادا من الى الحاد وحاد

فسميته التحفة السليمانية غبطة لتحفة شاهجهانية۔'' (۱)

آپ کو برہان العاشقین پیر پٹھان قدس سرہ العزیز سے اتنی محبت، مودت اور والہانہ عقیدت تھی کہ جب ''تحفۂ سلیمانی'' پہلی دفعہ منظر عام پر آئی تو اس پر آپ نے یہ اعلان شائع کروایا کہ

''پیر پٹھان قدس سرہ العزیز کے اس سال عرس مبارک تک، آپ کی ذی قدر نسبت کی وجہ سے 'تحفۂ سلیمانی' اپنی اصل قیمت سے ربع حصہ کم قیمت پر ملے گا۔''

تحفۂ سلیمانی کی درس وتدریس کا طریقہ:

قدوۃ المحققین نے خود ''تحفۂ سلیمانی'' کے آخر میں شائع کردہ اشتہار بہ نام ''معلمین کے لیے ہدایت'' میں فرماتے ہیں کہ

''یہ کتاب دو مراحل میں مکمل ہوئی، اول: بحث فعل سے لے کر اختتام تک حاشیہ لگایا، دوم: بحث مرکبات سے تا آخر فعل تک دوسرے مرحلہ میں حاشیہ لگایا۔ اس لیے معلمین و مدرسین کو چاہیے کہ اسی انداز پر تحفہ سلیمانی (تکملہ عبدالغفور) کی تدریس فرمائیں کیوں کہ تکملۂ عبدالغفور کو حل کرتے ہوئے جو نکتہ ایک دفعہ لکھا گیا ہے پھر اس کا اعادہ نہیں کیا گیا۔ لہٰذا استفادۂ کلی کے لیے یہی طریقہ تدریس مفید رہے گا۔''

تحفۂ سلیمانی کا سنہ تالیف واشاعت:

قدوۃ المحققین نے تحفہ سلیمانی کی تالیف ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں مکمل کیا جیسا کہ سرورق سے عیاں ہے اور ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں مالک المطبع النظامی لاہور مولانا ابو محمد احمد چکوالی کی تصحیح کے ساتھ المطبع النظامی لاہور سے آپ کی فرمائش پر شائع ہوا۔ (۲)

۱- تحفۂ سلیمانی، ص ۵

۲- ایضاً، ص ۲۵۹

نجم الرحمٰن

یہ کتاب قدوۃ المحققین کی دوسری بڑی اور اہم تصنیف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت اور ردوہابیہ نجدیہ خارجیہ میں ایک شاہ کار اور بے نظیر کتاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب عطائی، مستفاد، وہبی پر ایک جامع مانع، نہایت مضبوط، مستند اور مدلل تصنیف ہے شاید ہی کسی نے آپ سے پہلے اس موضوع پر اس جمع وترتیب اور طرز سے قلم اٹھایا ہو۔ (۱) آپ نے اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے لیے علم غیب عطائی کے اثبات کے علاوہ آپ کے کمالات ومعجزات، اولیاء اللہ کی وسعت علمی وکرامات اور کائنات میں تصرفات پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں ندائے غائبانہ کی شرعی حیثیت اقوال علمائے مذاہب اربعہ کی روشنی میں بیان فرمائی ہے۔ اس کتاب کی بہت ساری خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ فریق مخالف نے جس علم کے اعتبار سے اشکال واعتراض اٹھایا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی علم کے لحاظ سے تحقیقی، مدلل اور مستند جوابات دیے ہیں۔ تفصیل کے لیے اصل کتاب ملاحظہ کریں۔

اس کے مطالعے سے مصنف علام رحمہ اللہ تعالیٰ کے تبحر علمی، وسعتِ مطالعہ اور تدقیق نظر وفکر کا خوب اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اس کتاب میں تقریباً ۱۶ ؍علوم وفنون: تفسیر و اصولِ تفسیر، حدیث واصولِ حدیث، فقہ واصول فقہ، علم کلام، سیرت، تصوف، صرف ونحو، بلاغت (علم المعانی، البیان، البدیع)، تاریخ وسیر، علم مناظرہ، منطق، فلسفہ اور علم ریاضی (ہندسہ وحساب) وغیرہ کے لحاظ سے تحقیقاتِ علمیہ پیش کیں اور ان علوم وفنون کی کم وبیش ۱۰۰ ؍کتب (جن میں ۲۲ کتب تفسیر وحواشی تفسیرات، ۲۰ کتب حدیث وشروحاتِ حدیث، ۱۰ ؍کتب فقہ وشروحات وفتاویٰ، تقریباً ۱۰ ؍کتب تصوف، ۹ کتب نحو وبلاغت اور ۲۵ سے زائد

۱- حضرت قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہ ایں الفاظ اس کی طرف اشارہ فرمایا:

فانه لم يرعن الزمان مثله لعل الله يحدث بعد ذالك امرا۔

(نجم الرحمٰن قانون پنجم، ص ۴۶)-۱۲

متفرقات جن میں سیرت، تاریخ منطق وفلسفہ وغیرہ علوم کی کتب شامل ہیں) سے استفادہ کر کے اپنے مدعا یعنی "علم غیب عطائی" کو براہین قاطعہ سے اس طرح مزین اور مبرہن کیا کہ اپنے پرائے سب اش اش کر اٹھے۔

کتاب کا نام:

نجم الرحمٰن کا اولین نسخہ جو رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور کا طبع شدہ ہے۔ اس کے سرورق پر یوں تحریر ہے:

"نجم الرحمٰن لرجم حزب الشیطان فی تحقیق علم غیب نبی آخر الزمان صلوات اللّٰہ علیہ فی کل حین و آن"

اور اسی نسخہ کے ص ۱۵ ر پر وجہ تسمیہ کے تحت جو نام تحریر ہے اس میں "حزب الشیطان" کی جگہ "قرن الشیطان" ہے، اس معمولی تغیر کو ہم نے برقرار رکھا اور کسی جگہ بھی تبدیلی نہیں کی۔

اِشاعت وسنہ تالیف:

۱۹۲۵ء میں بہ مقام واں بھچراں ہونے والے مناظرہ میں فتح کے بعد قدوۃ المحققین نے اپنی بے نظیر اور لاجواب کتاب "نجم الرحمٰن لرجم حزب الشیطان" کو فہرست مناظرہ پر ترتیب دے کر ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء کو پہلی مرتبہ شائع کیا، پھر آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفِ رشید مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۵ء) نے اشاعتِ اول کے تقریباً اٹھائیس برس بعد ۱۹۵۵ء میں دوسری دفعہ تسہیل وترجمہ اور ترتیبِ جدید کے ساتھ شائع کیا۔

اشاعت اول:

نجم الرحمٰن کی اشاعت اول متوسط سائز کے ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے بہ اہتمام بابو نور الحق شائع ہوئی۔ سرورق کی عبارت یہ ہے:

"در مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور بہ اہتمام بابو نور الحق چھپا"

آخری صفحہ ۸۰ کی عبارت، جس میں مصنف اور کاتب کے نام کے علاوہ سن اشاعت و کتابت تحریر ہے یوں ہے:

"لوح نویس محمد حسین ولدِ مولوی غلام محمود صاحب مصنف رسالہ ہذا از پپلاں ضلع میاں والی ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ"

اس اشاعت میں کتابت وطباعت کی بے شمار غلطیاں موجود ہیں۔ (۱)

اشاعت دوم:

نجم الرحمٰن کی اشاعت دوم چھوٹے سائز پر ۱۴۶ ر صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اشاعت مفتی محمد حسین شوق کی فرمائش اور خواجہ سیّد معصوم شاہ لاہور کے حسب الارشاد نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور سے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ یہ اشاعت کئی اعتبار سے اشاعتِ اول سے مختلف ہے:

۱۔ قدوۃ المحققین کی عبارات سادہ عربی فارسی اور اردو آمیز تھیں جو پرانے علما کی عادت ہے۔ اشاعت دوم میں ان مشکل عبارات کا ترجمہ وتسہیل کر دیا گیا۔

۲۔ اشاعت اول میں عربی عبارات کے انبار تھے، اشاعت دوم میں بعض مقامات پر انہیں حذف کر کے ان کا ترجمہ ذکر کر دیا۔

۳۔ مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشاعت دوم میں بعض چیزوں کا اضافہ کر دیا۔ لکھتے ہیں:

"چند باتوں کا اضافہ کر دیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی کوتاہی نظر آئے تو اسے میری طرف نسبت کریں۔ اگر پسند آئے تو گنہگار کے حق میں جناب باری عز اسمہ میں دست دراز کریں ناچیز محمد حسین شوق۔" (۲)

۴۔ مصنف علامہ نے اشاعت اول کے مطابق اپنی کتاب پر مختلف مقامات پر حواشی

۱۔ نجم الرحمٰن، تذکرہ، ص ۳، اشاعت دوم

۲۔ ایضاً ص ۳۳

لگائے تھے، اشاعت دوم میں مولانا شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اردو خواں حضرات کی آسانی کے پیش نظر بعض حواشی کو متن کتاب میں ضم کر دیا۔ (۱)

۵۔ فریق مخالف نے نجم الرحمٰن کی بعض عبارات پر جو اعتراض کیے تھے اشاعت دوم میں مولانا شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان اعتراضات کو مع جوابات کے متنازعہ فیہا عبارت کے ساتھ اصل کتاب میں شامل کر دیا۔ (۲)

۶۔ اشاعت اول میں اختتام کتاب پر مسئلہ علم غیب پر مختلف جید علما کے فتاویٰ شامل تھے اشاعت دوم میں یہ فتاویٰ جات شامل نہیں ہیں۔

۷۔ مولانا انور شاہ کشمیری نے علم غیب کے موضوع پر یکم مارچ ۱۹۲۷ء کو میاں والی میں تقریر کی تھی اشاعت اول میں یہ تقریر تحریر شدہ اور اس پر قدوۃ المحققین کا تبصرہ وتنقید ص ۷۹، ۸۰ پر مذکور تھی دوسری اشاعت میں یہ بھی شامل نہیں ہے۔

۸۔ اشاعتِ اول کی طرح اشاعت دوم بھی طباعت و کتابت کی اغلاط سے خالی نہیں ہے۔

ان مذکورہ بالا امور کی وجہ سے اسے بعینہٖ اشاعتِ اول تو ہرگز نہیں کہا جا سکتا، ہاں البتہ اشاعت اول کی تسہیل و ترجمہ کہا جائے تو بے جا نہیں۔ مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان امور کی نشان دہی فرمائی ہے:

> ''علاوہ ازیں عربی عبارتوں کا ترجمہ ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے کم سواد اور صرف اردو خوان حضرات کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے علمی عبارتوں اور حوالہ جات کے انبار عظیم جمع ہونے کی وجہ اختصار سے کام لینا لازمی امر تھا لیکن یہ اختصار بعض مقامات پر استعارہ و کنایہ کی حد تک یوں ہی جاتا ہے اور علما کو بھی اس کے سمجھنے میں دقت رونما ہوتی ہے۔'' (۳)

۱- نجم الرحمٰن، ص ۱۲، ۵

۲- ایضاً، ص ۴-۱۰۳

۳- ایضاً، مقدمہ بہ عنوان تذکرہ، ص ۳، اشاعت دوم

ان مندرجہ بالا وجوہ کے پیشِ نظر ہم نے اِشاعت اول کو مدار و بنیاد بنایا ہے۔ چوں کہ ''نجم الرحمٰن'' اکابر اہل سنت کے تراثِ علمیہ سے ہے، اور ایک تاریخی پس منظر رکھتی ہے، لہٰذا اسے مصنف کی عبارت و متن کے ساتھ پہلی بار من و عن شائع کرنا ضروری سمجھا گیا۔ بعد میں اگر کوئی محقق مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ کے تسہیل و ترجمہ پر تحقیق و تصحیح کر کے اردو خواں حضرات کے لیے شائع کرے تو یہ بھی ایک علمی خدمت ہوگی۔

کتابِ مبسوط کی بازگشت:

''نجم الرحمٰن'' میں بعض ایسی عبارات ہیں جنھیں پڑھ کر شاید قاری کے ذہن میں یہ خیال آئے گا کہ مصنف کی علم غیب کے موضوع پر ''نجم الرحمٰن'' کے علاوہ کوئی دوسری تصنیف بھی ہے، لہٰذا پہلے ہم ان عبارات کو ذکر کرتے ہیں، پھر ان پر اپنا تجزیہ پیش کرتے ہیں:

۱۔ ''اعتراض عقلی کا جواب میری کتاب مبسوط میں کمال تحقیق سے مبسوط ہوگا۔'' (۱)

۲۔ ''میں دعویٰ سے کہتا ہوں: ایک بھی آیت محکمہ دال مدعا پر نہیں فضلا عن المفسر بل کہ کلہا آیات مؤوّلہ ہیں ایک ایک کی دس دس تاویلیں کم سے کم میں نے بیاں کی ہیں۔ میری کتاب مبسوط میں ان کو دیکھو۔'' (۲)

۳۔ ''آیات اثبات جو میں نے ذکر کی ہیں مدنی متاخر باتفاق الامۃ ہیں اور آیات نفی جو مخالف نے پیش کی ہیں وہ سب مقدم و مکی ہیں، پس آیات نفی منسوخ ہوں گی یا توفیق بہ فروق خمسہ کی جائے گی۔ یہ جواب عالم ماہر اصول و فروع کے نزدیک نہایت واضح ہے اور تمام آیات کا ایک ہی جواب ہے جو مخالف نے ذکر کی ہیں فقط باقی بہت جواب اس جگہ ہیں ہر ایک آیت کا علحدہ علحدہ جواب اور وہ دس دس جوابات سے کم بھی نہ ہوں گے جس کو شوق ہے میری کتاب مبسوط میں دیکھے۔'' (۳)

۱۔ ص ۱۰

۲۔ ص ۲۰

۳۔ ص ۲۸

۴۔ اب اگر تم کو شوق ہے تو معنی غیب کا بجمیع ماله و علیه کو کتاب مبسوط میری کے مقدمہ میں دیکھو۔ (۱)

ہم انھی عبارات پر اِکتفا کرتے ہیں، اگرچہ اس قسم کی مزید عبارات بھی ''نجم الرحمٰن'' میں مذکور ہیں۔ آگے بڑھنے سے پہلے مندرجہ ذیل چند باتیں پیش نظر رہنی چاہییں:

۱۔ یہ کتاب مناظرۂ واں بھچراں کے بعد تحریر کی گئی ہے۔

۲۔ مناظرۂ واں بھچراں کے لیے مرتب کردہ فہرست مناظرہ پر نجم الرحمٰن کو ترتیب دیا گیا۔

۳۔ کتاب کو ترتیب دیتے ہوئے فہرست مناظرہ میں موجود مناظرانہ باتیں تنگی وقت کی وجہ سے حذف نہ کی جاسکیں جن کا بہ راہِ راست تعلق مناظرہ سے تھا۔

مفتی محمد حسین شوق ان امور کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ رسالہ مناظرۂ واں بھچراں جو مولوی حسین علی صاحب قائد فرقہ وہابیہ پنجابیہ اور استاذ الکل فی الکل سیّدی و مولائی مصنف رسالہ ہذا مولوی غلام محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح مبین عطا فرمائی تھی، کے بعد لکھا گیا، جس کو اندازاً اٹھائیس برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ عبارت سادہ طرز قدیم، اردو عربی آمیز جو پرانے علما کی عادت تھی، وقت تنگ تھا حالات کی مجبوری کے ماتحت مسودہ چوں کا توں جو صرف فہرست مناظرہ کی شکل میں شائع کر دیا گیا۔'' (۲)

۴۔ اعتراض عقلی کا جواب نجم الرحمٰن میں دو مقامات پر ایک جگہ مختصراً اور دوسری جگہ قدر تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ (۳)

۵۔ آیات کی تاویلات نجم الرحمٰن کے باب تکمیل میں مذکور ہیں۔

۶۔ معنی غیب بجمیع ماله و علیه نجم الرحمٰن میں ذکر کیا گیا ہے۔ (۴)

۱۔ ص ۳۱

۲۔ مقدمہ بہ عنوان تذکرہ، ص ۲-۴، اشاعت ثانیہ

۳۔ ص ۱۰، ۳-۵۲

۴۔ ص ۲۱

مذکورہ بالا امور کے پیش نظر اب ہمیں یہ رائے قائم کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ''نجم الرحمٰن'' ہی کتاب مبسوط ہے، جس کا کتاب میں جا بہ جا کتابِ مبسوط نام سے ذکر آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قدوۃ المحققین کے خلف الرشید مولانا مفتی محمد حسین شوق رحمۃ اللہ علیہ نے جب ''نجم الرحمٰن'' کی اشاعت دوم کا اہتمام کیا تو مذکورہ بالا عبارات کو یا تو اصلاً حذف کر دیا یا ان میں تغیر وتبدل کر دیا جو مقام کتاب کے مناسب تھا۔ (۱)

نجم الرحمٰن کا رد:

نجم الرحمٰن وہ بے نظیر، لاجواب اور الہامی کتاب ہے (۲) کہ آج تک فریق مخالف اس کو رد کرنے کی جرات نہیں کر سکا، سوا اِکا دُکا لایعنی اور بے ہودہ اعتراضات جن کا عبارت کتاب سے کوسوں دور کا تعلق نہیں۔ عوام کالانعام کو دھوکہ دینے کے لیے اور عوام میں اپنی مصنوعی ساخت کو بچانے کے لیے شور وغوغا کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، جن پر کوئی بھی صاحب علم، ذی شعور اور سنجیدہ آدمی کان دھرنے کو تیار نہیں ہوگا۔

مولانا مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ بہ ایں الفاظ ان کی یاوہ گوئیوں کو بیان کرتے ہیں:

''ناظرین کرام رسالہ 'نجم الرحمٰن' جو اپنی پہلی اشاعت کے طویل عرصہ میں واقعی فرقہ وہابیہ نجدیہ کے لیے اسم بامسمی ثابت ہوا ہے مخالفین کو آج تک لفظ بہ لفظ تردید کی جرات نہیں ہوئی سوا چند بکواسات اور مرصع اور مسجع گالیوں کے جس میں فرقہ نجدیہ وہابیہ کو ید طولیٰ حاصل ہے بل کہ ایک بڑے علامہ کو جو فریق مخالف کے سرکردہ تسلیم کیے جاتے تھے، رسالہ ہذا کی تردید پر اکسایا گیا تو انھوں نے کہا: بھئی! یہ جو نقلیات کا بحرِ ذخار ہے اس کی تردید کس طرح کی جا سکتی ہے اگر صرف عقلی اور اختراعی باتیں ہوتیں تو ہم بھی جواب میں کوئی نہ کوئی ڈھکوسلہ تصنیف کر لیتے۔'' (۳)

۱- ص ۴۱، ۵۵، ۶۷، اشاعت ثانیہ

۱- حضرت قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تحقیق ملکۂ غیب والی میری جواعز کبریت احمر سے ہے مدت سے مجھ کو خدا نے الہام کیا اور اس پر مجھ کو مستحکم کیا۔ (نجم الرحمٰن مذہب سوم ص ۳۳) ۱۲

۳- مقدمہ بہ عنوان تذکرہ، ص ۳، اشاعت ثانیہ

علمائے محققین کا یہ طریق ہے کہ اگر فریق مخالف قوی دلیل اور سنجیدہ انداز سے گفت گو کرے تو اسے تسلی تشفی جواب دیتے ہیں ورنہ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما کا مصداق بن کر ان کی یاوہ گوئیوں پر کچھ توجہ نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہابیوں کی یاوہ گوئیوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اب ہم سردست فریق مخالف کی ان یاوہ گوئیوں کو نقل کر کے ان کا جواب ذکر کرتے ہیں تاکہ عام لوگ اور اردو خواں حضرات کو پریشانی نہ ہو کہ ان کے اعتراضات کے کیا جواب ہیں؟

قدوۃ المحققین نے الفقہ بالفقہ عنوان کے تحت فقہی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"فقہ موسویہ اور خراسانیہ معتبر نہیں ہیں، اس کو میں نہیں مانتا۔"

اعتراض اول:

فریق مخالف کے ٹھیٹھ ملاں جب اس کتاب کی تردید سے عاجز آ گئے تو عوام میں اپنی مشائخیت بچانے کے لیے مذکورہ بالا عبارت پر ایک لایعنی اور بے ہودہ اعتراض کر دیا کہ

"دیکھو! صاحب نجم الرحمٰن نے فقہ امام اعظم ابوحنیفہ کو یہودیوں کی فقہ لکھ دیا ہے۔" (۱)

پہلے ہم یہاں پر آپ کی مراد من وعن "نجم الرحمٰن" سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے الفقہ بالفقہ عنوان کے تحت بیان فرمایا کہ

"فقہ امام اعظم کی مروی بہ ظاہر روایت مندرج فی قال اللہ وقال الرسول ہے، اس واسطے کہ قیاس مُظہر ہے نہ مُثبت، پس فضول سے نہ ہوگی۔"

پھر معترض علیہا عبارت پر منہیہ لکھ کر اپنی مراد بیان کی کہ

"اور مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رطب و یابس اور قوی روایت فقہ اور ضعیف میں فرق نہیں کر سکتے۔" (۲)

پس اصحاب علم خود فیصلہ کریں کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہاں فقہ امام اعظم ابوحنیفہ کو

۱- ص ۹۹، اشاعت ثانیہ

۲- ص ۴۷، اشاعت اول، ص ۹۹، اشاعت دوم

یہودیوں کی فقہ لکھا ہے۔ میں تو اس کو حضرت قدوۃ المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ کی فراست ایمانی ہی کہوں گا کہ انھوں نے فریق مخالف کے اس عبارت پر اعتراض اٹھانے سے پہلے ہی حقیقت کی وضاحت کر کے ان کے اعتراضات کو بے وزن کر دیا۔

مولانا مفتی محمد حسین شوق بہ ایں انداز ازالۂ وہم کرتے ہیں:

''فقہ موسویہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو رطب و یابس اور قوی وضعیف میں فرق نہیں کر سکتے۔

بعض جہال حاسدین خذلھم اللہ تعالی نے سب کچھ جاننے کے باوجود اپنی لن ترانیوں میں لکھ دیا ہے کہ دیکھیے صاحب! نجم الرحمٰن کے مصنف نے فقہ حنفی کو یہودیوں کی فقہ لکھ دیا ہے۔ سبحان اللہ، حالانکہ سابقہ نوٹ پہلے ایڈیشن کے حاشیہ پر موجود تھا، محض غلط فہمی پیدا کرنے کے لیے اور حسد کی بنا پر جب کوئی جواب نہیں بن پڑا تو جلے دل کے پھپھولے اس طرح توڑتے ہیں، ولقد صدق من قال وکم من عائب قولا صحیحا وافته من الفهم السقیم۔ یہ بچارے بھی محض مجبور ہیں۔'' (۱)

اعتراض دوم:

دوسری عبارت جس پر اعتراض کیا گیا وہ یہ ہے:

''اما شیخنا السید علی الخواص فسمعته یقول: لایکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریده فی .انتقاله فی الاصلاب وهو نطفته من الست بربکم الی استقراره فی الجنة او فی النار۔ کبریت احمر۔

یعنی: میں نے اپنے شیخ سید علی خواص کو سنا تھا، انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے مرید کی اصلاب میں انتقال کی حرکات نہ جانتا ہو اور یہ نطفہ اس کا یوم الست بربکم سے لے کر جنت یا

۱- الفقہ بالفقہ، ص ۹۹

دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔" (۱)

اس پر یہ اعتراض گھڑا گیا کہ عارف باللہ تو وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں گم وسرگرداں ہوتا ہے اور سنیوں کے نزدیک عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔

جواب:

یہ سوال بھی سوال ماسبق کی مثل فریق مخالف کی دھوکا بازی اور جہالت پر شاہد جلی ہے بل کہ بہ الفاظ قدوۃ المحققین بہ سبب عداوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوتِ فہم تباہ ہو چکی ہے اگر ایسا کہا جائے تو یہ مبالغہ آرائی نہیں ہے، کیوں کہ انھوں نے بغیر سوچے سمجھے اس کے کہ مصنف علام رحمہ اللہ کا اس عبارت کو نقل کرنے سے کیا مقصد ہے؟ صرف ظاہری الفاظ کو دیکھ کر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی کلام پر غلاظت افشانی اور بہتان طرازی شروع کر دی۔

آپ کا مذکورہ بالا عبارت سے مقصود اولیاء اللہ کی وسعت علمی کو بیان کرنا اور خصم کو الزام دینا ہے کہ دیکھو ظالمو! جو وسعت علمی تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ماننے کو تیار نہیں ہو وہ تو رسول اللہ کے غلام، امت محمدی کے اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہے۔ جب امتِ محمدی کے اولیاء اللہ کی وسعت علمی کا یہ عالم ہے تو پھر کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے حدود اربعہ کو متعین کرے۔

مفتی محمد حسین شوق رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہ ایں الفاظ ان کی غلاظت افشانی کا جواب دیا:

> "لیجیے، یہ عبارت ہے جس پر دیدار سنگھی مینڈک تڑاتڑا کہ آسمان سر پر اٹھا لیا ہے۔ ابھی یہ لوگ 'وہم مارگی' ہیں۔ اور عارف کی پہچان ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندامِ مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ لاحول ولا قوۃ، جہالت اور ضد سخت مہلک بیماریاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے۔
>
> عبارت محولہ بالا کا مطلب تو صرف وسعتِ علم ہے جس طرح حدیث کتابت تقدیر بذریعہ ملائکہ میں گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو یہ علم اور تصرف فرما

۱- زیر عنوان: التصوف بالتصوف، ص ۵۱، اشاعت اول، ص ۱۰۳، اشاعت دوم

دیتے ہیں نہ یہ کہ ملائکہ عورتوں کے اعضائے مخصوصہ اور شکموں میں داخل ہو جاتے ہیں، اور ہر شخص کا رزق، زندگی اور موت وغیرہ لکھ دیتے ہیں ورنہ یہ زمین سے پھوٹ کر نکلنے والے حشرات الارض قسم کے راہب حضرات، واللہ یعلم ما فی الارحام کا معنیٰ بھی العیاذ باللہ یہی کریں گے اور روایت ابونعیم عن ابن عباس مرفوعا لم یلتق ابوای قط علی سفاح لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاہرۃ مصفی مہذبا، الحدیث، وعنہ فی قولہ تعالی: وتقلبک فی الساجدین ای من نبی الی نبی حتی اخرجتک نبیا۔ (مواہب لدنیہ، ص۱۳، ج۱)

قال: قال رسول اللہ ﷺ: الحیاء شعبۃ من الایمان۔ اگر وہابیہ بتمامہ ایمان کے اس شعبۂ خاص سے بیک بینی ودوگوش نکال باہر نہیں کیے گئے تو انہیں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے معانی ذرا شرم وحیا سے کرنے چاہییں۔" (۱)

نجم الرحمٰن کے علمی شہ پارے

اگر قدوۃ المحققین کی کتاب "نجم الرحمٰن" کا مطالعہ کیا جائے تو قاری کو یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جائے گا کہ آپ نحوی، صرفی ہیں یا مفتی فقیہ ہیں، محدث مفسر ہیں یا منطقی فلسفی ہیں، صوفی ہیں یا ریاضی وہیئت دان ہیں، مناظر ہیں یا متکلم ہیں۔ آخر کار قاری آپ کو استاذ الکل اور بحر العلوم کا لقب دے کر ہی اطمینان پا سکے گا۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری بیان کرتے ہیں:

"جن کا تکملہ پر حاشیہ تحفۂ سلیمانیہ اور تصنیف لطیف نجم الرحمٰن مصنف کے تبحر علمی پر شاہد ہے۔" (۲)

۱۔ التصوف بالتصوف، ص۴-۱۰۳

۲۔ نور نور چہرے، ص۲۲۳

یہاں ہم ''نجم الرحمٰن'' کے تفسیری، حدیثی اور فقہی فوائد و نوادرِ علمیہ کی چند جھلکیں پیش کرتے ہیں:

مفسرانہ فوائد:

آپ کی شاہ کار کتاب ''نجم الرحمٰن'' کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کے علمِ تفسیر اور حدیث میں مرتبہ علمی اور خداداد صلاحیتوں کے گوشے نکھر کر سامنے آجاتے ہیں جو قاری پر چودھویں صدی کے علمائے تفسیر و حدیث میں آپ کے مقام و مرتبہ کو آشکار کریں گے کہ قدوۃ المحققین گزشتہ صدی کے ایک بہترین مفسر اور محدث تھے۔

آیات کریمہ کے شانِ نزول، الفاظ کے لفظی اور مرادی معنی، صرفی نحوی تحقیق، ناسخ منسوخ کا علم، بہ ظاہر متعارض آیات و احادیث میں تطبیق و توفیق، معنی بیان کرتے ہوئے شانِ اُلوہیت اور رسالت کا لحاظ رکھنا، کتاب اللہ کی بیس اقسام اور شارع کی مراد وغیرہ یہی وہ ابتدائی باتیں ہیں جن کی ایک مفسر کو ضرورت ہوتی ہے، نجم الرحمٰن کے اقتباسات علمیہ کا مطالعہ کرنے پر عصرِ حاضر کے محققین پر ایک یہ بات پوشیدہ نہیں رہے گی، بل کہ اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ آپ کو مذکورہ بالا امور پر کمال دست رس حاصل تھی اور یقیناً ہماری بیان کردہ رائے کے ہم نوا ہو جائیں گے۔

قدوۃ المحققین نے ''نجم الرحمٰن'' میں قانون پنجم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

''ادلہ سمعیہ چار میں بند ہیں ان میں قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ کے ساتھ مثبت کا انکار کفر ہے فقط اور کلام اللہ میں محکم القرآن و مفسر القرآن فقط قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ہے۔''

اس کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فریق مخالف کی مسئلہ متنازع فیہا میں پیش کردہ آیات بینات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''محکم القرآن و مافی حکمہ اگر ایک آیت بھی محکمہ مسئلہ متنازعہ فیہا میں پیش کریں تو میں ان کو مرشد مان لوں گا۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ ہائی کورٹ میں اپیل کردو! فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اور جس قدر پارلیمنٹ آف ٹانک میں آیات بینات پیش کی گئی ہیں میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ایک بھی آیت محکمہ دال مدعا پر نہیں فضلاعن المفسر بل کہ کلہا آیات مؤوّلہ ہیں۔ ایک ایک آیت کی دس دس تاویلیں کم سے کم میں نے بیان کی ہیں میری کتاب مبسوط میں اس کو دیکھو۔ اکثر تاویلات وہابیہ کے زمانۂ خروج سے پہلے مفسروں سے منقول ہیں اور بعض بہ قواعد علمیہ مؤید ہیں۔

فانہ لم یر عن الزمان مثلہ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔'' (۱)

''نجم الرحمٰن'' کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف نے تفسیری اسلوب میں درجِ ذیل امور کی پیروی کی ہے:

۱۔ سب سے پہلے قواعد علمیہ (اصول، نحو) کے لحاظ سے آیت کا معنی بیان کرتے ہیں۔

۲۔ مفسرین نے جو معنی کیا اس کو ذکر کر دیتے ہیں۔

۳۔ پھر تفسیر بالحدیث کرتے ہیں اور خود نجم الرحمٰن میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''آیت کا معنی وہی بہتر ہے جس میں قواعد علمیہ، مفسرین اور حدیث ہر تین متفق ہو جائیں۔''

۴۔ مناظرہ واں بھچراں میں کسی نے اگر اعتراض کیا ہے تو اسے ذکر کر کے اس کا جواب دیتے ہیں یا فرماتے ہیں جو تقریر ہم نے کی ہے اس سے فلاں اعتراض اٹھ گیا۔

۵۔ آیات میں سے کوئی آیت ناسخ یا منسوخ ہو تو اس کی تحقیق کرتے ہیں اور وہ آیات جن کی تحقیقِ نسخ علامہ صاوی وغیرہ مفسرین نے ذکر کی ہے ان کے متعلق فرماتے ہیں:

''اگر بہ فروقِ خمسہ ان میں تطبیق و توفیق دی جائے تو یہ نسخ سے بہتر ہے جیسا کہ خود آپ نے مسئلہ مبحوثہ میں آیات واحادیث نفی کو علم غیب بالذات اور آیات و احادیث اثبات کو علم غیب مستفاد پر محمول کرتے ہیں۔''

۶۔ مخالفین نے جو آیات اپنے مدعا پر ذکر کی ہیں نجم الرحمٰن کے باب تکمیل میں مسکت اور عمدہ جواب تحریر کیے ہیں۔ (۱)

۱۔ نجم الرحمٰن، قانون پنجم، ص ۴۶

۲۔ زیرِ عنوان: القرآن بالقرآن

محدثانہ نکات:

اسی طرح علم حدیث میں آپ کے رسوخِ علم کے بیان کرنے میں اسی بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ جب مدعیانِ علم غیب نے احادیث سے اپنے مدعا پر دلائل ذکر کیے تو فریق مخالف نے ان میں تاویلیں کیں کہ فلاں حدیث میں مغیبات مراد نہیں ہے بل کہ یہ مراد ہے اور فلاں میں یہ مراد ہے۔

قدوۃ المحققین محدث پپلانوی نے سب سے پہلے دوسری احادیث اور محدثین کرام کے اقوال لا کر ان کی بوگس اور عداوتِ رسول پر مبنی تاویلات کا بطلان کیا، پھر اس کے بعد اپنے مدعا پر دو محکم حدیثیں پیش کر کے فرمایا کہ

"ان احادیث کو مجھ سے پہلے کسی نے پیش نہیں کیا، حالاں کہ باقی سب احادیث قابل تاویل ہیں برخلاف ان دو کے۔"

اول حدیث:

((عن ابن مسعود قال، قال رسول الله ﷺ اعطی نبیکم ﷺ کل شیء الا مفاتح الغیب))

اس حدیث میں وجہ عدم تاویل کی یوں بیان فرماتے ہیں کہ

"تخصیص کل سے لفظِ استثنا آبی ہے علی ما تقرر فی النحو وغیرہ اور جملہ مستثناۃ کی تحقیقِ نسخ بہ تاویل علامہ صاوی گزر چکی ہے۔"

دوم حدیث: حدیث قدسی:

((عن ابی ہریرۃ، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ان اللّٰہ تبارک و تعالٰی قال: من عادٰی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب، و ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ، وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ، فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصربہ ویدہ

التی یبطش بھا ورجله الذی یمشی بھا، و ان سألنی لاعطینه، ولئن استعاذنی لاعیذنه، و ما ترددت عن شیء انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت، و انا اکره مساء ته و لا بد له منه۔)) رواہ البخاری

پہلے اس حدیث قدسی کا معنی احادیث، اقوال محدثین، مفسرین اور صوفیہ کرام رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین کے مطابق بیان فرمایا پھر اس حدیث شریف پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

''اول: حدیث مذکور کی صحت میں کوئی شک نہیں۔

دوسرا: حدیث قدسی ہے، یہ فوقیت بھی اس کو حاصل ہوئی۔

تیسرا: ان کی حدیث سے یہ حدیث متاخر ہے، کیوں کہ راوی اس کا ابوہریرہ ہے۔ پس یہ حدیث احادیثِ عدم علم غیب کے واسطے ناسخ ہوگی۔''

الحدیث بالحدیث کے زیر عنوان ملاحظہ کریں!

فقہی جواہر:

قدوۃ المحققین فقہ حنفی کے بلند پایہ، نباض، زیرک اور یکتائے روزگار عالم فاضل تھے۔ فقہِ حنفی کی قوی اور ضعیف روایات کے مابین فرق کرنے میں نابغۂ دہر تھے۔ فقہ حنفی میں اتنا تتبع اور تصفح تھا کہ جب مناظرہ واں بھچراں میں فریق مخالف نے معتقدِ علم غیب پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے کے لیے فقہ حنفی کی روایات پیش کیں تو آپ نے اس روایت کے ضعف کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

''میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی معتبر کتاب فقہِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں فتویٰ کفر معتقد علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود نہیں۔''

اسی طرح مناظرہ کے دوران ایک مرتبہ فریق مخالف نے فقہ حنفی کی عبارت پیش کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ

''میرے ساتھ ذرا سنبھل کر بات کرنا، میں نے ۱۲؍بار درمختار پڑھائی ہے۔''

''نجم الرحمٰن''، میں بعض فقہی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''جو کہتے ہیں کہ نسوار کرنے والا اور حقہ پینے والے کا جنازہ جائز نہیں، خنزیر کے چمڑے میں نماز جائز ہے، چودھویں صدی کے عالم کا شاتم کافر ہے لیکن قاذف ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کافر نہیں، امام اعظم، باقی ائمہ مجتہدین یا تمام محدثین پر کفر کا فتویٰ دینا، یہ فقہی روایات میرے نزدیک معتبر نہیں، یہ فقہ موسویہ اور خراسانیہ تو ہوسکتی ہے لیکن فقہ حنفی نہیں، میں انہیں ہرگز نہیں مانتا بل کہ یہ فتویٰ جات دینا تجاوز عن حدود اللہ سے ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون۔''

یوں ہی جب وہابیوں نے مناظرہ واں بھچراں میں فتاویٰ شامی کی عبارت قطع برید کر کے پیش کی جیسا کہ اپنے عقائد کی ترویج کے لیے کتبِ سلف میں تحریف کرنا وہابیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ نے ان کی علمی خیانت اور بے ایمانی کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا:

''دیکھو! ان دھوکہ بازوں نے کس قدر دھوکہ بازی کی ہے شاید انہوں نے یہ سمجھا ہوگا کہ عوام کی طرح خواص بھی ہماری بے ایمانیوں پر مطلع نہ ہوں گے۔ آیا فقہ کی روایات اس شخص کے سامنے پیش کرتے ہو جس کی فقہ کی خدمت کرتے ہو عمر گزر گئی اور جس شخص نے علم فقہ کی اس قدر خدمت کی ہے کہ صوبہ پنجاب میں تو کیا بل کہ تمام ہندوستان میں بھی کسی نے نہ کی ہوگی۔ اما بنعمة ربك فحدث۔''

مسئلہ علم غیب میں علامہ قدس سرہ کی تحقیق انیق کا حاصل یہ ہے کہ فقہ حنفی میں مذکور علم غیب کے متعلق روایات ضعیف یعنی ظاہر الروایہ نہیں ہیں، یا ان میں علم بہ ذات استقلالی کی نفی ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: قانون پنجم اور الفقہ بالفقہ۔

نجم الرحمٰن پر علما کے تاثرات

- محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری (متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) اور ملک المدرسین استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی (متوفی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) قدس سرہما جیسی نامور اور مقتدر شخصیات اہل سنت اپنے درس وتدریس میں اس کتاب کی افادیت اور اہمیت پر زور دیتے تھے۔ مولانا میاں محمد (جامعہ شمع صدیقیہ رضویہ، ضلع میاں والی) بیان کرتے ہیں کہ

"میرے استاذ محدث اعظم پاکستان قدس سرہ اپنے درس حدیث کے طلبا کو 'نجم الرحمٰن لرجم حزب الشیطان' پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ اس رسالہ کو سمجھنے کے لیے جمیع علوم درکار ہیں۔" (۱)

- حضرت علامہ عطا محمد چشتی بندیالوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"نجم الرحمٰن اپنے موضوع پر جامع مانع اور مدلل تصنیف ہے۔ فریق مخالف آج تک اس کا جواب نہیں دے سکا۔"

- علامہ محمد ظریف فیضی (متوفی ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء) والد ماجد شیخ القرآن علامہ محمد منظور احمد فیضی (متوفی ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) قدس سرہما فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں علامہ فیض محمد شاہ جمالی قدس سرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ

"تمام علوم اللہ تعالیٰ نے حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں، حتی کہ علومِ خمسہ بھی۔"

فقیر نے عرض کی کہ حضور آیہ عندہ علم الساعۃ. الآیۃ کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا:

فلا یظھر علی غیبہ احدا. الآیۃ سے ثبوت ہے۔ فلا منافاۃ بینھما۔

۱۔ صد سالہ تاریخ جامعہ محمودیہ رضویہ پپلاں، ص ۲۵

۲۔ بہ روایت استاذ الکل ابو الفیض مفتی محمد فضل الرحمٰن مدظلہ

اور جب مولانا غلام محمود صاحب پپلاں والے جو آپ کے شاگردِ رشید تھے' کتاب نجم الرحمٰن تالیف کر کے قبلہ شاہ جمالی قدس سرہ کی خدمت میں بھیجی تو حضور کتاب موصوف کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور تصدیقاً فرمایا کہ

''بہت اچھی کتاب ہے۔ اللھم ارزقنا حب حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (۱)

◀ مولانا فیض احمد چشتی گولڑوی بہ ایں الفاظ مہر منیر میں نجم الرحمٰن کا تذکرہ کرتے ہیں:

''حضرت کے مریدین میں سے ایک مشہور اور محقق عالم مولانا غلام محمود صاحب (پپلاں، ضلع میاں والی) نے مسائل علم غیب اور ندائے یارسول اللہ وغیرہ پر ایک رسالہ 'نجم الرحمٰن' تحریر فرمایا تھا جس میں مولوی حسین علی صاحب کے مسلک کی نہایت مدلل تردید کی تھی۔'' (۲)

اعتراف:

قدوۃ المحققین کے احوال و آثار تحریر کرنے کے لیے وہ روایات جو مجھے استاذ الکل مفتی ابوالفیض محمد فضل الرحمٰن گولڑوی بندیالوی زیدت معالیہ اور صاحب زادہ علامہ پروفیسر ریاض محمود صاحب مدظلہ جو صاحب نجم الرحمٰن کے پوتے ہیں' کے واسطہ سے معلوم ہوئیں انہیں خاص طور پر سپردِ قرطاس کر دیا ہے، تاکہ یہ طاقِ نسیان کی نذر نہ ہو جائیں۔

راقم الحروف نے حضرت مصنف کے علوم وفنون پر گفتگو کرتے ہوئے توازن اور حقائق بیانی کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ لیکن اگر کہیں عقیدت کا پہلو غالب رہا ہو تو یہ ایک طالب علم کی اپنے اساتذہ کرام اور سلف صالحین سے محبت کا نمونہ ہے۔

نوشتہ

محمد نعیم عباس

۱- درج اللآلی فی حیات شاہ جمالی، ص ۶-۱۵

۲- مہر منیر، باب آٹھواں، بعض مذاکرات ومناظرات، ص ۴۴۲

نجم الرحمٰن

تصنیف

قدوۃ المحققین، بحر العلوم

علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق

محمد نعیم عباس

محمد قلندر خان

دارالاسلام

تمہید

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، و العاقبۃ للمتقین، و الصلوۃ و السلام علی من:

له همم لا منتهٰی لکبارها
و همته الصغرٰی اجل من الدهر (۱-۲)

اما بعد..

فقال اللّٰہ تبارك و تعالی:

﴿وَ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ (۳) (پارہ اوّل، ربع اوّل) (۴)

الجمع معرف باللام وقتِ عدم العہد ظاہر ہے اِستغراق میں علی ما تقرر فی النحو و الاصول و المعانی۔ دیکھو "رضی" مبحث معرفہ ونکرہ (۵)، ....

۱- یہ شعر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے، مدحِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں فرمایا ہے۔ معنی اس کا یہ ہے کہ واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات دو قسم کی ہیں؛ ایک بڑی صفات اور ایک چھوٹی صفات، بڑی صفات کی تو حد نہیں، ہاں ایک چھوٹی صفت بھی زمانہ اور مافیہا سے اوسع ہے۔ ھکذا قال فی حواشی المطول۔ یہ معلوم ہے بداہۃً کہ علم وجود صفاتِ کبار سے ہے۔ ۱۲ منہ

۲- دیوان حسان بن ثابت کے مطبوعہ نسخوں میں یہ شعر نہیں ملا۔

۳- البقرۃ:۳۱

۴- ترجمہ: سکھایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اسما۔ ۱۲ منہ

۵- شرح الکافیہ للرضی، مبحث المعرفۃ و النکرۃ، ج۲، ص ۱۲۹

''مدقق'' ص ۷ (۱)، و''عبد الحکیم'' ص۹ (۲) حواشیِ عبد الغفور، ''مختصر معانی'' (۳)، و ''تلویح'' مبحث الجمع و الاستغراق۔ (۴)

وتاکید بہ لفظ کُلَّھَا احتمالِ تخصیص کی بیخ کنی کرتی ہے، پس آیت استغراق میں نص محکم ہوگی اور استغراق اسما کا مستلزم استغراقِ مسمیات کو ہوگا، و الا لزم الخلف علی ما تقرر فی علم البرھان۔

اِبن عباس وعکرمہ وقتادہ ومجاہد وابن جبیر فرماتے ہیں:

''علَّمہ اسم کل شیء۔''

ربیع ابن انس راوی ہے کہ

''اسمائے ملائکہ بھی تعلیم کیے گئے تھے۔'' (۵)

''فاخبرھم باسمائھم فسمی آدم کل شیء باسمہ و ذکر الحکمۃ التی لاجلھا خلق۔'' (۶) (معالم ص۴۰ ج۱، جلالین ص۲۲ س۶)

استغراق اسماء کا جو منطوق آیت کا ہے مقتضی ہے کہ اسمائے مترادفہ ایک لغت سے ہوں مثل لیث وغضنفر واسد، یا مختلف لغات سے ہوں مثل خبز ونان وروٹی بھی تعلیم کی گئی تھی،

۱- حاشیۃ نور محمد المدقق علی عبد الغفور، حاشیۃ۳، ص ۷

۲- حاشیۃ عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، حاشیۃ۴، ص ۷

۳- مختصر المعانی، الفن الاول: علم المعانی، الباب الاول: احوال المسند الیہ، بحث تعریف المسند الیہ باللام، ص۸۳

۴- التلویح فی کشف حقائق التنقیح، فصل فی الفاظ العام، مبحث الجمع المعرف باللام، ج۱، ص ۱۰۵

۵- معالم التنزیل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج۱، ص ۳۴. عکرمہ اور ابن جبیر کا ذکر نہیں ہے۔

۶- ایضا، تحت الآیۃ: انی جاعل فی الارض خلیفۃ، ج۱، ص ۳۴، تفسیر الجلالین، تحت الآیۃ: قال یا آدم انبئھم باسمائھم، ص۸

پس مدلولِ صریح آیتِ محکمہ یہ ہوگا کہ آدم علیہ السلام کو لغتِ عربیہ و فارسیہ و انگریزیہ و پشتو و شاستری وغیرہ جمیع لغات سکھائی گئی تھیں۔ دیکھو امام نظام ص ۲۱۴ ج ۱ س اخیرین:

"علّمه من جميع اللغات التى يتكلم بها ولده اليوم من العربية و الفارسية و الرومية وغيرها، و كان ولد آدم يتكلمون بهذه اللغات، فلما مات و تفرق ولده فى نواحى العالم، تكلم كل واحد بلغة واحدة معينة من تلك اللغات، و نسى الباقى۔" (۱)

و هكذا قال العارف الشيخ احمد المالكى، دیکھو ص ۱۹، ج ۱، س ۹. (۲)

وهكذا فى "جمل"، دیکھو ص ۳۹، ج ۱، س ۳ (۳)، اور ابوسعود حنفی ص ۲۰۶، ج ۱:

"آدم کو علم ضروری تفصیلی جمیع مسمیات واحوالها و خواصها کا دیا گیا۔" (۴)

اور ابوسعود، ص ۲۰۷، ج ۱ میں فرماتے ہیں:

"اللہ نے آدم کو الہام کیا معرفت ذات اشیا، اور اسما ان کے، اور معارف ان کے، اور اصول وقوانین الصناعات اور تفاصیل کمالات ان کے، اور کیفیات استعمالات ان کے۔" (۵)

اور وہی مفسر ص ۲۱۱، س ۷:

۱- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآية: و علم آدم الاسماء، ج ۱، ص ۲۲۲. بتصرف

۲- حاشية العلامة الصاوى على تفسير الجلالين، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۲۱

۳- الفتوحات الالٰهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الخفية، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۷-۵۶

۴- ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۱۱۳

۵- ايضا، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۴-۱۱۳

"فانباهم باسمائهم مفصلة، و بیّن لهم احوال کل منهم و خواصه، و احکامه المتعلقة بالمعاش و المعاد، و لم یتلعثم فی شیء من التفاصیل۔" اور مناسبات اسماو مسمیات کی بھی بیان کی گئی تھی۔ (۱)

اور وہی مفسر مابعد میں فرماتے ہیں:

"اور آدم کو امور متعلقہ اہل السمٰوات والارض تعلیم کی گئی تھی۔" اھ ک (۲)

مَیں کہتا ہوں: یہ جو تمام مفسرین اہل ظاہر نے بیان کیا ہے مدلول نص صریح کا ہے اب اگر آپ کو تحقیق زیادہ کی ضرورت ہے تو غوث کی کلام کو دیکھو کہ اولیاے کرام علومِ آدم کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں، غوث کی کلام کو حافظ الحدیث ص ۲۵۰، ج ا، س ۱۳ر کتاب "ابریز" میں روایت کرتا ہے:

"جو اسما آدم کو تعلیم کیے گئے تھے اسما کل مخلوق کے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک تھے، پس اس میں داخل ہو گا جنت اور سمٰوات سبع و اراضی سبع اور ما فیھا من البراری و الاودیة و البحار و الاشجار آدم ہر چیز سے اصل کو جانتے ہیں، و فائدہ کو جانتے ہیں، و وضع ترتیب کو جانتے ہیں۔"

اور کہا کہ

"یہ علومِ آدم رسول اللہ و اولیاے کرام کاملین کو بھی عنایت ہوئے اور اس جگہ فرق علم رسول اللہ و باقی مخلوقات کا بیان کیا گیا ہے۔" (۳)

۱- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة: فلما انبأھم باسمائھم، ج ا، ص ۱۱۶۔ بتصرف

۲- ایضا، تحت الآیة: الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوات و الارض، ج ا، ص ۱۱۶

۳- الابریز من کلام العارف باللہ تعالی سیدی عبد العزیز الدباغ، الباب السابع فی تفسیرہ رضی اللہ تعالی عنه لبعض ما اشکل علینا من کلام الاشیاخ، ص ۹۰-۴۸۹

مَیں کہتا ہوں: علم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ دلالۃ النص ثابت ہوگا۔ قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ:

﴿وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا﴾ (۱) (پارہ۲، ربع اوّل، رکوع اوّل)

حضرت محدث استاذِ فریقین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنی تفسیر ص ۶۳۲، س ۸:

''یعنی و باشد رسولِ شما بر شما گواہ، زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بہ رتبہ ہر متدین بہ دین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ؟ و حقیقت ایمان او چیست؟ و حجابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است، کدام است؟ پس او می شناسد گناہانِ شمارا، و درجاتِ ایمانِ شمارا، و اعمالِ نیک و بد شمارا، و اخلاص و نفاق شمارا، ولہذا شہادت او در دنیا بہ حکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔'' (۲)

و باقی تحقیق ایں آیت در فتویٰ مرحوم فقیر محمد ساکن گرہ سواگ کہ در آخر ایں رسالہ است باید دید کہ فتویٰ او حق صریح است بہ جمیع اجزا ص ۱۷و۲۷۔ (۳)

از کلام شاہ صاحب نصًا معلوم است کہ چوں نور نبوت دائم است ایں علم ہم دائم باشد۔ فافھم۔

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ:

﴿وَ کَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ﴾ (۴)

مجاہد و سعید بن جبیر نے روایت کی ہے کہ

''ابراہیم صخرہ بیت المقدس پر قائم ہوا، آسمانوں کی طرف نظر فرمائی، پس دیکھا تمام آسمانوں اور مافیہا کو، اور دوسری بار نظر کی طرف زمین کی، پس دیکھا

۱- البقرۃ:۱۴۳

۲- فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی، زیر آیت مذکورہ، ج ۱، ص ۶۳۶

۳- موجودہ ایڈیشن، ص ۲۲۰

۴- الانعام:۷۵

سات زمینوں کو و مافیہا کو عجائبات سے۔" اھ (۱)

اور یہی معراج ابراہیمی ہے، بہ روایت ابن عباس جو صخرہ پر ہوا ہے کمال نبوت میں ہوا ہے، اور صغر والی رؤیت ضعیف ہے، اور رؤیت بصری ہے میری تحقیق میں، کیوں کہ باب افعال ہے اور مفعول دو ہیں، اگر رؤیت علمی ہوتی تو مفاعیل ثلاثہ واجب تھے۔ یہ تحقیق میری ہے بہ قانون نحو۔

اور محقق عارف شیخ احمد بھی کہتا ہے کہ

"هذه الاراءة من الرؤية البصرية۔" (۲) (ص۲۱،س۱۹)

هكذا قال ابو سعود فی ص ۲۱۴، ج ۴(۳)، و معالم ص ۱۲۳، ج ۲.(۴)

اور امام نے رؤیت علمیہ ثابت کی ہے، اور امام نے جو رؤیت بصریہ پر استحالات قائم کی ہیں وہ رؤیت عوام پر قائم ہوتے ہیں۔ (۵)

رؤیت خواص کا شان نرالہ ہے، جیسے حدیث میں وارد ہے کہ

"میں آگے پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔" (۶)

لیکن امام رازی پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ رؤیت بالعین تھی:

"تا کہ ابراہیم آسمان و عرش و کرسی بل منتہی عالم جسمانی کا عرش کے اوپر سے دیکھا، و هكذا شق کیا گیا زمین کو، تا کہ دیکھا اسے تحت الثریٰ تک، باطن

۱- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآیۃ: و کذلك نری ابراهیم، ج۲، ص ۲۸

۲- حاشية العلامة الصاوى على تفسير الجلالين، تحت الآية المذكورة، ج۲، ص ۲۵. بتصرف

۳- ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآية المذكورة، ج۲، ص ۴۰۴

۴- معالم التنزيل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآية المذكورة، ج۲، ص ۳۶

۵- مفاتيح الغيب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآية المذكورة، ج۴، ص ۴۳

۶- مشكوة المصابيح، باب صفة الصلوة، الفصل الثالث، ص ۷۷

آسمان میں عجائبات دیکھے، اور باطن زمین میں عجائبات دیکھے۔" (۱)
دیکھو ص ۷۳، ج ۴۔
اور اسی صفحہ میں بیان کیا گیا ہے کہ
"معلومات اللّٰہ غیر متناھی بل معلوماته فی کل واحد من تلك المعلومات غیر متناھیة ناقلاً عن امام الحرمین۔" (۲)
اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ آیت مذکورہ استمرار تجددی پر دال ہے، یہ واجب الحفظ ہے کہ امام رازی (۳) ص ۴۷، ج ۴، س ۲۱، و امام نظام ص ۱۰۴، ج ۴، س ۳ فرماتے ہیں:
"الا ان الاطلاع علی تفاصیل آثار حکمة اللّٰہ تعالی فی کل واحد من مخلوقات ھذہ العالم بحسب اجناسھا، و انواعھا، و اشخاصھا، و عوارضھا، و لواحقھا کما ھی لا تحصل الا لاکابر الانبیاء علیھم السلام۔" (۴)
انتھی کلامھم بعینه۔
قال اللّٰہ تبارك و تعالیٰ:
﴿تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَا اِلَیْكَ﴾ (۵) (پارہ ۱۲، ربع اوّل)
ترجمہ: قصہ نوح بعض تمام اخبارات مغیبات کا ہے کہ وحی کرتے رہتے ہیں ہم ان کو تیری طرف۔
پس صیغۂ جمع مضاف جو مقتضی استغراق کا ہوتا ہے۔ صرح به اساطین فن النحو و المعانی و الاصول۔ دیکھو "عبدالحکیم" ....

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة و کذلك نری ابراھیم، ج ۴، ص ۴۳-۴۲
۲- ایضا، ج ۴، ص ۴۲۔ بتصرف
۳- ایضا، ج ۴، ص ۴۵
۴- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۱۰۵
۵- ھود: ۴۹

ص ۹ (۱)، ’’مدقق‘‘ ص ۷ (۲) بر حاشیہ عبد الغفور۔ نص ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مغیبات بتائے گئے ہیں بہ ذریعہ وحی بعض بہ وحی جلی، و بعض بہ وحی خفی، اور ضمیر نوحیھا راجع ہوگا طرف انباء الغیب جو مرجع قریب ہے۔

سوال:

چوں کہ نوحیھا صیغۂ مضارع ہے اور آیت مکیہ ہے یہ بھی بدیہی ہے کہ تمام مغیبات اس وقت رسول اللہ کو نہ بتائے گئے تھے، بل کہ استقبال میں بتائے جائیں گے، پس مدعا تمھارا ثابت نہ ہوا۔

جواب اول:

تو ہم مضارع کو حمل کریں گے صیغۂ استمرار تجددی پر، کیوں کہ بعض مغیبات زمانہ ماضی میں، بعض حال میں، بعض استقبال میں بتائے گئے تھے علی ما ھو التحقیق فی الواقع۔

جواب دوم:

اگر استقبال لیا جائے تو بہ موجب ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ (۳) علم تمام مغیباتِ کونیہ تا زمانۂ وفات خداوند تعالیٰ دے دے گا مثل علم تشریعات عند المخالف ایضًا و ھو مقصودنا، و الذی یجب بہ الایمان ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم ینتقل حتی اطلعہ اللّٰہ علی جمیع المغیبات علی ما قال بہ المحققون، و سیاتی تحقیقہ، فانتظر۔ (۴)

۱- حاشیۃ عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، حاشیۃ ۴، ص ۷

۲- حاشیۃ نور محمد المدقق علی عبد الغفور، حاشیۃ ۳، ص ۷

۳- الرعد: ۳۱

۴- پس اس جواب سے اکثر اعتراضاتِ وہابیہ نجدیہ کافور ہو جائیں گے، کیوں کہ ہم آیاتِ نفی علم غیب و احادیث کو ابتدا پر حمل کریں گے مثل حدیث رفع یدین و نہی زیارتِ قبور و قتل کلاب و شربِ خمر و احادیث متعہ وغیرہ عند الحنفیۃ۔ ۱۲ منہ

اور خدائی علم کے ساتھ بھی مساوات لازم نہ آئے گی، کیوں کہ علم خدا متناہی کے ساتھ بھی غیر متناہی ہے، اور صفاتِ ربوبیت جو ہر ایک غیر متناہی ہے احاطہ ان کا غیر خدا کے واسطے عند الجمہور محال ہے خلافاً للامام ابو اسحٰق شیرازی مفتی البر والبحر وابوالحسن بکری وابوالحسن شاذلی، تا کہ علم تمام کائنات تفصیلاً باحد الوجوہ الاربعۃ (۱) خدا کے علم کی نسبت بہ منزلہ قطرہ بہ نسبت سمندر ہو جائے گی، بل کہ میں کہتا ہوں:

نسبت علم تمام مخلوقات کے خدا کے علم کی طرف اگر چہ خدا کے علم کائنات کی بھی تخصیص کی جائے اور صفاتِ ربوبیت سے بھی قطع نظر کی جائے، چوں کہ اوضاع ہر ایک چیز میں غیر متناہی ہیں اور خدا کا علم متناہی کے ساتھ بھی غیر متناہی ہے، علی ما قالہ امام الحرمین بہ منزلہ قطرہ بل کہ قطرہ کے ہزارم حصہ سے بھی کم ہوگا بہ طرف ہزار ہا سمندر کے، کیوں کہ اول نسبت متناہی کی طرف غیر متناہی کے ہے، اور ثانی نسبت متناہی کی طرف متناہی کے ہے، پس علم تمام کائنات الیٰ یوم القیامۃ جو متنازع فیہا ہے مقصودہ موجودہ واقعیہ کا باحد الوجوہ الاربعہ لیا جائے گا نہ عام اعتباریہ وغیر اعتباریہ، تا کہ اعتراض عدم تناہی لازم نہ آئے، الغرض جو کائنات لوحِ محفوظ میں موجود ہیں۔

۱- ای حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص یعنی جس سے امتیاز معلوم تمام ماعدا سے ہو جائے، اور علم تفصیلی سے یہ مطلوب نہیں کہ علم زید کا ہر ایک جہت سے ہو، تا کہ حرکاتِ شریان وسکونات ومدارج حرارت و برودت وادردہ واوضاع غیر متناہیہ زید کو جانے، مثلاً زید کو وقت طلوع الشمس پر ایک جزو ہر ایک کرہ از کراتِ سیزدہ عالم کی طرف ایک نسبت اور وضع ہے کہ دوسری جزو کی طرف وہ وضع نہیں، اور جس وقت زید دوسری آن میں ایک گز کے فاصلہ پر جا قائم ہو تمام اوضاع بدل جائیں گے، بل کہ کراتِ سیزدہ کی تخصیص بھی ظاہری ہے، کیوں کہ حجب سبعین کی ہر ایک جزو کی طرف بھی ایک نسبت ہوگی کہ دوسری جزو کی طرف وہ وضع نہ ہوگی، بل کہ جزء لایتجزی جو اول خلق سے تا آخر خلق انقلابات واوضاع مذکورہ حاصل کر چکی ہے وہ غیر متناہیہ ہیں علی ما حقق بہ الرازی ناقلا عن امام الحرمین۔ پس یہی معنی ہے کہ علم خدا متناہی کے ساتھ بھی غیر متناہی ہے۔ پس علم تفصیلی میں یہ تفصیل اوضاع مذکورہ وغیر ہا شرط نہ ہوگی، ورنہ وہابی صاحب کو لازم آئے گا کہ اس کو اپنے باپ کا علم وامتیاز ہو ماں سے نہ ہو۔ ۱۲ منہ

سؤال لاینحل عند الوهابية:

اس جگہ تم نے 'تحقیق استقبال کی' کی ہے، و قوله تعالیٰ:

﴿عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ﴾ الآية (۱)

اور قصہ معراج میں لفظ ماضی ہے۔ فكيف التوفيق؟

جواب:

علاوہ جوابات آئندہ کے یہ بھی ہے کہ فی نفس الامر کچھ مغیبات ماضی تھے، کچھ حالی، کچھ استقبالی، علم تمام مغیبات تا زمانہ وفات ختم ہو گیا، لیکن علم مغیباتِ استقبالیہ چوں کہ منتظر متحقق الوقوع تھا، اس کو موجود قرار دے کر ماضی بولا گیا ہے۔ مَیں نہ کہوں خود خدا کہے، مَیں نہ کہوں، بل کہ خود قاضی بیضاوی کہے۔ قال الله تبارك و تعالىٰ:

﴿اِنَّا سَمِعْنَا كِتَاباً اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى﴾ (۲) (سورۂ احقاف، پارہ ۲۶)

حالاں کہ جس وقت جنوں نے یہ بات کہی تھی ابتدائے نزولِ قرآن تھا باوجودے کہ صیغۂ ماضی کہا گیا ہے۔ قاضی بیضاوی (۳) وغیرہ مفسرین نے آیت ﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ الآية (۴) (پارہ اول، رکوع اول) کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔ فاحفظه!

قال صاحب عرائس البيان ص ۳۹۳، س ۱۱:

"الانباء على مرتبتين: الاولى للارواح قبل الاشباح فى ديوان الغيب حتى رات بنور الغيب اسرار المكتوم، و الاخرىٰ بعد كونها فى الاشباح، و اما بعد كون روحك

۱- النساء:۱۱۳

۲- الاحقاف:۳۰

۳- انوار التنزيل و اسرار التاويل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآية المذكورة، ج ۱ ص ۱۲۵

۴- البقرة:۴

علمت ما كان و ما سيكون۔ " (۱)

اب چوں کہ سفہا وہابیہ کے میرا عقیدہ پوچھتے رہتے ہیں، مَیں صاف الفاظ میں اپنے عقیدہ کی نسبت کہتا ہوں:

عقیدہ:

جو شخص کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک چیز از ما کان و ما یکون و ما ھو کائن الی یوم القیامۃ کو تفصیلاً جانتے ہیں حتی کہ مفاتیح خمسہ کو بھی جانتے ہیں، مَیں اس شخص کو کافر نہیں کہتا، مشرک نہیں کہتا، مبتدع نہیں کہتا، بل کہ مومن برحق جانتا ہوں و من ادعی فعلیہ البیان، ہاں قائل معتقد علم مستفاد کا ہو نہ علم بالذات کا تا کہ دعوی اُلوہیت لازم نہ آئے اور مدارِ توفیق آیات اور احادیث کی بھی یہی تحقیق ہو گی، یعنی آیات و احادیثِ نفی علم بالذات پر محمول ہوں گے، اور آیات و احادیثِ اثبات محمول علم مستفاد پر ہوں گے یعنی علم بالواسطہ (۲) وعطائی پر، دلیل دعوی حدیث ((تجلّٰی لی کل شیء و عرفت))

۱- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیۃ: تلك من انباء الغیب، ج ۲، ص ۱۲۳. بتصرف

۲- ہم کو دلیل کی کچھ ضرورت نہیں کہ ہم نافی کفر و شرک و بدعت ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ میرا عقیدہ ہے جو چیز شرک نہ ہو اور صفاتِ کمال سے ہو مثل علم وجود وغیرہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہم ثابت کریں گے اگر چہ ہمارے پاس کوئی دلیل نہ ہو، وللّٰہ در صاحب البردۃ:

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم
و احکم بما شئت مدحًا فیہ و احتکم (۱)

یہ دلائل سب تبرعات سے ہیں اور جس وقت ہم کہیں کہ خداوند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا ہے اگر چہ کلیہ دائمہ بھی ہو قطعاً شرک نہ ہو گا، کیوں کہ خدا کا علم مستفاد سے نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خدا سے مستفاد ہے۔ پس اگر چہ علم مستفاد کلیہ دائمہ بھی لیا جائے ہر گز ہر گز شرک نہیں ہو سکتا۔ فاحفظہ فانہ ینفعك فی کثیر من المناظرات و بل ینقطع البحث و یضطر المخالف الی استدلال علی مدعاہ...... انت عن تجشم الاستدلال۔۱۲منہ

۱- القصیدۃ البردۃ، الفصل الثالث فی مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۶

رواہ الترمذی و صحه البخاری مشکوٰۃ ص ۷۱،۷۲ (۱) ہے، پس تمام دعویٰ ثابت ہو جائے گا، کیوں کہ لفظ شیء انکر النکرات ہے اور لفظ کل واسطے احاطہ فرد فرد کے ہے، علی ما تقرر فی موضعه اور معرفت علم جزئی جزئی کو کہتے ہیں۔ (۲)

(مطول ص ۳۵)

اور آیت ﴿اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (۳) وارد نہ ہوگی، کیوں کہ لفظِ من بعضیہ اثبات میں محکم تخصیص میں ہے، علی ما قال به ابو حنیفة اور مقابلہ بلقیس میں طاقت سلیمان علیہ السلام کا وجود اور مخصص بداہت عقلیہ عموم سے آبی ہوگئی ہیں (۴) اور امورِ ثلاثہ ما نحن فیه مفقود ہیں۔

باقی حضرت محدث قاضی عیاض صاحب جس کو ایک ولی کی بے ادبی سے کفن بھی نصیب نہیں ہوا، وہ اپنے عقیدہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نسیان بالکل نہیں ہوا۔" (۵)

سوال:

قاضی صاحب نے اس مسئلہ کا باب علحدہ باندھا ہے اور فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ما کان وما یکون کو جانتے ہیں، لکن لا یشترط فیه التفصیل۔" (۶)

۱- مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثالث، ص ۷۲،۷۱

۲- المطول، الفن الاول علم المعانی، بحث فی تعریف علم المعانی، ص ۷۷

۳- النحل: ۲۳

۴- یا حس مخصص ہے یعنی آنکھوں سے نظر آرہا تھا کہ اس کے پاس ہر چیز موجود نہیں تھی۔ اس پر علامہ تفتازانی اور صدر الشریعہ کا اختلاف موجود ہے۔ ۱۲ منه

۵- الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثالث، الباب الاول فی ما یختص بالامور الدینیة و الکلام فی عصمة نبینا علیه الصلاة و السلام، فصل فی سهوه، ج ۲، ص ۱۲۱

۶- ایضا، الفصل الثالث معرفة الانبیاء بامور الدنیا، ج ۲، ص ۱۰۰. بتصرف

پس یہ لفظ عقیدہ تمہارا کو مخالف ہوگا۔

جواب اول:

مخالف ہر گز نہیں، کیوں کہ قاضی صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ معلومات رسول مقبول ﷺ میں تفصیل نہیں ہے، بل کہ فرمایا کہ تفصیل شرط نہیں ہے، پس دیکھو نماز، وروزہ، وحج، وغیرہا میں واجبات، ومسنونات، ومستحبات، ومباحات موجود ہیں، اور شرط نہیں، ایسے معلومات رسول مقبول ﷺ میں تفصیل موجود ہو بہ طور واجب وغیرہ، لیکن بہ طور شرط نہ ہو، تا کہ قائلِ اجمال کو بھی مومن کہا جائے گا، لیکن تفصیل میں اِعجاز چوں کہ اکثر ہے، علی ما قال به القاری، کما سیاتی فانتظر۔ پس ایمان تفصیلِ کائنات کے ساتھ اکمل ہوگا۔

جواب دوم:

قاضی صاحب نے فرمایا ہے: عدمِ اِشتراطِ تفصیل، نہیں فرمایا اِشتراطِ عدمِ تفصیل، وبینهما بون بعید۔

اور مدعا وہابی کا دوسرا ہے جو خاص ہے، تا کہ تفصیل کا قائل کافر ہو، اور مشرک، اور عقیدۂ اہل سنت سے خارج ہو جائے، پس تقریب تام نہ ہوگی۔

جواب سوم:

ہمارا متنازعہ ماکان وما یکون الی یوم القیامة ہے، چناں چہ قید حدیث میں وارد ہے۔ (۱)

اور دوسرا وجہ قید یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ سے قیامت میں وقت دیدار اکرم ﷺ اگر ضرورت ہوئی تو پوچھ لیں گے۔

۱- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی انباء ہ بانباء المغيبات، القسم الثانی فی ما اخبر به ﷺ من الغيوب، ج ۳، ص ۹۵

کشتی نشستگانیم ای باد شرط بر خیز
باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را (۱)

وجہ سوم: تا کہ وقت استغاثہ کے کام آئے اور یہ دنیا میں ضرورت ہے نہ آخرت میں، اور حضرت قاضی محدث کی کلام میں جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے وہ مطلق ما کان وما یکون ہے اور نعم اخروی غیر متناہیہ کو شامل ہے، پس قاضی صاحب مجبور ہیں نفی اشتراط تفصیل میں، اور قاضی کی دلیل نص ہے جواب آخری میں، پس ما نحن فیه سے کلامِ قاضی خارج ہوگئی۔

فافهم و احفظ، قد زل فيه اقدام الاعلام، منهم الشيخ المعاصر۔
باقی مفاتیح خمسہ کو نصًّا لو!

اول حدیث: اخبارِ ما فی الغد کے متعلق

((عن ابن عمر، عن النبی ﷺ، قال: اللهم بارك لنا فی شامنا، و فی یمننا. قال: و قالوا: و فی نجدنا. قال: اللهم بارك لنا فی شامنا، و فی یمننا. قال: و قالوا: و فی نجدنا. قال: هناك الزلازل و الفتن، و بها يطلع قرن الشيطان۔))
رواه البخاری (۲) (ص ۱۴۱، س ۱۳)

اے اللہ میرے! برکت کر ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں۔ اہل نجد نے سوال کیا: یارسول اللہ! و فی نجدنا، تا کہ اس میں برکت ہو! پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر شام میں اور یمن میں برکت کی دعا کی، پھر نجدی لوگوں نے و فی نجدنا کا سوال اٹھایا۔ حضرت ﷺ نے تیسری یا دوسری بار فرمایا: نجد میں فتنے پیدا ہوں گے اور اضطراب ہوگا اور اس جگہ قرنِ شیطان طلوع کرے گا۔

۱- دیوانِ حافظ، ردیف الالف، ص ۸

۲- صحیح البخاری، ابواب الاستسقاء، باب ما قیل فی الزلازل و الآیات، ج ۱، ص ۱۴۱

اوراس حدیث کو بخاری جلد۲، ص ۱۰۵۱، س ۱۱ر میں بھی مکرر کیا ہے۔ (۱)

عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

''ای حزب الشیطان۔'' (۲)

ای ٹولہ شیطان خروج کرے گا۔

پس دیکھو! نجد سے کوئی فتنہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے برابر پیدا نہیں ہوا جو ملک نجد سے خصوصیت رکھتا ہو، جیسے وہابیہ کا نام نجدیہ ہو گیا، اوراس فتنہ کی حضور ﷺ نے بہ قول شامی ۱۲۳۳ر سال سے پہلے خبر دی ہے، اور وہابی لوگ یہی وجہ ہے کہ مفاتیح خمسہ کا انکار کرتے ہیں، تا کہ ان کی خبر جو اخبار ما فی الغد سے ہے، پوشیدہ رہے، اوراسی وجہ سے مَیں نے اپنی کتاب کا نام ''نجم الرحمن لرجم قرن الشیطان فی تحقیق علم غیب نبی آخر الزمان صلوات اللّٰہ علیہ فی کل حین و آن'' رکھ دیا ہے۔

دوسری حدیث: متعلق اخبار ما فی الغد وخواتیم الخلق وافعال العباد کے دیکھو ص ۹۷۲، س ۱۔

((عن عبد اللّٰہ، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: انا فرطکم علی الحوض (۳)، و لیعرفن رجال منکم (۴)، ثم لیختلجن دونی (۵)، فاقول: یا رب اصحابی. فقال: انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ (۶))) (۷)

۱- صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب التعوذ من الفتن، ج ۲، ص ۱۰۵۱

۲- عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ابواب الاستسقاء، باب ماقیل فی الزلازل و الآیات، ج ۷، ص ۵۹. بتصرف

۳- انا فرطکم علی الحوض: پیش روندۂ حوضِ کوثر۔ ۱۲منہ

۴- و لیعرفن رجال منکم: علی صیغۃ المجھول، ای ظاہر کردہ شوند برائے من۔ ۱۲منہ

۵- لیختلجن دونی: علی صیغۃ المجھول، ای کشیدہ شود از نزد من۔ ۱۲منہ

۶- انک لا تدری ما احدثوا بعدک: ایا نمی دانی آں چہ پیدا کردند پس از تو۔ ۱۲منہ

۷- صحیح البخاری، کتاب الحوض، باب قول اللّٰہ: انا اعطیناک الکوثر، ج ۲، ص ۹۷۴

سوال:

اس حدیث سے اخبار ما فی الغد وغیرہ کہاں ثابت ہوئی؟ اس سے تو نفی علم ما فی الغد ثابت ہوئی جو مدعا وہابیہ کا ہے پس تقریب تام نہ ہوئی۔

جواب:

اس جگہ ہمزہ اِستفہام کا محذوف ہے، پس تقریب تام ہوگئی، مَیں نہیں کہتا، بل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ فرماتے ہیں۔ دیکھو "مسلم شریف"، اسی واقعہ میں باب الحوض، ص۲۴۹، س۱۳:

((فاقول: یا رب منی ومن امتی فیقال أ ما شعرت ما عملوا بعدك۔)) (۱)

الغرض عموماتِ قرآنیہ واقوالِ نبویہ صریحہ کثرت سے موجود ہیں خاصہ اخبار ما فی الغد میں تو کتاب الفتن بھرا ہوا ہے، اوربای ارض تموت کے واسطے تو حدیث صحیح مسلم جو جنگ بدر میں واقع ہے' کافی ہے۔ سیاتی ان شاء اللہ تعالی۔

تیسری حدیث: متعلق علم ما فی الارحام کے

((عن حذیفة ابن اسید، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یدخل الملك علی النطفة بعد ما تستقر فی الرحم باربعین، او خمسة و اربعین لیلة. فیقول: یا رب أ شقی او سعید؟ فیکتبان، فیقول: ای رب أ ذکر او انثی؟ فیکتبان، و یکتب عمله، و اثره، و اجله، و رزقه، ثم تطوی الصحف، فلا یزاد فیها، ولا ینقص۔)) (۲)

۱- صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و صفاته، ج۲، ص ۲۴۹

۲- صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه و کتابة رزقه و عمله و شقاوته و سعادته، ج۲، ص ۳۳۳

رواہ مسلم ص ۳۳۳،س ۴،نحوہ فی البخاری۔ (۱)

اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض فرماتے ہیں:

''مراد ارسالِ فرشتہ سے ان اشیا میں امر اللہ کا فرشتہ کو ہے ساتھ ان اشیا کے، اور ساتھ تصرف بھذہ الافعال کے ان اشیا میں۔'' (۲)

اور امام نووی فرماتے ہیں:

''مراد جمیع مذکورات سے مثل رزق، واجل، وشقاوت، وسعادت، وعمل، و ذکورت، وانوثت یہ ہے کہ مطلع کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتہ کو مذکورہ پر، اور امر کرتا ہے اس کو نفاذ و کتابت کے ساتھ۔'' (۳)

اس حدیث شیخین سے صاف ثابت ہوا کہ فرشتہ موکل مافی الارحام کو موت، وخواتیم خلق، اور مذکر و مؤنث، وعمل، و رزق موت تک معلوم ہوتے ہیں، پس علاوہ عواقب الخلق ،علم ما فی الارحام بھی ثابت ہوا جو مفاتیح خمسہ سے ہے، پس رسول مقبول ﷺ کے واسطے علم مافی الارحام بہ دلالۃ النص ثابت ہو جائے گا، یا اس حدیث سے یہ قطعاً ثابت ہو جائے گا کہ آیات واحادیث جن میں مفاتیح خمسہ کا ذکر ہے ان میں حصر اضافی ہے عوام کے واسطے مثل اہل نجوم وغیرہ نہ خواص کی نسبت مثل خواص ملائکہ یا خواص رسل علی ما صرح بہ غوث الثقلین (۴)، ابریز شریف ص ۱۵۶،۱۵۷۔

۱- صحیح البخاری، کتاب القدر، باب فی القدر، ج ۲، ص ۹۷۶

۲- اکمال المعلم بفوائد مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه و کتابة رزقه و عمله و شقاوته و سعادته، ج ۸، ص ۱۲۸

۳- صحیح مسلم بشرح النووی، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه و کتابة رزقه و عمله و شقاوته و سعادته، ج ۲، ص ۳۳۳

۴- الابریز من کلام العارف بالله تعالی سیدی عبد العزیز الدباغ، الباب الثانی فی بعض الآیات القرآنیة التی سالناه عنها و ما یتعلق بذلك من تفسیر اللغة السریانیة، ص ۳۱۱

یا اس حدیث اور حدیث ولادت امام حسین رضی اللہ عنہ سے آیات موؤلہ ہو جائیں گی، پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قیاس سے بھی مخصوص ہو سکیں گے فضلاً عن الآیات و الاحادیث.

اور بہ وجہ عدمِ قائل بالفصل باقی مفاتیح خمسہ میں بھی مدعا ثابت ہو جائے گا خصوصاً امامِ عقائد ابو منصور اپنی کتاب ''تاویلاتِ اہل سنت و جماعت'' میں تو انھوں نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بجز قیامت باقی مفاتیح خمسہ تو ضرور جانتے ہیں۔ ہاں، امام مذکور نے قیامت میں توقف کیا ہے۔

لیکن اِمام رازی، اِمام قسطلانی اور شارحِ مقاصد جو بڑی معتبر کتاب عقائد کی ہے، حضرت سیّد غوث عبد العزیز بہ ذریعہ حدیث و صاحب ابریز جو راوی ہیں غوث کی کلام کے نص قیامت میں کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت بھی جانتے ہیں۔ پس مدعا ہمارا ثابت ہوا، وعلم لوحِ محفوظ و قلم تو جیدہ میں سے ہیں، جس سے تمام مفاتیح خمسہ ثابت ہو جائیں گے۔ ''شرح مقاصد'' جس کے واسطے میں نے مکھڈ کا سفر اختیار کیا تھا اس کی عبارت یہ ہے:

ص۱۵۲، ج۲

''الخامس: من الاعتراضات المعتزلة المنكرين لكرامة الاولياء، قوله تعالى: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَداً اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ الآية خص الرسل من بين المرتضيين باطلاع على الغيب فلايطلع غيرهم، و ان كانوا اولياء مرتضيين، والجواب من اهل السنة ان الغيب ههنا ليس للعموم بل مطلق، او معين هو وقت وقوع القيامة بقرينة السياق، و لا يبعد ان يطلع عليه بعض الرسل من الملائكة، او البشرية، فيصح الاستثناء متصلا۔'' اھ ک (۱)

۱۔ شرح المقاصد، المقصد السادس فی السمعیات، المبحث الثامن: الولی، ج ۵، ص ۷۶. بتصرف

پس معلوم ہوا کہ معتزلہ لوگ اس زمانے کے وہابیوں سے بہتر تھے، کیوں کہ انبیا علیہم السلام کے علم غیب کو تو مانتے تھے بہ خلاف وہابی اس زمانہ کے، کیوں کہ وہ علم غیب انبیا کے راسا منکر ہیں حتی کہ اپنے رسالہ میں احدا تک آیت شریفہ کو تحریر کیا ہے اور استثنا کو ساقط کر دیا ہے، کیسے عداوت الرسول سے لب ریز ہیں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ تلمیذ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب استاذِ حضرت محدث دہلوی شاہ عبد العزیز جو استاذِ فریقین ہے قاضی صاحب کو حضرت مولانا احمد خان صاحب ساکن کھولہ رضی اللہ عنہ جو مشائخ کبار اس زمانہ سے ہے، مجتہد تسلیم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: وہ ایک کتاب اجتہاد میں تصنیف کر چکے ہیں اور واقعی قاضی صاحب بڑے علما سے ہیں، وہ اپنی ''تفسیر مظہری'' میں فرماتے ہیں:

پہلا مسئلہ کہ غیب فقط وہ ہے جس پر علامات نہ ہوں جس کو مفاتیح الغیب کہتے ہیں، باقی سب اقسام شہادۃ میں مندرج ہیں۔

دوسرا مسئلہ: یہ فرماتے ہیں کہ مفاتیح الغیب خمسہ میں بند نہیں۔ اس مسئلہ کے ساتھ امام رازی نے بھی تصریح کی ہے۔ (۱)

تیسرا مسئلہ: تحت آیت ﴿عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾ کے فرماتے ہیں:

''و غیرہ تعالیٰ یعلمها بتوفیقه۔'' (۲)

و للہ درہ۔

اس مجتہد کی کلام سے صاف نصًا معلوم ہو گیا کہ غیر باری تعالیٰ مفاتیح الغیب جانتا

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیۃ: ان اللہ عندہ علم الساعۃ، ج ۱۳، ص ۱۶۴

۲- تفسیر مظہری، تحت الآیۃ: و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو، ج ۲، ص ۹-۴۵۸۔ بتصرف

ہے باعلام اللہ، قیامت ہو یا غیر، پس قرآن سے خصوصاً و عموماً اور احادیث سے خصوصاً (۱) وعموماً اور اقوالِ صحابہ سے مثل قول سواد بن قارب وغیرہ اور علم عقائد سے اور محدثین کی کلام سے مثل قسطلانی اور مفسرین کی کلام سے اور اولیاے کرام کی کلام سے مثل غوث الثقلین سیّد عبدالعزیز صاحب ابریز کی کلام سے نصًّا معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو علم قیامت کا تھا۔ افسوس کہ اگر کوئی دوسرا مسئلہ حاشیہ منیہ یا بزازیہ، یا حاشیہ مشکوٰۃ وغیرہا کے ملانے بلخی یا بخاری یا کردی وغیرہم کا قول دکھا دیا جائے تو فوراً مان لیتے ہیں، اور علم رسول اللہ ﷺ کو اگر قرآن وغیرہ من المذکورات سے ثابت کیا جائے تو منافقہ وہابیہ ہرگز تسلیم نہ کریں گے، خدا برباد کرے اس عقیدہ والے کو کہ عداوت الرسول سے کس طرح لب ریز ہے، حالاں کہ یہ مسئلہ متفق علیہ فریقین ہے کہ تنقیص شانِ رسول اللہ ﷺ اگرچہ اِیہاماً بھی مترشح ہو کفر ہے۔ سچ فرمایا ہے حضرت خواجہ سراج الدین صاحب سجادہ نشین موسیٰ زئی کہ واقعی اسم بامسمی تھے منافق وہابی (۲) کے حق میں کہ خدا جانے اس شخص کے مریدوں کو کس طرح فیض حاصل ہوتا ہے، حالاں کہ رسول اللہ ﷺ و اولیاے کرام کے حق میں سخت بے ادب ہے اور اپنے دل زنگ خوردہ پر قلوبِ انبیاے عظام اور اولیاے کرام کو قیاس کرتا ہے، اور یہ خیال نہیں کرتا کہ

۱- مثل حدیث عن ابن عمر، قال: قال رسول اللہ ﷺ:
((ان الله قد رفع لی الدنیا و انا انظر الیها و الی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذا۔))
رواه الطبرانی۔
وجہ اول یہ ہے کہ الی کا مابعد ماقبل کی جنس میں سے ہے، لہٰذا قیامتؔ کا علم دیکھنا بھی ثابت ہو جائے گا۔
وجہ دوم یہ ہے کہ کائن متصل کا علم ہو جانا مستلزم ہے علم وقوع قیامت کو، کیوں کہ وہ بھی ایک کائن ہے۔ ۱۲ منہ

۲- مراد اس سے مولوی حسین علی واں بھچراں ہیں۔ شوق

آئینہ کز زنگ و آلائش جدا است

پُر شعاعِ نورِ خورشید خدا است (۱)

کیا نورِ خدا پر کوئی چیز پوشیدہ ہو سکتی ہے!!

چناں چہ حدیث قدسی کا معنی امام رازی سے نقل کروں گا، بل کہ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں وہابیت اکثر اذہان پر ایسی غالب آ گئی ہے کہ جو آپ کو پختہ حنفی چونہ گچ کہلاتا ہے وہ بھی اگرچہ فروع میں حنفی ہو عند التحقیق عقائد میں تو ضرور وہابی ہو گا، جیسے زمانہ عروجِ فتنۂ اعتزال میں اکثر علما عقائد میں معتزلہ تھے اگرچہ فروع میں حنفی تھے مثل زمخشری، وزاہدی وغیرہ۔

صاحبان! اِنصاف سے عرض ہے کہ میری تحقیقاتِ علمیہ کو سوچیں، اور مواخذاتِ لفظیہ اور ٹوٹی پھوٹی عبارتوں سے معاف اور درگزر فرمادیں، اور امید عباد اللہ سے یہ ہے۔ و اذا مروا باللغو مروا کراما، و السعی منی و الاتمام من اللّٰہ۔

۱۔ مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ج ۱، ص ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاشهد (۱) ان اللّٰه لا رب غيره
و انك مامون على كل غائب
فكن لى شفيعا يوم لا ذو شفاعة
سواك بمغن عن سواد بن قارب(۲)

۱- سبحان اللہ! تحمید وتوحید بھی ہوئی، نعت بھی ہوئی۔ براعة الاستھلال بھی ہوا، اِستدلال مدعا پر بھی ہوا۔۱۲منہ

۲- رجل من اليمن، و اسلم بعد الهجرة، له قصيدة طويلة، رواها البيهقى فى ''دلائل النبوة'' (۱)بطولها۔ و انظر قصته فى ''عينى شرح البخارى''(۲) فى ج ۸،ص ۶۸،و''قسطلانى'' (۳)فى ج ۶،ص ۱۸۵۔۱۲منہ

۱- دلائل النبوة، و معرفة احوال صاحب الشريعة، المقصد الثانى، جماع ابواب المبعث، باب اعلام الجن صاحبه بخروج النبى صلى الله عليه وسلم، حديث سواد بن قارب و يشبه، ج ۲، ص ۲۵۱

۲- عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب اسلام عمر بن الخطاب، ج ۱۷، ص ۸-۶

۳- ارشاد السارى شرح صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب اسلام عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۷۲-۷۰

یا مظہر مالک بن عوف سردارِ ہوازن بنوں اور کہوں:

ما ان [1] رایت و لا سمعت بواحد
فی الناس کلھم کمثل محمد
اوفی فاعطی للجزیل لمجتد
و متی تشاء یخبرك عما فی غد

یا سجادہ نشین حضرت حسان بن ثابت بنوں اور مدح سرائے منبر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کروں:

نبی یریٰ ما لا یری الناس حوله
و یتلو کتاب اللّٰه فی کل مشھد
فان قال فی یوم مقالة غائب
فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غد (۲)

اما بعد.

پس اصحابِ اہل خبرت و اہل بصیرت پر واضح ہو کہ ان ایام نافرجام میں میرے پاس دو فتوے آئے؛ ایک قلمی، اور دوسرا مطبوعہ، جن میں انبیاے عظام خصوصاً سیّد المرسلین و اولیاے کرام خصوصاً ائمہ آل اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اِثباتِ جہل میں بڑا زور لگایا گیا تھا، ہر طرح اشارۃً و کنایۃً جس طرح ہو سکا اپنا مطلب نکالا، نہ ناسخ سوچا نہ منسوخ سمجھا، ہر طرح اپنا عقیدۂ فاسدہ ثابت کیا گیا ہے، اور حضرت سیّد قائد الغر المحجلین کے سَبّ کرنے میں کچھ کوشش فرو گذاشت نہیں کی گئی، اور بہت بکواسوں

۱- رواه محمد بن اسحٰق صاحب المغازی بحدیث صحیح بطوله (۱) و المعانی بطریق ابی عبیدة۔ ۱۲منه

۲- دیوان حسان بن ثابت الانصاری، قافیة الدال، من ثانی الطویل، ص ۱۴۴. بتصرف

۱- السیرة النبویة، اسلام مالك بن عوف، ج ۲، ص ۵۸۳-۵۸۲

سے کام لیا گیا ہے۔ جس قدر آیات بینات پیش کی گئی ہیں سب کی سب منسوخ ہیں، یا مؤوّل ہیں، اور جو اشخاص صاحب لولاک عالم ما کان و ما یکون کے علم غیب کے قائل ہیں ان پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے، بل کہ ان کو مشرک کہا گیا ہے، اور ان کفر فروشوں نے عیب جوئیِ انبیاے عظام میں اس قدر زور لگایا ہے کہ روافض بھی عیب جوئیِ اصحاب کرام میں اس قدر کوشش نہ کرتے ہوں گے، ہر طرح تحریف آیاتِ بینات کی کر کے مصداق ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ کے بنے۔

مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک دلیل بھی جس میں تقریب تام ہو مدعا کے مطابق نہیں بیان کی گئی۔ مَیں قاضی نہیں ہوں کہ ان کی طرح ان پر حکم کفر کا لگاؤں، اور مفتی نہیں ہوں کہ ان پر فتویٰ کفر کے انبار کر دوں، کیوں کہ مَیں مطابق صاحب بحر (۱) کے قد الزمت نفسی ان لا اکفر احدا مِنْ مَّنْ قال: لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صدقا بقلبه سیما بالفاظ الفتاوی الا اذا اتفق الائمةالاربعة من المجتھدین علی کفره۔

اور مَیں مطابق عقیدۂ شیخ ابوالحسن اشعری اِمامِ ثانی فی علم العقائد

حیث روی عنه، لما حضرت الشیخ ابا الحسن الاشعری الوفاة فی داری ببغداد قال التلمیذ: اجمع اصحابی فجمعتھم، فقال لنا: اشھدوا علی انی لا اقول بتکفیر احد من عوام اھل القبلة، لانی رایتھم کلھم یشیرون الی معبود واحد، و الاسلام یشملھم، و یعمھم۔ اھ ک (۲)

ص ۲۴، ج ۱ ر عقائد اکابر کے.

۱- البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج ۵، ص ۲۰۱

۲- الیواقیت و الجواھر فی بیان عقائد الاکابر، الفصل الرابع مجموعة من القواعد و الضوابط لمن اراد التبحر فی علم الکلام، ج ۱، ص ۵۰

کسی فردِ عوام مسلمین کو مَیں کافر نہیں کہتا۔ ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ "یہ لوگ مسلمانوں کو مشرک کہنے والے اولادِ شیخ نجد سے ہیں، اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں"، لیکن مقدمہ اولیٰ کا اثبات تو یہ ہے قال اللہ عزوجل:

﴿وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ﴾ (۱) (پارہ پانزدہم، ربع دوم)

دیکھو امام معصوم امام جعفر صادق استاذ امام اعظم ابوحنیفہ سے صاحب مصابیح، جس کا مشکوٰۃ خلاصہ ہے، جو ایک بھاری محدث، قاطع البدعۃ، محی السنۃ ہے، اپنی تفسیر جلد ۴، صفحہ ۱۳۷ میں نقل فرماتے ہیں:

((روی عن جعفر بن محمد، ان الشیطان یقعد علی ذکر الرجل، فاذا لم یقل بسم اللہ اصاب معه امراته، و انزل فی فرجها کما ینزل الرجل، و روی فی بعض الاخبار: ان فیکم مغربین قیل و ما المغربون؟ قال الذین یشارك فیهم الجن۔))

((و روی ان رجلا قال لابن عباس: ان امراتی استیقظت و فی فرجها شعلة من نار، قال: ذلك من وطی الجن۔)) (۲)

اور تفسیر خازن میں بھی موجود ہے۔ دیکھو جلد ۴، ص ۱۳۷۔ (۳)

اے بیلو! اگر امام معصوم کے ساتھ کچھ کینہ و بغض ہو، یا اس کی حدیث پر کوئی طعن ہو تو بخاری شریف کی حدیث لیجیے۔ دیکھو! جلد اول ص ۲۶ کتاب الوضوء، باب التسمیة فی حالة الجماع:

۱- بنی اسرائیل: ۶۴

۲- معالم التنزیل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآیة: و شارکهم فی الاموال و الاولاد، ج ۲، ص ۶۹۴

۳- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۱۸۱

((عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه، یبلغ به النبی ﷺ قالوا: لو ان احدکم اذا اتی اھله، قال: بسم اللّٰہ اللھم جنبنا الشیطان، و جنب الشیطان ما رزقنا فقضی بینھما ولد لم یضره۔)) (۱)

اس پر مقدمہ ثانیہ کا اثبات دیکھو!

ص ۵ و ص ۷ تک صاحبِ ملل نحل تورات و شرح اناجیل سے منقول کرتا ہے کہ
''جب ملائکہ کرام مطابق فرمودۂ عزوجل کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور شیطان لعین ابدی نے سجدہ سے انکار کیا تو فرشتوں نے پوچھا کہ تم نے سجدہ آدم کا کیوں نہیں کیا؟ تو ابلیس علیه اللعنة نے فرشتوں پر سات سوالات کیے، ان میں سے یہ اور وہ رابع سوال ہے کہ تم بہ وجہ سجدہ غیر اللہ کے تمام ملائکہ کرام مشرک ہو گئے، ایک مَیں پورا موحد رہ گیا ہوں۔'' اھ حاصلہ (۲)

اور دوسری جگہ صاحب ملل نحل فرماتا ہے:
''جس قدر شریعت کے برخلاف شبہات ہیں سب فروع میں سے ہیں اور سوالات سبعہ ابلیسیہ اصول ہیں، اور تمام اعتراضات کا مرجع سوالاتِ سبعہ ہیں، پس شیطان مصدر ہوا اور صاحب سوال حادث مظہر ہوا، بل کہ تمام سوالاتِ مذاہب باطلہ کو ایک ایک سوال کی طرف راجع کیا ہے، چناں چہ اس نے کہا ہے کہ توحید محض جو معتزلہ کا مذہب ہے فرع سوالِ رابع مذکور کی ہے۔'' (۳)

مَیں کہتا ہوں کہ فی زماننا توحید وہابیہ و آریہ سماج بھی فرع سوال رابع مذکور کی ہے جو کہ تعظیم و مدحِ انبیا علیہم السلام کو شرک سمجھتے ہیں، پس شیطان مصدر ہوا اور وہابی اس کے

۱- صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب التسمیة علی کل حال و عند الوقاع، ج ۱، ص ۲۶
۲- الملل و النحل، المقدمة الثالثه فی بیان اول شبھة وقعت فی الخلیقة و من مصدرھا و من مظھرھا، ص ۲۷-۲۳
۳- ایضاً، ص ۲۷

مظہر ہوئے، پس یہ لوگ شرک کے مخزن، شیطان کے سجادہ نشین، ابلیس کے وارث، تمام مسلمانوں کو عموماً اور خواص اہل اللہ کو خصوصاً اپنے باپ کی طرح بے دریغ مشرک کہتے ہیں اور ان بے شرموں کو کچھ شرم نہیں آتی۔و للہ در مولانا الرومی لقد صدق:

تا تو می بینی عزیزاں را بشر
داں کہ میراثِ بلیس است آں نظر
گر نہ فرزند بلیسی اے عنید
پس بتو میراثِ آں سگ چوں رسید (۱)

تنبیہ:

بشر کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے وہابی لوگ کہتے ہیں اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع بشر ہیں ہر گز جائز نہیں، کیوں کہ وہابی لوگ بہ مقام تحقیر استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک ہم جیسا آدمی تھا، یا ہمارا بڑا بھائی تھا۔ یہ الفاظ صراحۃً توہین مقامِ رسالت کی ہے اور توہین مقامِ رسالت کی اگر چہ اشارۃً بھی ہو کفر ہے، اور یہی مطلب ہے مولانا روم صاحب کا، نہ یہ مقصد کہ نعوذ باللہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہ تھے بلکہ خدا تھے۔ تدبر فانہ ھو الحق۔

پہلا فائدہ:

ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر موحٰی یا یوحی الیہ کہنا جائز ہے، یا تنوین تعظیم کے ساتھ کہا جائے جائز ہے۔

سوال:

قرآن میں جو بشر کا اطلاق آگیا ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ الآیۃ (۲)

۱- مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ج ۱، ص ۳۵۱

۲- الکہف: ۱۱۰

اس کا کیا جواب ہے؟

جواب:

یہ ہے کہ اس میں یوحی الی کی قید لگی ہوئی ہے، یا کہنے والا مولا پاک ہے، پس وہابیہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ مقامِ توہین اور تحقیر میں استعمال کریں، کیا نہیں وارد حدیث شریف میں کہ

((لست کاحدکم یطعمنی ربی و یسقینی)) (۱)

سوال:

جو امر فی الواقع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پایا جائے وہ امر اگر اطلاق کیا جائے تو کس طرح کفر ہوتا ہے؟

جواب:

جب واقعی امر کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے مقامِ کسر شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو کفر ہوتا ہے۔ دیکھو حاشیہ تنبیہ ''جامع الفصولین'' نے تلمسانی سے نقل کیا ہے کہ

''جو سوا جواب اور سوال کے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ کرتے تھے، قتل کیا جائے اور توبہ اس کی منظور نہ کی جائے۔'' (۲)

بلکہ دیکھو!

﴿مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ﴾ (۳) اس طعن کفار کے جواب میں خود خدا فرماتا ہے کہ ﴿اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ

۱- جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی کراهية الوصال فی الصوم، ج ۱، ص ۱۶۳

۲- حاشیة العلامة خیر الدین الرملی علی جامع الفصولین، الفصل الثامن و الثلاثون فی مسائل کلمات الکفرية، ج ۲، ص ۲۲۰

۳- الفرقان:۷

فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلاً ﴾ (۱)

اس جگہ تفسیر کبیر امام رازی دیکھو! (۲)

دوسرا فائدہ:

رسول اللہ کا سایہ بھی نہ تھا، اس معجزہ کا بھی یہی وہابی لوگ انکار کر رہے ہیں، جو کثرت سے اولیاے کرام مثل مولوی، جامی، ونظامی، وخسرو، وحکیم سنائی، وغیرہم بیان کر رہے ہیں، بلکہ خود قرآن شاہد ہے:

﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ (۳)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے اطلاق نور کا آگیا ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

فائدۂ جلیلہ:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز وخون بلکہ سب فضلات بالاجماع پاک تھے اور خوش بوناک تھے، وہابیہ منافقہ پر بہت گراں گزرے گا۔ اور یہ مسئلہ وہابیوں سے بہ مقام سرہند پوچھا بھی گیا، انھوں نے صاف انکار کر دیا، حتی کہ کسی منصف مزاج نے خوب جواب دیا، مَیں اب تحقیق جواب ذکر کرتا ہوں:

شامی، جلد اول، باب الانجاس، ص ۲۲۲.

”صح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلی اللہ علیہ وسلم، و سائر فضلاته، و به قال ابو حنيفة كما نقله فى المواهب اللدنية عن شرح البخارى للعينى، و صرح به البيرى فى شرح الاشباه، وقال الحافظ ابن حجر: تظافرت الادلة على ذلك، و عد الائمة ذلك من خصائصه صلی اللہ علیہ وسلم، و نقل

۱- الاسراء: ۴۸

۲- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة المذکورة، ج ۱۰، ص ۲۲۴

۳- المائدة: ۱۵

بعضهم عن شرح المشکوة لملا علی انه قال: اختاره کثیر من اصحابنا، و اطال فی تحقیقه فی شرحه علی الشمائل فی باب ما جاء فی تعطره علیه السلام۔'' (۱)

اس کا ترجمہ خوب سوچو اور یاد کرلو صحیح، اور جوان میں سے بڑا متقی، پرہیز گار محتاط شمار کیا جاتا ہے وہ ان اہل اللہ کو جو بہ وجہ کمالِ اتباعِ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فی زمانناصدرِ صدورِ اہل سنت و جماعت کے کہنا ان کو مناسب ہے، کم سے کم ان کو مبتدع تو ضرور کہتا ہے، وجہ اس کی غالب تو حسد ہوتی ہے، اور گاہے بہ وجہ عدمِ کمال علمی اور عدمِ رسائی اس مرتبہ جہاں اس اہل اللہ کی نظر ہوتی ہے، مبتدع اس بندۂ خدا کو کہتا ہے باوجودے کہ بدعتی وہ خود آپ ہوتا ہے اس کے حق میں مَیں کچھ نہیں کہتا، ہاں اس کے حق میں امام ربانی علامہ شعرانی کی کلام ضرور تحریر کرتا ہوں، وہ میرے دستور العمل، میرے مقتدا اپنی ''لطائف المنن'' جلد ۱، ص ۷۴ میں تحریر فرماتے ہیں:

دیکھو!

''من کان متقیدا بالشریعة مثلی فهو من صدور اهل السنة و الجماعة فی عصره، فکیف یسمی مبتدعا؟ و الله ما ذلك الا من شدة الحسد، فانی لا اعلم احدا من اقرانی احاط علما بکتب اهل السنة کما احطت بها، و اعرف جماعة الآن فی جامع الأزهر من المتهورین اذا رأونی ینظرون الی شذرا کانهم علی السنة، و انا علی البدعة، و ربما کان الأمر بالعکس۔'' (۲)

۱- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطهارة، باب الانجاس، مطلب فی طهارة بوله صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۲۵۷

۲- لطائف المنن، الباب الاول، فی امور یجب عند ائمة الطریق فعلها قبل طریق القوم، ص ۸۰

قانونِ اول

وہابی دوقسم کے ہیں:

ایک مسلمان وہابی، دوسرا منافق وہابی۔

اول وہ ہیں جو دلوں زبانوں کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں، کسی امام کی تقلید ائمۃ اربعہ وغیرہ سے علی التعیین نہیں کرتے، قواعدِ عقائد اس قوم کے معلوم ہیں، لیکن غیر مضبوط۔

دوسرے وہ جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم حنفی ہیں، اور اہل سنت و جماعت میں سے ہیں، لیکن اندرونی وہابیوں سے بھی بدتر عقائد والے ہیں۔ میری کلام اخیر فریق کے ساتھ ہے، جو زبانی اصولِ حنفیہ کے قائل ہیں، پہلوں کے ساتھ میرا کوئی سروکار نہیں۔ فاحفظہ!

منافقہ وہابیہ کا حنفیت کا دعویٰ ایسا ہے جیسا محمد بن عبد الوہاب نجدی خارجی باغی کا حنبلیت کا دعویٰ ہے۔ دیکھو شامی، ص ۲۱۹، جلد ۳ (۱)

فضل کریم صاحب نے میرے آگے بڑی تعریف اپنے امام محمد بن عبد الوہاب کی بیان کی، اور یہ کہا کہ وہ حنبلی مذہب تھا، اور جب شامی کی عبارت مَیں نے نکال کر دکھائی تو اس کا دعویٰ حنبلی ہونے کا باطل تھا، تو فضل کریم حیران ہو گیا۔

وہابی محمد بن عبد الوہاب وغیرہ نے اکثر خلق اللہ کو اس لفظ سے تقلید ائمہ اربعہ سے گم راہ کیا کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی اتباع کرو اور ائمہ کے اجتہادوں کو چھوڑو، اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا معنی اپنی سمجھ کے مطابق لیتے تھے جیسے آج کل کے وہابیوں کا مقولہ ہے کہ مفسرین و محدثین و اولیاء اللہ کے کلاموں کو چھوڑو، اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو اپنی سمجھ کے مطابق لیتے ہیں، گویا کہ مفسرین و اولیا نے قرآن و حدیث نہیں سمجھا اور وہابیوں نے سمجھ لیا ہے۔

۱- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب فی اتباع عبد الوهاب الخوارج فی زماننا، ج ٦، ص ٤٠٠

قانونِ دوم

شامی و بیضاوی وابوسعود نے کہا ہے کہ علم اللہ وعلم رسول اللہ میں فرق بالذات ومستفاد کا ہے۔ یہ تقسیم قرآن سے ثابت ہے۔قال اللہ تبارك و تعالٰی:
﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ (۱)
قسم ثانی مدلول منطوق جملہ ثانیہ کا ہے اور قسم اول مدلول اشارۃ النص من مجموع الجملتین ہے۔ دیکھوض (۲) جلد ا،ص ۱۲۰، پارہ ۳ (۳)،س (۴) جلد ۲،ص ۹۲،س ۸. (۵) فانصف فان الانصاف خیر الاوصاف۔ جس کو بالواسطہ و بالعرض وعطائی ووہبی بھی کہتے ہیں۔
اور شامی نے کہا ہے کہ خدا کا علم واجب ہے اور رسول اللہ کا علم ممکن.
شامی: خدا کا علم قدیم ازلی ابدی، رسول کا حادث.
شامی: خدا کا علم غیر متناہی، رسول کا علم متناہی. (۶)

۱- البقرۃ:۲۵۵
۲- والمراد به البیضاوی۔ ۱۲منہ
۳- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج۱، ص ۵۵۴
۴- والمراد به ابو سعود الحنفی۔ ۱۲منہ
۵- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج ۱، ص ۲۹۶
۶- رسائل ابن عابدین: سل الحسام الهندی لنصرۃ مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۳

دولۃ مکیۃ: باقی فروق مثل مقدور وغیر مقدور، ممکن التغیر وغیر ممکن التغیر، مخلوق وغیر مخلوق۔ (۱)

مذکورۂ اربعہ میں مندرج ہیں، پس ان کے فرع ہوں گے، کما لا یخفی علی من لہ خبرۃ۔ (۲)

اور علم عقائد میں بھی یہی فروقِ اربعہ موجود ہیں، جس وقت مطلق علم میں یہ فرق ہوا اب اس کے انواع مثل علم غیب، وعلم شہادت میں بھی فروقِ اربعہ جاری ہوں گے، کیوں کہ لازم جنس کا من حیث ہو ہو لازم نوع کا ہوگا یہ قانون لازم اللازم لازم۔

فرقِ خامس مناطقہ کا ہے، وہ یہ ہے کہ خدا کا علم حضوری، رسول اللہ کا علم حصولی۔ ولی فی ہذا الفرق من حیث الشرع نظر عویص سیاتی فانتظر مفتشا و اعبر عنها فی الآتی بالفروق الخمسة۔

باقی صفات امہات میں بھی یہی فروق اکثر جاری ہو جائیں گے، مثلاً وجودِ باری تعالیٰ بالذات قدیم واجب غیر متناہی بہ خلاف وجود المخلوق، ہاں فرق خامس جاری نہیں ہو سکتا، کما لا یخفی علی من تامل فاحفظها فانه يندفع بها الشرك راسا الا عند عشاقه۔

فرقِ سادس جزئی وکلی اختراعی، یہ فرق میری تحقیق میں غیر معتبر بل مخترع ہے، کیوں کہ نہ اس کا کوئی ثبوت شرعی قطعی ہے اور نہ عقلی ہے۔ فاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

اور نہ وہ باقی صفات میں جاری ہے، پس اس کے منکر کو کافر کس طرح کہا جائے۔ اور کلی و جزئی جو منطق میں ہے وہ حق ہے، لیکن اس میں کلام نہیں۔ فاحفظه فانه خداع منهم۔

۱- الدولة المكية بالمادة الغيبية، القسم الاول فی كشف الحجاب عن وجه الصواب فی هذا الباب، النظر الثانی: الوهابية هم المشركون بزعمهم ان اثبات علم ما كان و ما يكون لغيره تعالى شرك، ص۱۰۴۔

۲- يعنی بصيرة۔ ۱۲منہ

قانونِ سوم

مسئلہ علم غیب میں فی زماننا چار مذہب مشہور ہیں:

مذہب اول:

احمد رضا خان مجدد مائۃ حاضرہ اور اس کے متبعین کا کہ وہ کہتے ہیں کہ
''عرش سے لے کر فرش تک، اول یوم سے لے کر آخر یوم تک ای کل ما کان و ما یکون الی یوم القیامۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرہ ذرہ جانتے ہیں۔'' (۱)
دیکھو ''دولۃ مکیۃ'' ص ۹ و ص ۱۰، س ا.
اور یہ قدر متنازعہ فیہ مبحوث عنہ ہے، ورنہ علم الرسول بہ صدہا حصہ دنیا و مافیہا سے زائدہ ہے۔
احمد رضا خان کی عبارت ص ۲۲ ر ''انباء المصطفیٰ'' میں یہ ہے:
''ہر صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس، بل کہ جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں، اور جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً رسول اللہ نے جان لیا، اور کل ما کان و ما یکون کا علم اللہ تعالیٰ نے انہیں بتلایا، بل کہ یہ جو کچھ بیان ہوا وہ پورا علم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، بل کہ یہ چھوٹا سا حصہ ہے، بل کہ احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بعید و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جس کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا جانے۔'' (۲)

۱- الدولة المكية بالمادة الغيبية، القسم الاول فی کشف الحجاب عن وجه الصواب فی هذا الباب، مطلب معلومات الله تعالی غیر متناهية فی غير متناه لا يمكن حصول مثلها لمخلوق، ص ۴۵

۲- فتاویٰ رضویہ، انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی، ج ۲۶، ص ۴۸۶

مذہب دوم:

عارف ابوالحسن البکری وعلامہ زمان امام ابواسحاق شیرازی کا ہے۔ مؤرخ ابن خلکان نے اس کی بہت تعریف کی ہے، وہی مفتی برو بحر کا ہے۔ وفات اس کی ۴۷٦ھ میں ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں: جو خدا جانتا ہے وہ رسول بھی جانتا ہے۔

دیکھو ''دولۃ مکیۃ'' ص ۱۱-۱۲، س ۲.

''قال علامة عمر الجلبي: و قد سئل عن مقالة سيدى محمد البكرى (۱) انه صلی اللہ علیہ وسلم يعلم جميع علم الله تعالىٰ فقال: صحيحة اذ يجوز ان الله يهبه علمه، و يطلعه، و قال علامة العشماوى شارح صلٰوة سيد احمد البدوى الكبير: و قد ساله سائل انه يلزم على هذا المذهب ان يساوى علم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بعلم الله، فاجاب: بانه لا يلزم شىء من ذلك لان ذلك لله تبارك بالاصالة، و له صلی اللہ علیہ وسلم بالتبعية فاعجبه اى هذا الجواب و اشتهاه۔'' اھ (۲)

حضرت شیخ محدث دہلوی ''مدارج النبوۃ'' میں فرماتے ہیں کہ جو بعض العرفا نے کہا ہے وہ اکثر ادلہ کے مخالف ہے۔ (۳)

لیکن حضرت شیخ محدث نے اس کی تعبیر بعض العرفا سے کہی ہے نہ بعض المشرکین سے۔ امام ابواسحاق شیرازی نے ایک کتاب مستقل اسی مسئلہ میں تحریر کی ہے جس کا نام

۱- یہ شخص علامہ شعرانی کا ہم زمان ہے، اور اُس نے اس کی بہت تعریف کی ہے، بل کہ اُس نے کہا ہے کہ وہ مرتبہ علمی میں غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کا ہم پلہ ہے۔ دیکھو لطائف میں، ص ٦٨.(۱) ۱۲ منہ

۲- الدولة المكية بالمادة الغيبية، القسم الاول، مطلب الكلام على مقالة سيّدى ابى الحسن البكرى، ص ۴۷. بتصرف

۳- مدارج النبوۃ

۱- لطائف المنن، الباب الثانى فى جملة اخرى من الاخلاق، ص ۱۱٦

"المدلول بالمنقول و المعقول فی بیا ن شمول علم الرسول" ہے:

"و قال: نحن - بعون اللّٰہ، و حسن توفیقه، و تائیده - اثبتنا بسبعة دلائل تعلق علمه ﷺ بجمیع المعلومات فضلا عن هذه الغیوب الخمسة۔"

اور عاشق الرسول صاحب العرفان (۱)، خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان نقش بندی موسوی، مجاورِ خانقاہِ سراجیہ، ساکن حسن آباد، و ابنه الاغر الاعز (۲) کا رجحان و میلان بھی اس مسلک کی طرف نظر آتا ہے، کیوں کہ مَیں نے خود بہ خود اس کی زبان سے سنا تھا کہ وہ فرماتے تھے کہ

"جس وقت خدا کا علم بالذات رسول کا علم مستفاد من اللہ ہے تو شرک و کفر کہاں رہا، اگر رسول تمام معلومات اللہ کو جان بھی لے تو کوئی قباحت نہیں۔"

یہ کلام دفع شرک میں تو نہایت صاف ہے اور حق معلوم ہوتی ہے۔ اس پر (ای مسلک ثانی پر) اعتراض تو کوئی نہیں، ہاں عقلی اعتراض ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرق رابع جاری نہیں ہوسکتا، لیکن کفر و شرک کہنا تو ضرور غلط ہے۔ کیوں کہ فروقِ اربعہ باقیہ جاری ہیں، باقی اعتراضاتِ عقلیہ تو کوئی شے نہیں، کیوں کہ جہاں عرفا و صلحا کے عقولِ عالیہ پہنچ گئے ہیں وہاں ہمارے عقولِ متوسطہ کی جگہ نہیں۔ دیکھو مقدمہ "لطائف منن" علامہ شعرانی کو ہذا۔ (۳)

مَیں کہتا ہوں: بہ موجب ﴿اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (۴) کے خدا اس پر قادر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شمولِ علم عنایت فرمائے یا نہ، اگر قادر ہے تو فبہا، اگر جواب نفی میں ہے، چناں چہ ان کی عداوت الرسول سے مترشح ہوتا ہے تو امکانِ کذب باری وسفہ و جہل وغیرہ من الامور الممکنة القبیحة پر تمہارے نزدیک قادر ہے اور شمول علم الرسول پر قادر نہیں، فرق کیا ہے ذرا بتائیں تو مہربانی ہوگی اور یہ اول مسئلہ مناظرہ کا ہوگا

۱- قدوۃ الصلحا قطب الاقطاب خواجہ غلام حسن سواگ رحمہ اللہ۔ ۱۲ محقق

۲- مولانا فقیر محمد رحمہ اللہ۔ کتاب کے آخر میں ان کا فتویٰ بھی شامل ہے۔ ۱۲ محقق

۳- لطائف المنن، مقدمة الباب الثامن، ص ۲۰

۴- البقرۃ: ۱۴۸

وقت بحث کے ان شاء الله تعالی۔ اور اعتراضِ عقلی کا جواب میری کتاب مبسوط میں کمالِ تحقیق سے مبسوط ہوگا۔

مذہب سوم:

وہ قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"رسولنا الاکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الانبیاء بل اعلم المخلوقات کلھم ہیں اور رسول کا علم جمیع معلومات اللہ کو محیط کہنا بعید از صواب ہے۔" اھ ملخصًا (۱)

مَیں کہتا ہوں: اِس میں وہابیہ وسنیہ کسی کا اختلاف نہیں سوا فرقہ شیطانیہ (۲) اور عزرائیلیہ کے۔ فافھم۔

اور قبلہ عالم نے مسلک ثانی کو بعید از صواب فرمایا ہے نہ کفر۔

اقول: ۔و باللہ التوفیق۔ اِن مسالک مذکورہ میں اگر علم غیب کو بہ معنی ملکہ غیب لیا جائے کما تقرر فی المطول فی تعریف علم المعانی (۳) وتلویح علم اصول (۴) ومختصر (۵) ومیر زاہد (۶) کے رسائل وغیرھا من کتب الفنون یعنی جس وقت کسی امر کی طرف توجہ کیا' فوراً معلوم کر لیا حدساً ہو، یا تدریجاً، اور علم ما کان ما یکون کو الٰی یوم القیامۃ لیا جائے تو تمام نصوص بہ آسانی متفق ہو جائیں گے، اور کوئی نص مخالف نہ رہے گی۔ اور اماموں اور اولیاؤں پر جس قدر اعتراضات ہوتے ہیں وہ سب کے سب اٹھ جائیں گے اور یہ تحقیق ملکہ غیب والی میری جواھر کبریت احمر سے ہے مدت سے

۱- اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان و ما اھل بہ لغیر اللہ، ص ۱۱۸

۲- فرقہ شیطانیہ وہ ہے جو کہتا ہے: شیطان کا علم زائد ہے رسول کے علم سے۔ وکذا فرقہ ضالہ عزرائیلیہ مثل صاحب براہین قاطعہ ۔۱۲ منہ

۳- المطول، الفن الاول، علم المعانی، بحث فی تعریف علم المعانی، ص ۷۷

۴- التلویح فی کشف حقائق التنقیح، مبحث تعریف علم اصول الفقہ، ج۱، ص ۴۱

۵- مختصر المعانی، الفن الاول، علم المعانی، بحث فی تعریف علم المعانی، ص ۳۴

۶- میر زاہد

مجھ کو خدا نے الہام کیا، اور اس پر مجھ کو مستحکم کیا، اب اس کی تائید بل کہ تصریح کہنی چاہیے کتاب ''ابریز شریف'' میں حافظ الحدیث نے ذکر کی ہے، ص ۴۵/ اور اسی پر مولوی احمد حسن کان پوری کا فتویٰ بھی ہے جو کہ استاد مخالف فریق کا ہے۔ ص ۴۵ سے لے کر عبارت قلت و للّٰہ درہ تک۔ دیکھو ص ۴۶.

''و الثالث: التمييز، و هو نور فی الروح تميز به الاشياء علی ما هی عليه فی نفس الامر تمييزا كاملا، و مع ذلك فلا تحتاج فيه الی تعلم، بل بمجرد رؤية الشیء او سماع لفظة تميزه و تميز احواله و مبداه و منتهاه والی اين يصير، و لما ذا خلق.

ثم الارواح مختلفة فی هذا التمييز علیٰ قدر الاطلاع، فمن الارواح من هو قوی فی الاطلاع، ومنها من هو ضعيف، و اقوی الارواح فی ذلك روحه ﷺ، فانها لم يحجب عنها شیء من العالم، فهی مطلعة علی عرشه و علوه و سفله و دنيا ه و آخرته و ناره و جنته، لان جميع ذلك خلق لاجله ﷺ، فتمييزه عليه الصلاة و السلام خارق لهذه العوالم باسرها، فعنده تمييز فی اجرام السموات، من اين خلقت؟ و متی خلقت؟ و لم خلقت؟ و الی اين تصير فی جرم كل سماء؟ و عنده تمييز فی ملائكة كل سماء و اين خلقوا؟ و متی خلقوا؟ و لم خلقوا؟ و الی اين يصيرون؟ و يميز اختلاف مراتبهم و منتهی د رجاتهم، و عنده عليه الصلاة و السلام تمييز فی الحجب السبعين، و فی ملائكة كل حجاب علی الصفة السابقة، و عنده عليه الصلوٰة و السلام تمييز فی الاجرام النيرة التی فی العالم العلوی مثل النجوم و الشمس و

القمر واللوح و القلم و البرزخ و الارواح التی فیه علی الوصف السابق، و کذا عنده علیه الصلاة و السلام تمییز فی الارضین السبع، و فی مخلوقات کل ارض، و ما فی البر و البحر من ذلك، فیمیز جمیع ذلك علی الصفة السابقة، و کذا عنده علیه الصلاة و السلام تمییز فی الجنان و درجاتها و عدد سکانها و مقاماتهم فیها، و کذاما بقی من العوالم، و لیس فی هذا مزاحمة للعلم القدیم الازلی الذی لا نهایة لمعلوماته، و ذلك لان ما فی العلم القدیم لم ینحصر فی هذا العالم، فان اسرار الربوبیة و اوصاف الالوهیة التی لا نهایة لها لیست من هذا العالم فی شیء ثم الروح اذا احبت الذات امدتها بهذا التمییز، فلذلك کانت ذاته الطاهرة ﷺ تمیز ذالك التمییز السابق و تخرق به العوالم کلها، فسبحان من شرفها و کرمها و اقدرها علی ذلك۔

الرابع: البصیرة، وهی عبارة عن سریان الفهم فی سائر اجزاء الروح کما یسری فی جمیعها ایضا سائر الحواس مثل البصر، و السمع، و الشم، و الذوق، و اللمس، فالعلم قائم بجمیعها، و البصر قائم بجمیعها، و الشم قائم بجمیعها، و الذوق قائم بجمیعها، و اللمس قائم بجمیعها، حتی انه ما من جوهر من جواهرها الا و قد قام به علم، و سمع، و بصر، و شم، و ذوق، و لمس، فبصرها من سائر الجهات، و کذا بقیة الحواس، فاذا احبت الروح الذات و زال الحجاب الذی بینهما امدتها بهذه البصیرة، فتبصر الذات من امام و خلف و فوق و تحت و یمین و

شمال بجواهرها كلها و تسمع كذالك و تشم كذالك، و بالجملة فما كان للروح يصير للذات، و قد زال الحجاب بين الذات الطاهرة و بين الروح الشريفة يوم شقت الملائكة صدره الشريف صلى الله عليه وسلم وهو صغير، ففى ذلك الوقت وقع الالتحام والاصطحاب بين روحه و ذاته صلى الله عليه وسلم، و صارت ذاته تطلع على جميع ما تطلع عليه روحه صلى الله عليه وسلم، فلهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرى من خلفه كما يرى من امامه، و قد قال صلى الله عليه وسلم لاصحابه رضى الله عنهم:

((اقيموا ركوعكم و سجودكم فانى اراكم من خلفى كما اراكم من امامى۔))

فهذا هو سرالحديث۔ والله تعالىٰ اعلم۔

الخامس: عدم الغفلة، و هو عبارة عن انتفاء اوصاف الجهل واضداد العلم عن القدر الذى بلغ اليه علمها و وصل اليه نظرها فلا يلحقها سهو و لا غفلة و لا نسيان عن معلوم اى معلوم من القدر الذى وصلت اليه، و ليس حصول المعلومات لديهاعلى التدريج، بل يحصل ذلك بنظرها دفعة واحدة، فليس فى علمها أنها اذا توجهت الى شىء غفلت عن غيره بل اذا توجهت اليه حصل غيره معه، بل لا تحتاج الى توجه، لان العلوم فطرية فيها، ففى اول فطرتها حصلت لها علومها دفعة واحدة، ثم دام لها ذلك كما دامت ذاتها فهذا هو المراد بعدم الغفلة و هو ثابت لكل روح، و انما تختلف فى قدر العلوم، فمنها من علومه كثيرة، و منها من علومه قليلة، و اعظم الارواح علما و اقواها نظرا روحه صلى الله عليه وسلم، لانها يعسوب الارواح،

فهی مطلعة علی جمیع ما فی العوالم کما سبق دفعة
واحدة من غیر ترتیب ولا تدریج، ثم لما وقع
الاصطحاب بینها وبین ذاته الطاهرة ﷺ امدتها بعدم
الغفلة، حتی صارت الذات مطلعة علی جمیع ما فی
العالم مع عدم لحوق الغفلة لها فی ذلك، لکن الاطلاع
لیس مثل الاطلاع، فان اطلاع الروح دفعة واحدة من
غیر ترتیب، واطلاع الذات علی سبیل التدریج و الترتیب
بمعنی انها ما من شیء تتوجه الیه فی العالم، الا و تعلمه،
لکن علمه لایحصل الا بالتوجه فاذا توجهت الی شیء
آخر علمته، وهکذا حتی تاتی علی ما فی العالم، فلها
التسلط فی العالم علی ما فی العالم ولکن بتوجه بعد
توجه، ولا تطیق الذات ما تطیقه الروح من حصول ذلك
فی دفعة واحدة، وکذا یختلفان فی عدم الغفلة، فانه فی
الروح علی نحو ما سبق تفسیره۔

و اما فی الذات فهو بالنسبة الی توجهها بمعنی انها اذا
توجهت الی شیء لا یفوتها ولا یلحقها فی توجهها الیه
سهو و لا غفلة و لا نسیان، و اما اذا لم تتوجه الیه فانها قد
تغفل عنه ویقع لها فیه السهو والنسیان و لهذا قال ﷺ
کما فی صحیح البخاری:

((انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی۔))

قال ذلك ﷺ حین وقع له السهو ولم ینبه قلت: فلله دره من
امام فانه قد اعطی للحقیقة حقهاو اعطی للشریعة حقها۔ "اھ ک(۱)

۱۔ الابریز من کلام العارف بالله تعالی سیّدی عبد العزیز الدباغ، الباب
الاول فی الاحادیث التی سالناه عنها، ص ۹۴-۷

لفظ تنبیہ سے جو کلام غوث میں واقع ہے معلوم ہوا کہ سہو ونسیان بہ معنی ذہول ہے، باقی حدیث بخاری شریف کا جواب قانون چہارم میں بہ طریق شریعت بیان کروں گا۔

مذہب رابع:

وہابیہ خذلھم اللّٰہ کا، وہ ظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ رسول غیب جزئی کو اور خدا غیب کلی و جزئی کو جانتا ہے، لیکن یہ ان کا خداع اور اختراع ہے، فی الواقع در پردہ کلی جزئی کے بھی منکر ہیں۔ اگر ان سے پوچھو تمام انسانوں کا حال ہر آن میں رسول جانتے ہیں باوجودے کہ یہ جزئی ہے ان کے نزدیک' صاف انکار کردیں گے، بل کہ اگر ایک انسان کا حال ہر ایک آن میں پوچھو جو مابہ النزاع اور متنازعہ فیہ اصلی ہے، کیوں کہ اصلی منبع بحث ''یا رسول اللّٰہ اغثنی'' ہے کہ وقت استغاثہ کے جب شخص کہے اور اعتقاد اس کا ہو کہ رسول اللہ میری فریاد جانتے ہیں ہم کہتے ہیں: وہ شخص مشرک نہیں، یہ کہتے ہیں کہ وہ مشرک ہو گیا۔ اس لفظ سے بحث شروع ہوتی ہوتی کل ما کان وما یکون کو گھیر لیا، اور طرفین سے افراط تفریط شروع ہو گیا، اور ہر ایک فریق نے دوسرے فریق کی تکفیر پر کمر باندھ لی و انا بریء من ھذا کلہ۔ بلکہ علم ایک حقیقی جزئی منطقی سے بھی خبیثوں نے انکار کر دیا ہے۔ محمد اسماعیل دہلوی اپنی ''تقویۃ الایمان'' میں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنی ''کتاب توحید'' میں اپنے شیاطین کو یہ تعلیم کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم- فداہ روح ابی و امی - حالت حیات میں اپنا خاتمہ بھی نہ جانتے تھے۔ فکیف یعلم بعد موتہ صلی اللہ علیہ وسلم حال تلک المشرکین۔ اھک

نعوذ باللّٰہ من تلک الجراۃ۔

مَیں کہتا ہوں: اکثر وہابیہ زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ جزئی غیب کو رسول اللہ جانتا ہے پس شرک لازم آیا۔ اگر جواب دیں کہ خدا غیب جزئی کو بالذات جانتا ہے اور رسول اللہ بالواسطہ تو یہی بعینہٖ فرق کلی میں بھی جاری ہو گا۔ فافہم

قانونِ چہارم

تمام انبیا امورِ تبلیغیہ میں سہو ونسیان سے محفوظ تھے۔
دیکھو فرائض الاسلام مخدوم ہاشم سندھی، حصہ عقائد والا ص ۱۸۰، س ۱۱۔

''انهم معصومون من السهو، و النسيان، و الغلط فی الامور التبليغية وقت سماع الوحی، و وقت تبليغه۔

میری تحقیق میں جو عینِ ادب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہو ونسیان سے آخر الامر میں مطلقاً امر تبلیغیہ ہوں یا غیر ہوں' محفوظ تھے، اور حدیث شریف ابو ہریرہ والی جو ''مشکوٰۃ شریف'' ص ۵۳۵، س ۱۶ر میں ہے دلیلِ قوی ہے:

((عن ابی هريرة، قال: انكم تقولون: اكثر ابوهريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والله الموعد، ان اخوتی من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالاسواق، ان اخوتی من الانصار كان يشغلهم عمل اموالهم، و كنت امرأ مسكينا الزم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم على ملء بطنی، و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم يوما: لن يبسط احد منكم ثوبه حتی اقضی مقالتی هذه ثم يجمعه الى صدره فينسى من مقالتی شيئا ابدا، فبسطت نمرة ليس علی ثوب غيرها حتی قضى النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقالته ثم جمعتها الى صدری، فوالذی بعثه بالحق ما نسيت من مقالاته ذلك الی يومی هذا۔)) متفق عليه (۱)

۱- مشكوة المصابيح، كتاب الفضائل و الشمائل، باب فی المعجزات، الفصل الاول، ص ۵۳۵

قال المحدث الطیبی:

"الحدیث یدل علیٰ ان النسیان بعد ذلک کالمحال۔"

و "((قوله صلی اللہ علیہ وسلم: من مقالتی شیئا)) اشارۃ الی جنس مقالات کلها۔" (۱)

اور حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ والی جو ترمذی نے روایت کی ہے وہ بھی اس حدیث کی مساعد ہے، بھلا منصف سوچ کا مقام جس وقت جو فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہے کہ ابو ہریرہ قلیل مدت صحبت والا ہے شخص کے نسیان کی بالکل بیخ کنی ہو جائے، بھلا جس وقت معلم اللہ جو علیٰ کل شیء قدیر ہے اور متعلّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو صاحب استعداد ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (۲) ہے مطابق ﴿عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً﴾ (۳) پس نسیان کس طرح ہو سکتا ہے۔

اب حدیث ابو ہریرہ کی تائید تفاسیر سے نقل کرتا ہوں:

قال الامام فخر الدین الرازی فی ص ۳۸۱س ۲۶ ج ۸:

"قال الکلبی فی تفسیر قوله تعالیٰ: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى، اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ انه علیه السلام لم ینس بعد نزول هذه الآیة شیئا۔" (۴)

تنبیہ:

نکرہ تحت النفی ہے۔

قال الامام نظام النیسابوری الشهید فی تفسیره ص ۷۱، ج۳، س ۳۶:

"اما الاستثناء ففیه قولان: الاول: انه لیس علی حقیقة،

۱- الکاشف عن حقائق السنن معروف بہ شرح طیبی، کتاب الفضائل و الشمائل، باب فی المعجزات، الفصل الاول، ج ۷، ص ۱۵۶

۲- القلم:۴

۳- النساء:۱۱۳

۴- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة المذکورة، ج۱۶، ص ۱۴۱

فقد روی عن الکلبی انه ﷺ لم ینس بعد نزول هذه الآیة شیئا، و علی هذا فالمقصود من الاستثناء اما نفی النسیان راسا کما تستعمل القلة فی معنی العدم، اما للتبرک بذکر هذه الکلمة و تعلیم العباد ان لا یترکوها فی کل ما یخبرون عنه، و فیه ان اللّٰه قادر علٰی انساء ه الا انه لا ینسیه بفضله، و احسانه مثل مسئلة الامکان الکذب عند المخالف، و القول الثانی انه حقیقة۔" (۱)

انه یساعد قول التبرک ما قال الامام ابن جریر الطبری:

و کان بعض اهل العربیة یقول فی ذلک: لم یشإ اللّٰه ان ینساه ﷺ شیئا و هو کقوله تعالٰی: ﴿خَالِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّکَ﴾ و لا یشاء قال: و انت قائل فی الکلام: لاعطینك کل ما سالت الا ما شئت، و الا ان اشاء ان امنعك، والنیة ان لا تمنعه و لا تشاء شیئا، قال: و علی هذا مجاری الایمان، یستثنٰی فیها، و نیة الحالف اللمام۔" (۲)

انتهی کلام ابن جریر ص ۸۴و۸۵.

ثم رجح قول النسخ۔

و قال المدارك فی ص ۲۶۱:

"﴿اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ ان ینسخه۔" (۳)

۱- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ *تفسیر نیشاپوری*، تحت الآیة: سنقرئك فلا تنسی، ج ۶، ص ۴۸۴

۲- جامع البیان عن تاویل آیات القرآن معروف بہ *تفسیر ابن جریر طبری*، تحت الآیة المذکورة، ج ۱۰، ص ۳-۸۵۹۲. بتصرف

۳- مدارك التنزیل وحقائق التاویل، تحت الآیة: سنقرئك فلا تنسی، ج ۳، ص ۶۳۱

و قال خازن فی ص ۱۹۶:

''هذا الاستثناء لم يقع و لم يشاء الله ان ينسيه شيئا۔'' (۱)

و نقل الامام فی ص ۳۸۱، ج ۸ عن الفراء، انه يقول:

''المقصود من الاستثناء بيانه تعالٰى لو اراد ان يصير ناسيا لقدر عليه مثل قوله تعالٰى: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ مع انه ما اشرك قط، و المحال الكلام۔'' (۲)

سوال:

تفسیر آیت شریفہ جو کلبی وغیرہ نے کی ہے حدیث خرباق کو جس کو ذوالیدین وذو الشمالین بھی کہتے ہیں، جو بخاری و مسلم شریف میں بڑی تفصیل سے واقع ہے جس میں صراحۃً مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صلوٰۃ العصر میں سہو واقع ہوا تھا' معارض ہے۔

جواب:

ہوسکتا ہے کہ یہ آیت شریفہ بعد کو نازل ہوئی ہو، پس حدیث کے واسطے ناسخ ہوگی۔

سوال:

سورت اعلیٰ مکیہ ہے اور حدیث خرباق قطعاً بہ اتفاقِ محدثین شافعیہ وحنفیہ مدنی ہے، پس کس طرح یہ آیت شریفہ واسطے حدیث شریف کے ناسخ ہوگی۔

جواب:

ہوسکتا ہے کہ سورۃ اعلیٰ مکیہ ہو اور آیت شریفہ مدنیہ ہو، جیسے سورۃ انعام مکیہ ہے اور آیت ﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ الآية (۳) مدنیہ ہے، اور ایسی آیات بہت ہیں جو

۱- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآية المذكورة، ج ۴، ص ۳۹۷

۲- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآية المذكورة، ج ۱۶، ص ۱۳۲، بتصرف

۳- الانعام: ۹۱

سورۃ مکیہ ہوتی اور بعض اس میں آیات مدنیہ ہوتی ہیں، وبالعکس جیسے سورۃ تحریم مدنیہ ہے اور آیۃ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ الآية (۱) مکیہ ہے۔ دیکھو بیضاوی (۲) تحت آیت ﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ﴾ الآیۃ۔

اور حدیث شریف ابو ہریرہ والی مذکورہ وہ بھی اس آیت کے ساتھ مل کر، اور آیت ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ (۳) جو قطعاً متاخر ہے حدیث خرباق سے ناسخ حدیث خرباق کی ہوں گی۔

سوال:

کس طرح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ابو ہریرہ والی متاخر حدیث خرباق سے ہے۔

جواب:

احناف نے یہ تحقیق کی ہے کہ حدیث خرباق والی پہلا سال ہجرت کا واقعہ ہے، کیوں کہ ذو الشمالین جنگ بدر میں شہید ہو گیا تھا، جیسا کہ موطا امام مالک میں واقع ہے اور ذو الشمالین اور ذو الیدین ایک شخص کا نام ہے اور حدیث ابو ہریرہ والی بعد خیبر کا واقعہ ہے، کیوں کہ ابو ہریرہ خیبر میں مسلمان ہوا تھا، پس قطعاً متاخر ہوئی۔

سوال:

حدیث خرباق کا راوی بھی ابو ہریرہ ہے، پس حدیث خرباق جنگ بدر سے پہلے کس طرح ہو سکتی ہے۔ یہ اعتراض علامہ ابن نجیم صاحب بحر کو نہایت مشکل معلوم ہوا ہے۔

۱- التحریم:۶

۲- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج ۱، ص ۲۳۹

۳- النساء:۱۱۳

جواب:

حضرت محدث نے وقت تدریس کے یہ جواب عنایت کیا تھا کہ ابو ہریرہ دوسرے اصحاب سے روایت کرتا ہے جیسا پہلے ہجرت کے واقعات بھی بیان کرتا رہتا ہے، اور فعل کثیر وکلام عمداً جو حدیث خرباق میں مذکور ہے وہ بھی مقتضی اس بات کی ہے کہ صدر ہجرت کا واقعہ ہو، اور جو حدیث ابو ہریرہ اپنے نسیان کے متعلق بیان کرتا ہے وہ حضرت ابو ہریرہ کی اپنی سرگذشت ہے۔فافهم و كن على بصيرة۔

حدیث میں واقع ہے کہ

((انی لا انسی و لکن انسی لاسن۔)) (۱)

یہ حدیث نص ہمارے مدعا پر ہے۔

سوال:

حفاظِ حدیث مثل امام عبدالبر ''تمہید'' (۲) میں اور حافظ ابن حجر ''فتح الباری'' (۳) میں اور امام سیوطی ''حاشیہ موطا'' (۴) میں فرماتے ہیں کہ

''یہ حدیث غیر متصل ہے۔''

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ

''کافی ہے اس کے رد میں حدیث بخاری شریف صلوٰۃ العصر والی۔''

۱- الموطا للامام مالك، كتاب السهو، باب العمل فی السهو، ص ۸۴۔بتغير

۲- التمهيد لما فی الموطا من المعانی و المسانيد، باب بلاغات المالك و مرسلاته، ج ۱۰، ص ۶۰-۵۵۹

۳- فتح الباری شرح صحيح البخاري، كتاب السهو، باب من يكبر فی سجدتی السهو، ج ۳، ص ۱۰۱

۴- تنوير الحوالك على الموطا الامام مالك، كتاب السهو، باب العمل فی السهو، ج ۱، ص ۲۱۴

جواب اول:

ممکن ہے کہ حدیث مذکورۂ بخاری کی اس حدیث کے بعد ہو اور یہی ظاہر ہے کہ علومِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم روز بہ روز زائد ہوتے تھے، پس ابن حجر کی تردید صحیح نہ ہوگی باوجودے کہ ابن ہمام اگرچہ معنی اس کا کچھ اپنے مقصود کے مطابق تبدیل کیا ہے، لیکن حدیث پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہ کوئی حدیث کی تضعیف کی ہے۔

باقی رہا حفاظ کے عدم اتصال کا جواب تو وہ یہ ہے کہ اگر حفاظ تضعیف حدیث بخاری پر کمر باندھ لیں تو تضعیف کر کے دکھائیں گے، دیکھو مناظرۂ سعد ابن معاذ و سعد ابن عبادہ، بل کہ ان کے صدمہ سے کوئی حدیث صحیح نہ بچ سکے گی۔ حق فرمایا ہے امام شعرانی نے اپنی ''لطائف المنن'' میں کہ بہت احادیث ضعیفہ ہیں کہ محدثین نے ان کو صحیح سمجھ لیا ہے، اور بہت احادیث صحیح ہیں کہ محدثین نے ان کو ضعیف کر چھوڑا ہے۔

دیکھو ص ۱۴۰، ج ۳، س ۱۴.

''و يطلعك على الحديث الصحيح فى نفس الامر و ان قال العلماء بضعفه۔'' (۱)

اگر آپ کو کچھ شک ہو تو موضوعاتِ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ اور تعقباتِ سیوطی کو دیکھو آپ کو شعرانی کی کلام کی تصدیق ہو جائے گی۔ بہت احادیث جو علی شرط الشیخین ہیں محقق ابن جوزی نے موضوع کہہ دیا ہے کیا علامہ مذکور حفاظ سے نہیں ہے؟

جواب دوم:

یہ ہے کہ ممکن ہے کہ حدیث غیر متصل بھی ہو، اور معمول بھی ہو اور یہ بہت ہوتا ہے کہ محدثین حدیث ضعیف کو، اور غیر متصل کو معمول بنا لیتے ہیں میں بہ طور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف ص ۴۲، ج ۱، س ۱:

((عن عمر ابن عبد العزيز، عن تميم الدارى، قال: قال

۱- لطائف المنن، الباب الخامس عشر، فى جملة اخرىٰ من الاخلاق، ص ۶۳۹

رسول اللہ ﷺ: الوضوء من کل دم سائل۔))

رواہ الدار قطنی۔ و قال عمر بن عبد العزیز: لم یسمع من تمیم الداری ولا راٰہ۔ (۱)

دیکھو! یہ حدیث غیر متصل بھی ہے، اور راوی اس کا مجہول بھی ہے، اور ہمارے حنفیہ مذہب میں معمول ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص۷۰، س۱۴/ حدیث فاطمہ صغریٰ عن فاطمہ الکبریٰ غیر متصل باوجودے کہ معمول جمیع امت کی ہے۔ (۲)

و ھکذا مشکوٰۃ ص۸۳، س۱ (۳)، ایضاً حدیث، ص۸۸، س۸. (۴)

اور دیکھو بیس تراویح کی حدیث تمام صحاحِ ستہ کی آٹھ تراویح کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو بخاری وغیرہ روایت کر چکے ہیں باوجودے کہ حدیث بیس تراویح والی معمول ہر چہار مذہب کا ہے، و باوجودے کہ تمام صحاح ستہ میں نام و نشان تک حدیث بیس تراویح کی موجود نہیں، پس منافقہ وہابیہ نصیحت پکڑیں اگر اپنے مذہب کے برخلاف حدیث پائیں تو ہزارہا تاویلیں اور حیلے بنائیں۔ اگر وسعت علم رسول اللہ ﷺ کے برخلاف پائیں تو ظاہر پر چھوڑی جائیں۔ یہ انصاف نہیں۔

قال فی المسایرۃ:

"منع الصوفیۃ و طائفۃ من المتکلمین السھو و النسیان و الغفلات الفترات فی حق النبی ﷺ۔" (۵)

۱- مشکوۃ المصابیح، کتاب الطھارۃ، باب ما یوجب الوضوء، الفصل الثالث، ص ۴۲

۲- ایضًا، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، الفصل الثانی، ص ۷۰

۳- ایضًا، باب الرکوع، الفصل الثانی، ص ۸۳

۴- ایضًا، باب الذکر بعد الصلوۃ، الفصل الثانی، ص ۸۸

۵- المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ، الرکن الثالث: العلم بافعال اللہ تعالی، الاصل التاسع: عدم استحالۃ بعثۃ الانبیاء، ص ۱۹۷. بتصرف

ص ۹۵و ۹٦.

''قال: و من اهل السنة من منع السهو اصلا فی فعله ﷺ، و الیه ذهب ابو المظفر الاسفرائنی من ائمة المحققین، و استدل بالحدیث المار الذی تکلم فیه الحفاظ۔'' (۱)

پس نص صریح مدعا پر کلام امام شعرانی کی ہے۔ دیکھو ص ۳۹ س ۹:

''اذا صفا القلب صار کالمراۃ الکرة المصقولة، فاذا قوبلت بالوجود العلوی و السفلی انطبع جمیعه فلا ینسی بعد ذلك شیئا۔'' اھ (۲)

باقی جو بعض احادیث صحاح میں صورت سہو کی واقع ہے جواب حق تو اس کا یہ ہے کہ کان ثم بان اور ذہول پر بھی محمول ہوسکتا ہے جیسے حافظ ماہر قرآن مثل حافظ فیض احمد دردانہ کے بہت وقت اس کا خیال بھی قرآن شریف کی طرف نہیں ہوتا بہ وجہ اشتغال کاروبار دنیاوی کے، لیکن جس وقت اس سے قرآن شریف کی آیت پوچھی جائے تو تار کی طرح ٹک ٹک آیاتِ بینات بیان کرتا ہے۔ اور مؤوّل بہ استغراق ہوسکتا ہے۔ بیت

من مذهبی حب الدیار لاهلها
و للناس فیما یعشقون مذاهب

تنبیہ:

اے محبانِ کفر و شرک! تم کو چاہیے کہ اول اس قانون پنجم کو حفظ فرمائیں، اور اس کے حفظ سے عدول و انحراف ہرگز نہ کریں، اور پھر کفر کے فتوے ہائی کورٹ واں بھچراں سے صادر فرما کر پارلیمنٹ ٹانک میں طبع کرائیں۔

۱- المسامرة، الرکن الثالث: العلم بافعال الله تعالی، الاصل التاسع: عدم استحالة بعثة الانبیاء، ص ٦-۱۹۵. بتصرف

۲- لطائف المنن، الباب الاول فی امور یجب عند ائمة الطریق فعلها قبل الطریق القوم، ص ٦٧. بتصرف

قانونِ پنجم

ادلہ سمعیہ چار میں بند ہیں:

الف-قطعی الثبوت قطعی الدلالة

ب- ظنیهما

ج- قطعی الثبوت ظنی الدلالة

د- **و بالعکس** (۱) (دیکھو: شامی، ج الف، ص ۶۷)

کفر انکارِ مثبت بالدلیل الاول میں ہے فقط۔ (۲)

دیکھو: شامی، ج ۳، ص ۲۹۳، س ۱۰۔

قسم اول محکم القرآن و مفسرہ اور حدیث متواترہ غیر مشتبہ الدلالت ہیں فقط۔ اب ذرا کان کھول کر سنیے! حدیث متواتر اللفظ والمعنی تو بالکل قطعاً مفقود ہے بل کہ کالعنقاء ہے۔ دیکھو کتاب ''اقتراح'' علامہ سیوطی کو۔

باقی رہا محکم القرآن و مافی حکمہ اگر ایک آیت بھی محکمہ مسئلہ متنازعہ فیہا میں پیش کریں تو میں ان کو مرشد مان لوں گا۔ و لو کان بعضهم لبعض ظهيرا۔

ہائی کورٹ میں بھی اپیل کر دو! فاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

اور جس قدر پارلیمنٹ آف ٹانک میں آیاتِ بینات پیش کی گئی ہیں مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی آیت محکمہ دال مدعا پر نہیں فضلاً عن المفسر بل کہ کلها آیاتِ مؤوّلہ

۱- رد المحتار على الدر المختار، كتاب الطهارة، مطلب فى فرض القطعى و الظنى، ج ۱، ص ۲۱۵

۲- ايضًا، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب فى منكر الاجماع، ج ۲، ص ۳۴۴

ہیں، ایک ایک آیت کی دس دس تاویلیں کم سے کم مَیں نے بیان کی ہیں، میری کتاب مبسوط میں اس کو دیکھو، اکثر تاویلات وہابیہ کے زمانۂ خروج سے پہلے مفسروں سے منقول ہیں اور بعض بہ قواعد علمیہ مؤید ہیں، افسوس کوئی صاحب ہمت اس کی طبع میں امداد کرتا۔ فانه لم یر عن الزمان مثله، لعل اللّٰه یحدث بعد ذالك امرا۔

باقی غیب کلی وجزئی قرآن میں موجود ہے نہ کسی حدیث میں موجود اس کی نفی ہے اگر چہ حدیث ضعیف بھی ہو صحیح تو کجا، اور نہ فقہ امام میں اس کا نشان ہے۔ پس اس قانون کی بہ دولت اکثر الفاظ فتاویٰ والے جو باب الکفریات میں مذکور ہیں' غلط ثابت ہوں گے۔

دیکھو شامی ج ۳ (۱)، و بحر ج ۵. (۲) فاحفظه فانه ینفعك فی کثیر من المواضع۔

محقق علامہ صاحب جامع الفصولین وغیرہ تو کہتے ہیں:

"کفر شیءِ عظیم ہے، ہرگز ہرگز کفر کے فتویٰ پر جرأت نہ کرنی چاہیے اگر چہ خصم شبہۂ باطلہ سے بھی استدلال کرے، اگر چہ اس کی روایت ضعیف بھی ہو، اگر چہ مستدل غیر مذہب سے بھی ہو۔" اھ ک (۳)

پس کیا گمان ہے تمہارا اے ظالمو! جس وقت کہ مدعی غیب کے پاس آیاتِ بینات و احادیث صحاح موجود ہوں خاصہ متاخرہ ناسخہ۔ قاتلهم اللّٰه انّٰی یؤفکون۔

امر تنقیح:

هل یکون کافرا مشرکا من قال: الغیب یعلمه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم؟ قیل:

۱- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب ما یشك فی انه ردة لا یحکم بها، ج ۶، ص ۳۴۵

۲- البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج ۵، ص ۲۱۰

۳- رسائل ابن عابدین، تنبیه الولاة و الحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابه الکرام علیه و علیهم الصلوة و السلام، ج ۱، ص ۳۴۲. ملخصًا

نعم، و قیل: لا و انا الی الثانی، و من ادعی فعلیه البیان۔ فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

سوال:

غیب کی کیا تعریف ہے؟

جواب:

اصح التعاریف ما قال القاضی فی ج ا ص ۱۴:

"و الغیب الخفی الذی لا یدرك بحاسة و لا تقتضیه بداهة العقل۔" اھ من عینه (۱)

سوال:

واقعہ بیت المقدس کا قصہ معراج میں بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے وارد ہوگا، کیوں کہ بیت المقدس مبصر فی الجملہ ہے۔

جواب:

اسی وقت یعنی وقت اخبار مدرک بہ حاسہ نہ تھا۔

سوال:

وقت اخبار مدرک بصر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

جواب:

حاسہ معتادہ بشریہ معتبر ہوگا اور بصر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خارق العادۃ ہے، اس واسطے اخبار معجزہ بھی ہوگیا ہے۔

۱- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة: الذین یؤمنون بالغیب، ج ۱، ص ۱۱۴. بتصرف

سوال:

مضمرات القلب لصاحبہ وارد ہوں گے، پس لازم آئے گا کہ وہ عالم بالغیب ہو۔

جواب:

جنس لفظ خفی سے خارج ہو جائے گی۔

پس قاضی نے تقسیم کی ہے:

''ایک قسم غیب وہ ہے جس پر دلیل منصوب نہیں، اور مصداق قول باری تعالیٰ کا وہی ہے:

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾

اور دوسرا قسم وہ ہے جس پر دلیل منصوب ہے مثل صانع وصفات اس کے۔'' اھ ک (۱)

اور امام رازی نے بھی فرمایا ہے کہ یہی معنی جمہور مفسرین کا ہے اور تقسیم کی ہے امام نے جیسے قاضی نے کی ہے، پھر فرمایا ہے کہ

''قسم اول خاص بہ خدا ہے۔''

اور قسم ثانی میں فرمایا ہے ابو مسلم اصفہانی کے جواب میں:

''فلا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب ما لنا علیہ دلیل۔'' (۲)

دیکھو تفسیر ج ۱، ص ۱۶۶، س ۱۴۔

پس کل نظریات منطقیہ اور تمام اشکالِ اقلیدس اول شکل مثلث متساوی الاضلاع سے لے کر تا مقدماتِ بونیوس غیب کی تعریف میں داخل ہوں گے۔ و هو حق۔

اور قسم اول جو قاضی و امام کی کلام میں واقع ہے کہ خاصہ خدا کا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ بلا اعلام خدا کے دوسرا نہیں جان سکتا، نہ یہ مطلب ہے کہ خداوند جل جلالہ کسی کو بتاتا بھی نہیں اسے۔ فاصرف واحفظ، قد زل فیہ اقدام الاعلام۔

۱- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیۃ: الذین یؤمنون بالغیب، ج ۱، ص ۱۱۴

۲- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج ۱، ص ۸-۲۷

اور نص اس معنی پر جو مَیں نے کہا ہے کلام صاحب کشاف حنفی کی ہے، ص ۹۸ س ۹، و ابو سعود حنفی ص ۷۳ ج ۱ (۱)، و امام نظام نیشاپوری ج ۱ ص ۱۳۳ (۲)، و جو اِن افاضل نے تعریف کی ہے احسن التعاریف ہے اور ادق و الطف ہے۔

قال صاحب الكشاف:

"و المراد به الخفى الذى لا ينفذ فيه ابتداء الا علم اللطيف الخبير، انما نعلم منه نحن ما اعلمناه، او نصب لنا دليلا عليه، و لهذا لا يجوز ان يطلق فيقال: فلان يعلم الغيب۔" اھ من عينه (۳)

قال السيد الشريف فى حواشيه:

"(قوله: ما اعلمناه) بفتح الميم اى جعلنا اللطيف الخبير عالمين به و هو اشارة الى الدليل السمعى كما ان (قوله: او نصب لنا دليلا) اشارة الى الدليل العقلى...... (قوله: و لهذا) اى و لان المراد بالغيب ما ذكر، و انما لم يجز الاطلاق فى غيره تعالى لانه يتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فيكون تناقضا، و اما اذا قيد، و قيل اعلمه الله تعالى الغيب، او اطلعه عليه فلا محذور فيه۔" اھ السيد من عينه (۴)

۱- ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآية: الذين يؤمنون بالغيب، ج ۱، ص ۴۴

۲- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآية: و عنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو، ج ۳، ص ۹۰-۸۹

۳- تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل و عيون الاقاويل فى وجوه التاويل، تحت الآية: الذين يؤمنون بالغيب، ج ۱، ص ۳۹

۴- حاشية العلامة السيد الشريف على تفسير الكشاف، تحت الآية المذكورة، ص ۱۵۹

پس اس کلام افاضل کی نے بعینہٖ وہ مطلب صاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے جو میں نے کلام قاضی وامام رازی کا معنی قسم اول کا بیان کیا تھا اور وصیت حفظ کے واسطے کی تھی، جس شخص نے یہ تعریف غیب کی سمجھ لی اور حفظ کر لی اس پر تمام مشکلاتِ مسئلہ غیب حل ہو جائیں گے۔ مَیں مدعی نہیں ہوں بل کہ نافی کفر و شرک ہوں اور سائل ہوں، مَیں جس قدر استدلال پیش کروں گا تبرع ہوگا۔

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان جاں فرسا
دل افگندیم بسم اللّٰہ مجریھا و مرسٰھا

القرآن بالقرآن

و به نستعين

برہانِ قاطع اوّل

قال اللّٰہ تبارك و تعالیٰ:
﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ﴾ (۱) (پارہ ۴، ربع ۳)

الغیب اسم جنس ہے معرف باللام پس لام استغراق کا ہوگا لعدم المعهود. على ما تقرر فى الاصول و المعانى و النحو۔
دیکھو رضی (۲)، شرح جامی (۳)، وسائر شراح الکافیہ (۴)، والفاضل مدقق (۵)، و اللاہوری، وعبدالغفور ص ۲۹۸ س ۵، حیث قال:

۱- آل عمران:۱۷۹

۲- شرح الكافية للرضى، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ج ۱، ص ۱۰۵

۳- الفوائد الضيائيه شرح الكافية معروف بہ شرح جامی، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ۹۰-۸۹

۴- مثل: غاية التحقيق شرح الكافية، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ۱۳۱

۵- حاشية نور محمد المدقق على عبد الغفور، المرفوغات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ۳۰۳، حاشية ۵

''قانون اسم الجنس المعرف سواء كان باللام، او الاضافة اذ استعمل و لم تقم قرينة تخصصه ببعض ما يقع عليه، فهو الظاهر فی الاستغراق دفعا للترجیح بلامرجح۔''اھ کـ بعینہٖ (۱)

قال الفاضل اللاهوری شیخ اسلام زمانه المکرم عند سلطان شاه جهان الغازی:

''(معنی ضربی زیدا قائما) جمیع افراد الضرب الخ۔'' (۲)

دوسری وجہ استغراق کی یہ ہے کہ غیب جزئی تو ہندو بھی جانتے ہیں علی ما اقر الخصم عندی، لان الکذوب قد یصدق سچ ہے، اگر تم کو اس میں شک ہے تو تفسیر کبیر امام رازی (۳) دیکھو ص۲۲۳، جلد ۸ کو، دیکھو سطیح اور کاہنہ بغدادیہ کا قصہ کہ سلطانِ سنجر نے ۳۰ سال تجربہ کیا، ایک بات بھی اس کی جھوٹی نہ نکلی، پس نفی اس کی کذب محض ہوگی، پس استغراق واجب ہوگا۔

اب تحقیق ان کی سنو، اصول اور نحو کو دیکھو کہ لکن واسطے استدراک کے درمیان دو کلام متنافیین کے ہوتا ہے۔ مفسر حنفی ابو سعود جلد۲، ص۴۹۰، س۹:

''و انت خبیر بان الاستدراك بالاجتباء صریح فی ان المراد اظهار تلك السرائر بطریق الوحی الخ۔'' (۴)

۱- حاشیة عبد الغفور علی شرح الجامی، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ۳۰۳

۲- حاشیة عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، المرفوعات، بحث حذف المبتدا و الخبر، ص ۳۰۳، حاشیة:۵

۳- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة: عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا، ج ۱۵، ص ۱۶۹

۴- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة: و ما كان الله لیطلعکم علی الغیب، ج ۲، ص ۷۱. بتصرف

پس اس تحقیق علمی کے لحاظ سے معنی مفسر حضرت سید حسین واعظ کاشفی نقش بندی نے یہ کیا ہے:

"نہیں اللہ کہ اطلاع دے دے تمھیں اے منافقو اور کافرو! تمام مغیبات پر ای ما کان و ما یکون پر، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ پسند کرتا ہے تمام مغیبات ای ما کان و ما یکون کے ساتھ نبیوں میں سے اس پیغمبر کو کہ چاہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو۔" (۱) (دیکھو تفسیر حسینی، تحت هذه الآية)

اب یہ معنی میرا فقط قواعد علمیہ سے اور فقط مفسرین کے لحاظ سے نہیں، اب تفسیر بالحدیث بھی سنیے، معنی وہ ہونا چاہیے، جس میں قواعد علمیہ اور مفسرین اور حدیث ہر تین متفق ہو جائیں۔ بیت

فاستمع ما ذا يقول العندليب
حيث يروى من احاديث الحبيب

دیکھو بھاری محدث محی السنة صاحب مصابیح ص ۳۸۱ س ۲۶، و خازن (۲) جو حتی الامکان تفسیر قرآن بالحدیث کرتا ہے ص ۳۸۲ س ۲، و امام نظام نیشاپوری (۳) ص ۱۴۸، س ۳۱، وغیرہ تمام شانِ نزول اس آیت کا یہ بیان کر رہے ہیں:

"قال السدی: قال رسول الله ﷺ: عرضت على امتى فى صورها فى الطين كما عرضت على آدم، و اعلمت من يؤمن بى و من يكفر بى، فبلغ ذلك المنافقين، فقالوا استهزاءا: زعم محمد انه يعلم من يؤمن به ومن يكفر

۱- تفسیر حسینی، زیر آیت مذکور، ج ۱، ص ۱۱۸

۲- لباب التاويل فى معانى التنزيل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۳۲۸

۳- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآية المذكورة، ج ۲، ص ۳۱۸

ممن لم يخلق بعد، ونحن معه وما يعرفنا فبلغ ذلك رسول الله ﷺ، فقام على المنبر، فحمد الله تعالى و اثنى عليه، ثم قال: ما بال اقوام طعنوا فی علمی، لا تسئلونی عن شیء فيها بینکم و بین الساعة الا انباتکم به۔ فقام عبد الله ابن حذافة السهمی، فقال: من ابی یا رسول الله ﷺ؟ فقال: حذافة۔ فقام عمر رضی الله تعالی عنه، فقال: یا رسول الله ﷺ رضينا بالله ربا، و بالاسلام دينا، وبالقرآن اماما، و بك نبيا، فاعف عنا عفى الله عنك۔ فقال النبی ﷺ: فهل انتم منتهون، ثم نزل عن المنبر، فانزل الله تعالی هذه الآية۔

فقال ابن عباس، و الضحاك، و مقاتل، و الكلبی، و اكثر المفسرين: الخطاب للكفار و المنافقين۔" اھ (۱)

اب حدیث مفصل کی تائید بخاری و مسلم وغیرہ سے سنیے! بخاری ج ۱، ص ۱۹:

((عن ابی موسی، قال: سئل النبی ﷺ عن اشياء، كرهها فلما اكثر عليها غضب ثم قال للناس: سلونی عما شئتم، فقال رجل: من ابی؟ قال: ابوك حذافة، فقام الآخر، فقال: من ابی یا رسول الله ﷺ؟ فقال: ابوك سالم مولٰی شیبة، فلما رأی عمر رضی الله تعالی عنه ما فی وجهه قال: یا رسول الله ﷺ! انا نتوب الی الله عز وجل۔)) (۲)

۱- معالم التنزیل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۴۵۴. بتصرف

۲- صحيح البخاری، کتاب العلم، باب الغضب فی الموعظة و التعليم اذا رأی ما یکره، ج ۱، ص ۱۹

و متصلا بعده روی هذا الحدیث عن انس ابن مالك ایضًا ص ۲۰ بخاری۔ (۱)

و فی بعض الروایات:

عما بدا لکم۔

احادیث ثلاثہ معنیً تو قریب قریب ہیں، لیکن بخاری کی اس حدیث میں عموم زائد ہے۔اب ان احادیث کی رو سے اگر وہ حقیقت روح یا مفاتیح خمسہ یا امریکہ کے معادن یا موصل کے تیل کے چشمے یا چین کے جنگلات کے تعداد اشجار یا بحرمحیط کے حیوانات کے نسب تا اول کما ذکرہ علی الخواص یا تعداد سکان السمٰوات و الارض وغیرہ پوچھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بالضرور بتاتے کیوں کہ عجز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مقامِ اعجاز میں محال ہے باتفاق الامۃ، ورنہ نبی نبی نہیں رہتے نعوذ باللہ کیوں کہ خذلان لازم آتا ہے، لیکن خداوند نے ان کے عقول کو دوسری طرف پھیرا۔ کسی نے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ کسی نے پوچھا: میرے اونٹ کہاں ہیں؟ کسی نے پوچھا: میری اونٹنی کہاں ہے؟ وغیرہ وغیرہ و هذا ایضا من باب المعجزات۔

باقی تقریر اس کی برہانِ ثانی میں آئے گی۔

۱- صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من برك علی رکبتیه عند الامام و المحدث، ج ۱، ص ۲۰

برہانِ قاطع ثانی

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (۱)

(پارہ ۵، اختتام ربع ثالث)

ترجمہ: نازل کی اللہ نے اوپر تیرے کتاب اور حکمت اور سکھایا تجھ کو جو کچھ کہ نہ تھا تو جانتا اور ہے فضل اللہ کا اوپر تیرے بڑا۔

پس فاعل عَلَّمَكَ کا اللہ ہے جو مبدءِ فیاض ہے، فیض اس کا عام ہے، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اور وہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۲) ہے، اور مصداق کاف کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جو متعلّم ذی استعداد کامل ہے، جو مصداقِ ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (۳) ہے، اور لفظ ما کا عام ہے جس کی تخصیص حدیث صحیح بھی نہیں کر سکتی، مگر جس وقت مشہور یا متواتر ہو کما تقرر فی الاصول، کیوں کہ تخصیص نسخ ہے۔ پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ معلم ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعلّم ہے، اور لفظ ما کا عام ہے تو کوئی حاجت نہیں رہی۔

سوال:

ما سے مراد تمام احکام شرائع ہوں گے؟

جواب:

پہلے کتاب وحکمت میں تمام احکام شرعیہ اصلیہ وفرعیہ مندرج ہو چکے ہیں، اس سے ضرور تمام مغیبات ہوں گے۔

۱- النساء:۱۱۳

۲- البقرة:۱۲۰

۳- القلم:۴

سوال:

مراد ما سے قصہ اُبیرق ہے، بعض دوستوں نے مجھ پر یہ سوال کیا تھا؟

جواب:

موردا ور اسباب پر عمومِ الفاظ بند نہیں ہوتا علی ما تقرر فی اصول الحنفیة۔

سوال:

فضل کریم نے مجھ پر کیا تھا، پارہ ہفتم ربع رابع ﴿وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْا﴾ (۱)
اور اِشتہار میں یہ شائع کرایا ہے: ﴿وَ یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾ (۲)

(پارہ۲، ربع اول)

جواب اول:

نقض اجمالی کے جریان کے واسطے شرط ہے کہ بعینہٖ دلیل جاری مادۂ نقض میں ہو کما تقرر فی علم المناظرة، پس دلیل ہماری مجموعہ تین اجزا کا ہے: ای فاعل معلم صاحب فیض عام ہے، مفعول متعلم ذی استعداد تام ہے اور ما عام عند الانام ہے۔ فاندفع النقض بحذافیرہ۔

جواب دوم:

مقابلہ جمع بالجمع تو تقسیم افراد کی افراد پر کرے گی کما تقرر فی الاصول و صدر شرح الوقایة (۳) پس نص سے تو ایک علم ایک مخاطب کا ثابت ہوگا، پس اس سے کہاں ثابت ہوا مخاطبین کے واسطے علم ما کان و ما یکون جو سائل کے نزدیک محال ہے۔

جواب سوم:

تم نے قیاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود پر کیا ہے نص اول میں، اور ثانی میں لیکن عوام مسلمین پر،

۱- الانعام:۱۹

۲- البقرة:۱۵۱

۳- شرح الوقایة، کتاب الطهارات، ج ۱، ص ۵۷

جو سوئے ادب ہے اور سفاہت کبریٰ ہے۔ وباقی اجوبہ مبسوطة فی المبسوط ہیں، یہ تحقیق تو بہ اعتبار قواعد علوم کے تھی۔

اب معنی مفسرین کا سنیے، مفسر بھی وہ جو خیر القرون میں پیدا ہوا ہے، اور مؤرخ ابن خلکان نے اس کو مجتہد مطلق لکھا ہے۔ یعنی علامہ ابن جریر طبری قال فی ص ۱۶۳، ج ۵:

''یقول: و من فضل اللّٰہ علیك یا محمد مع سائر ما تفضل به علیك من نعمه، انه انزل علیك الکتاب، و هو القرآن الذی فیه بیان کل شیء، و هدی و موعظة، ﴿وَ الْحِکْمَةَ﴾ یعنی و انزل علیك مع الکتاب، الحکمة: و هی ما کان فی الکتاب مجملا ذکره، من حلاله و حرامه و نهیه و احکامه و وعده و وعیده ﴿وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ من خبر الاولین و الاخرین و ما کان و ما هو کائن۔'' اھک (۱)

اب تفسیر اس جوان کی سنیے جو ابن تیمیہ وہابی سے بھی پہلے پیدا ہوا ہے۔ جس کے حق میں مولوی جامی فرماتے ہیں: بیت

روز بہان فارس میدانِ عشق
فارسیاں را شاہ ایوانِ عشق

یعنی تفسیر عرائس البیان ص ۱۵۹، ج ۱، س ۵:

''﴿وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾ ای علوم عواقب الخلق و علم ما کان و ما سیکون۔'' اھک (۲)

فانظروا ههنا فانه ذکر العجائب۔

اور اس جگہ ایک نہایت قوی اشکال ہے، جو تحریراً حسین علی نے میری طرف روانہ کیا تھا وہ یہی ہے کہ اگر یہ آخری آیت ہے تو یہ قطعاً باطل ہے بالاتفاق۔ اگر اس کے بعد کوئی

۱- جامع البیان عن تاویل آیات القرآن، تحت الآیة: و انزل اللّٰہ علیك الکتاب و الحکمة، ج ۳، ص ۲۵۳۳

۲- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۲۷۴

آیت نازل ہوئی ہے تو تحصیل حاصل اور بلا فائدہ ہے، کیوں کہ رسول کو پہلے معلوم تھی اور ما کان و ما یکون میں مندرج تھی، اور یہ اعتراض بعینہٖ اس پر بھی ہوگا جو جمہور مفسرین نے اس جگہ اور قصہ شبِ معراج میں بیان کیا گیا ہے، جیسے نس ج ۷، ص ۱۲۸ ر کہ

''رسول اللہ کو ایک قطرہ حلق میں ٹپکایا گیا اور علم ما کان و ما یکون عطا ہو گیا۔'' (۱)

جواب اول:

شیعہ امام حسین کا ماتم کرتے ہیں، وہابیوں کو علم کا ماتم کرنا چاہیے، کیوں کہ علم ان میں مفقود ہو گیا اور بہ سبب عداوت الرسول کے سمجھ بھی فنا ہو چکی ہے، کیوں کہ سورت فاتحہ میں جو بہ اتفاق مفسرین دو بار نازل ہوئی ہے اور مکی بھی ہے، اور مدنی بھی ہے، کیا جواب دیں گے؟ فما هو جوابكم فهو جوابنا، و هكذا قالوا في اخر البقرة۔

جواب دوم:

فرقِ عظیم ہے درمیان وحیِ متلو و غیر متلو۔

جواب سوم:

و هو جواب حق، و من مساعي عمري۔ اور وہ یہ ہے کہ عداوت الرسول نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں اور ان کی بصیرت مار دی ہے، کیوں کہ لفظ قرآن قدیم ہے مثل معنی کی اور تقسیم کلامِ لفظی اور نفسی جو متاخرین نے کہی ہے یہ غلط ہے بلکہ قرآن کا لفظ بھی قدیم ہے، ہاں تلفظ بلفظ القرآن حادث ہے اور ملفوظ قدیم، و لا يختلف باختلاف القراءات و قد افادني ذالك مولانا المحدث محمود الحسن الديوبندي وقت التدريس بعد بحث بيني و بينه مدظله۔

اور فرمایا کہ اس مسئلہ کو محقق ابن ہمام و بحر العلوم نے کچھ قدر سمجھا ہے اور مجتہد اس مسئلہ میں امامِ ربانی مجددِ الف ثانی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجتہد مسئلہ کلام میں فرمایا۔ دیکھو

۱- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآية: قل لا اقول لكم عندي خزائن الله، ج ۳، ص ۸۳. بتصرف

کتاب ''معاد''. (۱) پس خلاصہ اس کلام کا یہ ہوا کہ ما کان و ما یکون بہ معنی ما حدث و ما یحدث ہے یعنی کائنات وحوادث جو محل نزاع ومتنازعہ فیہ ہے پس رات معراج جس کی اس آیت میں تصدیق بہ وحی متلو ہوگئی ہے علم کائنات وحوادث کا تھا اور قرآن تو بلفظہٖ قدیم ہے متقدمین وغیرہ کے نزدیک، پس قرآن من حیث ھو ھو خارج ہے موضوع بحث سے۔ اور تحقیق اس جواب کی ماخوذ ہے کلامِ امامِ ربانی سے جو دفتر ثالث مکتوب صدم میں ہے۔ (۲) فانظر تحقیقه فانه عجیب هذا، و باقی الاجوبة مبسوطة فی المبسوط، و لا یسعه هذا العجالة۔

اب مسلمانو! سوچ کا مقام ہے۔ آیات پر اگر کوئی قیدِ زائد اپنی طرف سے عائد نہ کی جائے تو ہم نے جو دو آیات پیش کی ہیں' ہر دو موجبہ کلیہ ہیں، اور خصم نے پارلیمنٹ ٹانک میں جس قدر پیش کی ہیں یا سالبہ جزئیہ ہیں یا سالبہ کلیہ مثلاً ﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ میں اگر لامِ عہد خارجی لیا جائے تو بہ معنی لیس بعض پھر سالبہ جزئیہ ہوگا، اگر لام استغراق کا ہوگا تو رفع ایجاب کلی ہو کر بہ معنی لیس کل پھر بھی سالبہ جزئیہ ہوگا، اگر لامِ جنس یا عہد ذہنی ہو تو باوجود فساد معنوی کے سالبہ کلیہ ہوگا۔ الغرض چوں کہ مخالف کی آیاتِ ذکر کردہ میں نفی ہے، تو ضرور ان دو امر سے خالی نہ ہوگا، یا سالبہ جزئیہ یا سالبہ کلیہ اول لحاظ سے آیات اثبات ونفی میں تناقض ہوگا، اور ثانی لحاظ سے تنافی ہوگا، ہر حال تعارض موجود ہے۔

آیاتِ اثبات جو مَیں نے ذکر کی ہیں مدنی متاخر باتفاق الامۃ ہیں، اور آیات نفی جو مخالف نے پیش کی ہیں وہ سب مقدم ومکی ہیں، پس آیاتِ نفی منسوخ ہوں گی یا توفیق بہ فروقِ خمسہ کے کی جائے گی۔ یہ جواب عالم ماہر اصول وفروع کے نزدیک نہایت واضح ہے اور تمام آیات کا ایک ہی جواب ہے جو مخالف نے ذکر کی ہیں۔ فقط

باقی بہت جواب اس جگہ میں ہر ایک آیت کا علحدہ علحدہ جواب ہے، اور وہ دس دس جوابوں سے کم بھی نہ ہوں گے، جس کو شوق ہے میرے کتاب مبسوط میں دیکھے۔ و اللّٰہ المستعان

۱۔ مبدا و معاد، ص ۳۹

۲۔ مکتوباتِ امام ربانی، ج ۲، حصہ ۹، ص ۶۲

برہانِ قاطع ثالث

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (۱) (سورۃ الجن، پارہ:۲۹)

قانونِ اوّل:

مستثنیٰ متصل حقیقت ہے اور منقطع مجاز ہے علی ما حقق فی النحو۔ دیکھو عبد الغفور (۲)، وعبدالحکیم (۳) ص۳۶۲، وتلویح (۴) وغیرہ کتب اصول کو۔

قانونِ دوم:

اسم جنس معرف ہے باللام یا بالاضافۃ اصل اس میں عہد خارجی ہے، پس اگر معہود کوئی نہ ہوتو پھر استغراق ہوگا علی ما تقرر فی الاصول و المعانی و النحو کما فی الاستدلال الاول عن عبد الغفور وغیرہ۔ (۵)

اقول: کہ اگر اِضافتِ غیب بہ طرفِ ضمیر عہد خارجی کی ہوتو غیب سے مراد قیام و وقوع القیامت ہوگا بقرینۃ السیاق، علی ما صرح بہ شارح المقاصد فی

۱- الجن:۲۶،۲۷

۲- حاشیۃ عبد الغفور علی شرح الجامی، المنصوبات، المستثنیٰ، ص ۳۸۷

۳- حاشیۃ عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، المنصوبات، المستثنیٰ، حاشیۃ:۵، ص ۳۸۷

۴- التلویح فی کشف حقائق التنقیح، باب البیان، فصل فی الاستثناء، ج ۲، ص ۴۵۳

۵- اس کی تخریج برہانِ قاطع اول کے تحت گزر چکی ہے۔

علم العقائد ص ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ج ۲، حیث قال:

"ان الغیب ھھنا لیس للعموم بل مطلق او معین، ھو وقت وقوع القیامة بقرینة السیاق، و لا یبعد ان یطلع علیه بعض الرسل من الملائکة او البشریة۔" (۱)

جزءِ اول قانونِ دوم کی ہے، پس بناءً علیہ معنی آیت شریف کا یہ ہوگا:

"پس نہیں مطلع کرتا خداوند اپنے مخصوص غیب قیامت والے پر کسی شخص کو، مگر خبردار کرتا ہے اپنے مخصوص غیب قیامت والے پر اُس شخص کو جس کو پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے۔"

پس اس معنی کا مقتضی یہ ہوگا کہ یہ آیت ناسخ ہوگی آیاتِ قیامت کی جن کو مستدل نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے، اور سالبہ کلیہ جو آیت مفاتیح خمسہ سے مستفاد ہوتا ہے اس کی کلیت بھی منسوخ ہو جائے گی اور بہ وجہ ثبوت نقیض سالبہ کلیہ کے اور بہ وجہ عدمِ قائل بالفصل کی آیت مفاتیح خمسہ بھی منسوخ ہو جائے گی، چناں چہ علامہ صاوی مالکی جا بہ جا آیاتِ عدم علم غیب کی تحقیق نسخ ذکر کرتا ہے یا توفیق بہ فروقِ خمسہ کی جائے گی اور تطبیق بہتر ہے نسخ سے۔

اگر اضافت عہد خارجی نہ ہو تو اضافت استغراق کی ضرور ہوگی، چناں چہ قانون دوم کی جزءِ دوم میں ذکر ہو چکی ہے۔

اور قاضی بیضاوی کی کلام سے بھی یہی نظر آتا ہے، کیوں کہ وہ فرماتے ہیں:

"غیبه المخصوص به علمه۔" (۲)

پس بناءً علیہ معنی یہ ہوگا:

"پس نہیں خبردار کرتا خداوند اوپر تمام غیوب اپنے کے کسی شخص کو، مگر اس شخص کو

۱- شرح المقاصد، المقصد السادس فی السمعیات، المبحث الثامن: الولی، ج ۵، ص ۷۲

۲- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة: عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه، ج ۵، ص ۴۰۲. بتصرف

کہ پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے۔"

اب یہ آیت ناسخ ہوگی تمام آیاتِ نفی غیب کی جو سالہ مرتبہ ہائی کورٹ واں بھجر اں منظور کردہ پارلیمنٹ میں ہیں عموماً و آیت مفاتیح خمسہ کی خصوصاً۔ و فی الابریز شریف ص ۱۵۶:

"قلت للشیخ رضی اللہ عنہ: فان علماء الظاهر من المحدثین و غیرهم اختلفوا فی النبی ﷺ هل کان یعلم الخمس المذکورات؟ فقال: کیف یخفی امر الخمس علیه ﷺ و الواحد من اهل التصرف من امته الشریفة لایمکنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس۔" (۱)

و قال فی موضع اٰخر من ابریز:

"و کیف یخفی علیه ذلك، و الاقطاب السبعة من امته الشریفة یعلمونها و هم دون الغوث، فکیف بالغوث، فکیف بسید الاولین و الاٰخرین الذی هو سبب کل شیء، و منه کل شیء۔" اھ (۲)

فافهم فانصف۔

پس اگر سوال کرو کہ امام رازی بہ جوابِ سوالِ اہلِ اعتزال کہتا ہے:

"اذ لا صیغة عموم ههنا ای فی غیبه۔" (۳)

دیکھو ص ۲۳۳، و شارح مقاصد فی علم العقائد ج ۲، ص ۲۰۵ کما مر تحریره۔

پس احتمالِ ثانی ساقط ہوگی اور اول متعین۔

۱- الابریز من کلام العارف بالله عبد العزیز الدباغ، الباب الثانی فی بعض الآیات القرآنیه، ص ۳-۳۱۲

۲- ایضا، الباب العاشر فی البرزخ و صفته و کیفیة حلول الارواح فیه، ص ۵۷۹

۳- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة: عالم الغیب فلا یظهر علٰی غیبه احدا، ج ۱۵، ص ۱۶۸. بتصرف

جواب:

اس میں بھی ہمارا مطلب ہے اوران کا فرمان ہمارے مطلب کے مخالف نہیں ہے، لیکن تحقیق وہی ہے جو مَیں ذکر کر چکا ہوں۔

تفسیر فتح البیان ج ۱۰،ص ۸۴ قال العلامة الشوکانی:

”اما قول الرازی لا صیغة عموم فی غیبه فباطل فان اضافة المصدر و اسم الجنس من صیغ العموم ای ان لم یکن معهود کما صرح به ائمة الاصول و غیرهم۔“ اھ ک (۱)

و هو حق فاحفظه فانه نافع کثیر ثم انصف۔

یا بہ فروقِ خمسہ تطبیق کردو اور یہ بہتر ہے، اس آیت کے طریق استدلال میں مَیں نے کوئی لفظ اور قید اپنی طرف سے نہیں لگائی مثل آیتین سابقتین کے۔

معنی سنیے ان بعض الناس کا جن کا مَیں کہتا ہوں: غیب کلی اختراعی کی آڑ میں آ کر غیب جزئی سے بھی فی الواقع منکر ہو گئے ہیں، بل کہ وہابیوں سے بھی بدتر عقائد والے ہو گئے ہیں، کیوں کہ وہابی و معتزلی اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب جزئی تو ضرور ثابت کرتے ہیں اور یہ جزئی کے بھی منکر ہیں۔

اب مَیں عبارت اس شخص کی بعینہٖ نقل کرتا ہوں اس کی پشتو ذرہ غور و خوض کی محتاج ہے، کیوں کہ عند تدقیق النظر کلام مہمل ہے اور اس کا ہم نوا ہے جاہل ملتانی جو نام اس کا ضد اسمی اپنے کی ہے، برعکس نہند نام زنگی کافور۔ دیکھو اپنی قلمی تحریر محرف میں فرماتے ہیں کہ

”اب یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ علم غیب کا کیا معنی ہے؟ سب مومن کہتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتا تھا اور بہت امورِ غیبیہ حق تعالیٰ نے جتلا دیے، کشفِ اولیا کو ہر کوئی مانتا ہے پھر اس کا کیا معنی کہ غیب خاصۂ خدا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی پاک کلام بعض مفسر ہے بعض کی ﴿عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾ کا معنی یہ ہے کہ ﴿لَا یُظْهِرُ

۱- فتح القدیر، تحت الآیة: عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا، ج۵، ص۳۰۲. بتصرف

عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا﴾ یعنی حق تعالیٰ اپنی غیب پر غالب کسی کونہیں کرتا، مگر یہ بات ہے کہ اپنے پیغمبروں کے لیے فرشتے واسطے وحی اور دفع شیاطین کے تیار کیے ہوئے ہیں۔'' اھ ک

بھلا اب اس جناب سے پوچھو اس آیت میں معنی کے لحاظ سے کہاں پیغمبروں کے واسطے علم غیب ثابت ہوا اگر چہ جزئی بھی ہو۔ فانظر تحریفه۔

اب اگر تم کو شوق ہے تو معنی غیب کا بجمیع ماله وعلیه کو کتابِ مبسوط میری کے مقدمہ میں دیکھو (۱)، اور اسی طرح اولیاے کرام کے علم غیب کی تحقیق اور قید دوام کی تحقیق کتاب مبسوط میں ہے۔ (۲) یہ رسالہ فقط زنادقہ کی تحریف کا جواب ہے اور اگر مَیں تمام تحقیقات ذکر کروں تو کتاب طویل بن جائے گی۔

ہاں اب ان کی سبُّ الرسول کے متعلق کچھ ذکر کرتا ہوں۔ دیکھو پارہ ۹، سورۃ الاعراف ﴿لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ الآیۃ (۳) کا معنی اس طور پر کیا گیا ہے رسالہ ص ۲ میں:

''اگر مَیں غیب کو جانتا ہوتا تو البتہ اپنے لیے بہت کر لیتا بھلائی کو اور نہ مجھے پہنچتی کوئی برائی۔'' اھ ک بعینہٖ

نحو، اصول، معانی خاصہ ''رضی'' (۴)، و''شرح جامی'' (۵)، و سائر الشراح الکافیۃ (۶)، و''عبد الغفور'' (۷)، وغیر ہا اس بیت کے تحت میں ذکر کر رہے ہیں:

۱- موجودہ ایڈیشن، ص ۱۲۵

۲- موجودہ ایڈیشن، ص ۲۱۳

۳- الاعراف: ۱۸۸

۴- شرح الکافیة للرضی، المرفوعات بحث تنازع الفعلین، ج ۱، ص ۸۲

۵- الفوائد الضیائیة شرح الکافیة معروف بہ شرح جامی، المرفوعات، بحث تنازع الفعلین، ص ۷۶

۶- مثل: غایة التحقیق شرح الکافیة، المرفوعات، بحث تنازع الفعلین، ص ۱۰۷

۷- حاشیة عبد الغفور علی شرح الجامی، المرفوعات، بحث تنازع الفعلین، ص ۵۰-۲۴۹

لو انما اسعی لادنی معیشة
کفانی و لم اطلب قلیل من المال

اور ''مطول'' (۱)، و''مختصر معانی'' (۲)، و''تکملہ'' (۳)، و''متن متین'' (۴) مبحث معنی لو کے تحت میں ذکر کررہے ہیں کہ لو کی شرط و جزاو ماعطف علیہما اگر مثبت ہوں تو منفی ہوجاتے ہیں، اگر منفی ہوں تو مثبت بن جاتے ہیں۔

پس بناءً علیہ ای ہذا القانون معنی اس پارٹی کا قرار دیا ہوا یہ ہوگا کہ میں غیب نہیں جانتا اور بھلائی میرے میں کوئی نہیں اور برائی موجود ہے۔

اب بتاؤ ظالمو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کون سی سب اس سے زیادہ ہوگی کہ نبی میں بھلائی نہ ہو، اور برائی موجود ہو، حالاں کہ نبی میں تمام اوصاف کمال کے پائے جاتے ہیں، اور نبی جامع المناقب ہوتا ہے، اور جس شخص میں برائی موجود ہوتی ہے وہ برا ہوتا ہے۔ اذا قام المبدا قام المشتق۔ ورنہ علم ہو اور عالم نہ ہو اور سواد ہو اور اسود نہ ہو لازم آئے گی و ھی سفسطة فافھم۔

اب میرا معنی سنیے!

جواب اول:

''الخیر'' اسم جنس معرف باللام ہے، پس لام عہد خارجی کا ہوگا علی ما ھو الاصل اور اشارہ ہوگا طرف نبوت کی جو فردِ کامل ہے اور ''السوء'' کا لام عہد خارجی کا ہوگا علی ما ھو الاصل اشارہ ہوگا طرف جنون کی جو فرد کامل سوء کا ہے اور یہ معلومہ

۱- المطول، الفن الاول: علم المعانی، احوال المسند، بحث بیان ان و اذا و لو، ص ۳-۱۵۲

۲- مختصر المعانی، الفن الاول: علم المعانی، احوال المسند، بحث بیان ان و اذا و لو، ص ۱۵۱

۳- تکملة عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، الحروف، بحث حروف الشرط، ص ۲۳۴

۴- متن متین، المقصد الثانی فی غیر العاملة، فصل حرفا الشرط، ص ۲۸۱

مکررہ سے ہے کہ کافر اور منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کو نبی نہ جانتے تھے، جیسا کہ حدیث بخاری طویل صلح حدیبیہ میں مذکور ہے کہ حضرت سہیل جو اس وقت کفار کی پارٹی کا سرغنہ تھا کفار کی طرف سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے لفظ کو محو کرو کہ اگر ہم تمہیں پیغمبر جانتے تو خانہ کعبہ سے کیوں روکتے، بل کہ قرآن شریف میں موجود ہے:

﴿لَسْتَ مُرْسَلاً﴾ (۱)

اور اسی طرح کافر لوگ رسول اللہ ﷺ کو مجنون کہتے تھے۔ قال اللّٰہ تبارك و تعالی:

﴿وَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ﴾ (۲)

پس قانونِ نحو مذکورہ بالا یاد رکھو، اور قیاس منطقی استثنائی بناؤ، اور کلام کو اخراج کرو مخرج سائلین کے جو کفار ہیں ان کے مطابق، اور نتیجہ لو رفع تالی سے رفع مقدم کا، پس کیا معنی صاف کمالِ نبی ﷺ پر دال ہوگا۔

''ای اگر میں جانتا غیب تمہارے نزدیک اے کفار اور منافقو! تو البتہ سمیٹ لیتا میں نبوت کو تمہارے نزدیک، نہ چھوتی مجھ کو جنونیت۔''

لیکن لازم ہر دو شقوں سے باطل ہے تمہارے نزدیک، پس مقدم بھی باطل ہوگا تمہارے نزدیک۔

اب معنی علمی کی تائید تفاسیر سے سنیے۔ دیکھو ''خازن'' ص ۲۶۶ ج ۲ و ''جمل'' (۳) ج ۲ س ۲۱۷. حیث قال:

''او یکون خرج هذا الجواب مخرج الکلام عن سؤالهم و ساق الکلام حتی قال: و قوله تعالٰی: ﴿وَ مَا مَسَّنِیَ

۱- الرعد:۴۳

۲- القلم:۵۱

۳- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین، تحت الآیة: وَ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر، ج ۳، ص ۱۵۳. بتصرف

السُّوْءُ﴾ یعنی الجنون و ذلك انهم نسبوه الی الجنون۔" (۱)

جواب ثانی:

اب ان کی حق پوشی اور عوام کالانعام کو دھوکہ بازی دیکھیے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور آیت منسوخہ کے ساتھ استدلال کرنا عداوتِ رسول نہیں تو کیا ہے۔ایں دعویٰ نسخ پر دیکھو۔ خازن ص ۲۶۶، ج ۲ (۲)، سلیمان جمل ص ۲۱۷، ج ۲ (۳) اور گارزونی نقل عنه جمل معنا عجیبا (۴) وعلامہ صاوی مالکی ص ۹۰ ج ۲

اب مَیں اس کی عبارت تحریر کرتا ہوں، تاکہ مسلمانوں کا دل ٹھنڈا ہو جائے اور اعداء الرسول کا جگر جل جائے۔ دیکھو فرماتے ہیں:

"و الذی یجب الایمان به ان رسول اللّٰہ ﷺ لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمه اللّٰہ بجمیع المغیبات۔" (۵)

لیکن اس پارٹی کو کلام مفسرین کی کچھ قدر نہیں، کیوں کہ وہ کہیں گے کہ یہ مفسرین سب مشرک کافر مرتد تھے۔ نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا، من یهده اللّٰہ فلا مضل له و من یضلله فلا هادی له۔

۱- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآية: و لو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير، ج ۲، ص ۱۶۸. بتصرف

۲- ایضًا، ص ۱۵۳

۳- الفتوحات الالٰهية بتوضيح تفسير الجلالين، تحت الآية المذكورة، ج ۳، ص ۱۵۳

۴- حاشية العلامة الكارزونی علی تفسير البيضاوی، تحت الآية المذكورة، ج ۳، ص ۲-۸۱

۵- حاشية العلامة الصاوی علی تفسير الجلالين، تحت الآية: عالم الغيب فلا يظهر علی غيبه احدا، ج ۲، ص ۱۱۱

جواب ثالث:

لو کا خاصہ ہے کہ مستقبل کو ماضی کر دیتا ہے، پس بالفرض اگر نفیِ غیب ثابت بھی ہوتو کسی زمانۂ ماضی میں ثابت ہوگی نہ وقت نزول، اور وہ ہمارے مخالف نہیں۔ یہ جواب نفیس ہے نزدیک عالم ماہر کے۔

عجائبات میں سے تو یہ ہے کہ گم راہ کن پارٹی نے یہ آیت بھی اثبات جہل میں پیش کی ہے۔ (رسالہ ص ۶)

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ﴾ الآیة (۱) (پارہ ۲۶، رکوع اول، سورۂ احقاف)

امامِ معصوم حضرت موسیٰ رضا فرماتے ہیں:

"جس کو ناسخ منسوخ کا علم نہیں وہ جاہل ہے۔"

اب اس جاہل پارٹی کو یا تو ناسخ منسوخ کا علم نہیں، یا دیدہ دانستہ مخلوقات کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

اب اس آیت کے متعلق سنیے!

و الحق ان الآیة منسوخة۔

دیکھو محدث محی السنہ اپنی تفسیر کے ص ۱۳۱، ۱۳۲، ج ۲ بآیة الفتح ای ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا، لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ﴾ وآخر سورة الاحزاب (۲)، و هکذا قال علامة خازن ص ۱۳۱. (۳)

حضرت انس وقتادہ وحسن بصری وعکرمہ یہ سب اس آیت کو منسوخ کہتے ہیں۔

اب مجتہد مطلق علامہ ابن جریر طبری کی سنیے! فی ص ۵، س ۸، ج ۲۶.

۱- الاحقاف:۹

۲- معالم التنزیل معروف بہ تفسیر بغوی، تحت الآیة المذکورة، ج ۴، ص ۱۳۲

۳- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآیة المذکورة، ج ۴، ص ۱۳۱

”ما حاصله ان ما یفعل بی منسوخ بآیة الفتح و لا بکم بآیة الاحزاب ھذا ان ارید به فعل الاخروی۔“ (۱)

ص ۵، س ۱۱، ج ۲۶:

”و ان ارید به الفعل فی الدنیا فھی ایضا منسوخة۔“ (۲)

فانظر فی ص ۶، س ۵، ج ۲۶، و رجحه محقق طبری۔

و ایضا حقق النسخ نظام النیسابوری ص ۷ ج ۲۶، اور حضرت نظام نے اس آیت کو فرقِ اول پر فروقِ خمسہ سے بھی حمل کیا ہے۔ (۳)

اور علامہ صاوی مالکی نے بھی نسخ ثابت کیا ہے۔ (۴) دیکھو ج ۴، ص ۵۸، ۵۹.

دیکھو! اس قدر بھاری مفسر آیت کو منسوخ ثابت کررہے ہیں، لیکن ان بے شرموں کو شرم نہیں آتی کہ پھر بھی عوام کو دھوکہ دینے کے واسطے اس آیت کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں۔ اگر آیت کو وہابی لوگ جہل خاتمہ پر حمل کریں کما مر یا فعل اخروی پر تو منسوخ ہوگی ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾، ﴿وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (۵)، و ﴿عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ الآیة (۶) سے اور سورۂ فتح کی ثانیہ آیت سے اور احزاب کی آخری آیت سے، بل کہ آیات واحادیث لا تعد و لا تحصی سے، اگر قتل کے بارے میں تفسیر کی جائے، چناں چہ بعض نے کی

۱- جامع البیان عن تاویل آیات القرآن، تحت الآیة: قل ماکنت بدعا من الرسل، ج ۹، ص ۳۹۶۷. بتصرف

۲- ایضًا

۳- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۶، ص ۱۱۸

۴- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۴، ص ۶-۷۵

۵- والضحٰی:۵-۴

۶- بنی اسرائیل:۷۹

ہے تو منسوخ ہوگی ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (۱) سے، اور اگر غلبہ دین پر محمول کی جائے تو منسوخ ہوگی ﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (۲) سے اور اسی طرح آیت مفاتیح خمسہ کی اول فروقِ خمسہ سے مؤوّلہ ہے۔ دیکھو صاوی. (۳)

یا منسوخ ہے۔ دیکھو ذکر کرتے ہیں: ما ذا تکسب غدا۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمایا تھا بہ روایت بخاری و مسلم مولا مشکل کشا کے واسطے:

((عن سهل ابن سعد، ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: يوم خيبر لاعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه، يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله)) الحديث (۴)

اگر مولا مشکل کشا کے ساتھ کچھ کینہ ہو تو لیجیے حدیث خلیفہ ثانی عادل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہ روایت مسلم فی حدیث طویل يقول:

((هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله تعالى، قال: فقال عمر: فوالذى بعثه بالحق ما اخطئوا الحدود التى حد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم۔)) الحديث (۵)

بل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو امام مہدی کے جاسوسوں کے گھوڑوں کا رنگ بھی جانتے ہیں،

۱- المائدة:٦٧

۲- التوبة:۳۲

۳- حاشية العلامة الصاوى على تفسير الجلالين، تحت الآية: ان الله عنده علم الساعة، ج ۳، ص ۲٦٠

۴- صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الخيبر، ج ۲، ص ٦٠۵، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل على بن ابى طالب رضى الله تعالى عنه، ج ۲، ص ۲۷۸

۵- صحيح مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة و النار عليه و اثبات عذاب القبر و التعوذ منه، ج۲، ص ۳۸۷

اوران کے اسماء اور اسمائے آباؤ اجداد بھی جانتے ہیں۔ (۱)

خاک بہ دہن دشمن رسول معنی ما یفعل بی کا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہیں، جیسے اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' ومحمد بن عبدالوہاب اپنی ''کتاب التوحید'' میں ذکر کر چکے ہیں کما مر فی القانون الثالث یا ''براہین قاطعہ''۔

تو مَیں کہتا ہوں: رسول اللہ ﷺ کو اپنا خاتمہ تو کیا اپنی تمام امت کے ہر ایک فرد کا خاتمہ بھی جانتے ہیں کما مر فی تفسیر البرہان الثانی، اگر تم کو تفسیر قرآن پر ایمان نہ ہو تو دیکھو حدیث شریف.

مشکوٰۃ، باب الایمان بالقدر، ص ۲۱:

((عن عبد اللّٰه بن عمر، قال: خرج علینا رسول اللّٰه ﷺ، و فی یده کتابان، فقال: اتدرُون ما هذان الکتابان، فقلنا: لا یا رسول اللّٰه ﷺ الا ان تخبرنا، فقال: للذی فی یده الیمنی، هذاکتاب من رب العالمین، فیه اسماء اهل الجنة و اسماء ابائهم و قبائلهم ثم اجمل علی آخرهم فلا یزاد فیهم و لا ینقص منهم ابدا، ثم قال: للذی فی شماله هذا کتاب من رب العالمین، فیه اسماء اهل النار و اسماء ابائهم و قبائلهم ثم اجمل علٰی آخرهم فلا یزاد فیهم و لا ینقص منهم ابدا۔)) الحدیث بطوله رواه الترمذی (۲)

باقی تحقیق مفاتیح خمسہ کی علی ما ینبغی تفسیر صاوی مالکی، ص ۱۹۸، س ۱۹ ار کو دیکھو،

۱- صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، فصل فی قتال الروم، ج ۲، ص ۳۹۲

۲- مشکوة المصابیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، الفصل الثانی، ص ۲۱، جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ما جاء ان اللّٰه کتب کتابا لاهل الجنة و اهل النار، ج ۲، ص ۳۶

و حقق الامر بالنصوص القرأنية، حتى قال:

"و لذلك قال العلماء: الحق انه لم يخرج نبينا صلى الله عليه وسلم من الدنيا حتى اطلعه اللّٰه على تلك الخمس و لكنه امر بكتمها۔" (۱)

مَیں کہتا ہوں: ﴿یُنَزِّلُ الْغَیْثَ﴾ میں علم کی بات نہیں، قدرت کی تعریف ہے، لیکن اس میں مناظرہ نہیں، اگر کچھ پھیر گیر کر علم نکالیں تو آیت مؤوّلہ ہو جائے گی اور اسی طرح استدلال ﴿وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ﴾ بھی ان کا باطل ہے۔ کیوں کہ لفظ حصر کا کوئی نہیں اور بلا حصر کا منکر کوئی نہیں۔ فافهم، هداك اللّٰه۔

اور شامی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے علم مافی الارحام کا ثابت کیا ہے۔ (۲)

(ص۲۶)

اور ابومنصور ماتریدی اپنی معتبر کتاب "تاویلات اہل السنۃ والجماعۃ"، جس کی تعریف میں صاحب کشف الظنون نے کہا ہے:

"لم يداينه احد من كتب السابقين و اللاحقين۔" (۳)

اور فرمایا ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفاتیح خمسہ کا علم دیا گیا ہے۔" (۴)

اور شارحِ مقاصد نے و ماتن نے علم قیامت کی تصریح کی ہے۔ (۵)

۱- حاشية العلامة الصاوى على تفسير الجلالين، تحت الآية: ان اللّٰه عنده علم الساعة، ج ۳، ص ۲۶۰

۲- رسائل ابن عابدين، سل الحسام الهندى لنصرة مولانا الخالد النقش بندى، الفصل الرابع فى دعوىٰ علم الغيب، ج ۲، ص ۳۱۲

۳- كشف الظنون عن اسامى الكتب و الفنون، باب التاء، ج ۱، ص ۲۹۲

۴- تاويلات اهل السنة: تحت الآية: ان اللّٰه عنده علم الساعة، ج ۴، ص ۸۰

۵- شرح المقاصد، المقصد السادس فى السمعيات، المبحث الثامن: الولى، ج ۵، ص ۷۲

برہانِ قاطع رابع

چوں کہ ان کی عداوتِ رسول کی وجہ سے فطرتِ اسلامیہ متدبرہ فی الحقائق تباہ ہو چکی ہے اور دلائل حقیقیہ کی ان میں سمجھ نہیں رہی، اس لیے مَیں دو دلیلیں الزامی بیان کرتا ہوں؛ ایک پارٹی مخالفہ کے استاذ سے منقول ہے، دوسری ان کے مرشد سے منقول ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

رسول اللہ اعلم من عزرائیل وعزازیل ہیں باتفاق جمیع الامۃ المسلمۃ اور علم عزرائیل علیہ الرحمۃ وابلیس علیہ اللعنۃ محیط بمافی الارض ہے۔ پس نتیجہ محصلہ یہ ہوا کہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محیط بمافی الارض ہوگا وہی ہمارا مطلوب اصلی ہے، بلکہ کل مطالب کا ثمر ہے تاکہ وقت استغاثہ کے کام آئے، ثبوت صغریٰ میں تو انکار کوئی فرد کر ہی نہیں سکتا مگر وہ شخص کہ اس کے باپ نے حالتِ مجامعت میں تسمیہ ترک کیا ہوگا اور اس کی شومی سے نطفہ انسان صوری میں نطفہ شیطان صوری ومعنوی مختلط ہو گیا، پس اس نطفہ مختلطہ جان سے پیدا شدہ مرد وانسان علم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم شیطان سے کم دیکھتا ہے بھلا کیوں نہ دیکھے ہر ایک شخص اپنے باپ کو اچھا جانتا ہے بہ موجب الولد سر لابیہ۔ و لقد صدق مولانا روم صاحب:

چوں بسی ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید دادِ دست (۱)

اور کبریٰ کا ثبوت نصوصِ قطعیہ مسلمہ مولوی خلیل احمد صاحب سے تحریراً، اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے تسجیلاً، استاذِ اجل ومقتدائے اکمل الجماعت المخالفہ۔

۱- مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ج ۱، ص ۳۰

دیکھو ''براہین قاطعہ'' (۱) ص ۵۱، س ۱۱، و ص ۲۷۰ مع ''انوارِ ساطعہ'' (۲) ص ۵۰ سے ص ۵۱ کہ

اِحاطہ علم شیطان و عزرائیل کا محیط بجمیع ما فی الارض نصوصِ قطعیہ سے ثابت تسلیم کیا ہے۔

اور شامی ج ۱، باب صفة الصلوة، ص ۳۷۱، س ۲۲ کہ

ابلیس بہ جمیع بنی آدم موجود ہیں۔ و اقدره کما اقدر عزرائیل علی مثله۔ (۳)

۱- البراهین القاطعة علی ظلام الانوار الساطعة، ص ۵۵

۲- انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود و فاتحہ، ص ۵۵

۳- رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، مطلب هل یفارقه الملکان، ج ۲، ص ۲۹۹

برہانِ قاطع خامس

مجموعہ عثمانیہ، ص ۲۰، ۲۱:

''اکثر علما وفضلا قرآن شریف می خوانند، وتفسیر ہا می خوانند، لیکن کما حقہ نمی فہمند، پس ایں شعر خوانند:

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنه افهام الرجال'' (۱)

ونیز دریں صفحہ مجموعہ عثمانی س ۶۵:

''وحجاب مقطعات ومشبہات قرآن مجید از من برداشتہ شد۔'' (۲)

تنبیہ جملہ معترضہ:

مجموعہ عثمانی ص ۹۸ بعد قصہ دراز حضرت خواجہ محمد عثمان رضی اللہ عنہ بہ طریق اشراق نفاق مافی الضمیر کسے مولوی صاحب یافتہ اشارۃً فرمودند:

''اولیا ہمہ می دانند لیکن مامور بہ اظہار نیستند۔'' (۳)

وایضاً در مجموعہ عثمانی صراحۃً مولوی حسین علی را خطاب کردہ ارشاد فرمودند کہ ''مولوی صاحب شما بر و درخانہ خود باز چوں واپس آئی حالات ومعاملات کہ بر شما گذشتہ باشند از من بپرس ہمہ را یک یک مفصلاً بہ تو خواہم گفت ان شاء اللہ در یک امر ہم خطا نخواہی یافت۔'' اھ کلامہ المقدس (۴)

۱- مجموعہ فوائد عثمانیہ، ملفوظ ہشتم، فصل اول در ملفوظات حضرت قبلہ ما قلبی وروحی فداہ، ص ۲۷

۲- ایضاً، ص ۲۸

۳- ایضاً، فصل چہارم در بیانِ خوارق وکرامات ومکشوفات حضرت قبلہ پیر ومرشد ما قلبی وروحی، کرامات و مکاشفہ، ص ۱۳۴

۴- ایضاً، فصل ایضاً، در بیانِ احوالِ کشف، ص ۱۳۶

قبلہ خواجہ محمد عثمان اشارۃً وصراحۃً کس قدر اس کو زجر کر چکے ہیں، لیکن ہر گز اس کی مرضِ نفاق زائل نہیں ہوئی۔ اب مرض مزمن تپ دق کی طرح تیسرے درجہ تک پہنچ گئی ہے، دوا محال ہوگیا ہے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللّٰہ مرضا۔

سوال:

کیا ہادی رہ بر کامل حضرت محمد عثمان حکیم وطبیبِ نفاق تھے، اس کے نفاق کو زائل نہ کر سکے؟

جواب:

من یضللہ فلا ھادی لہ۔ و لقد صدق من قال:

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہ بر کامل

کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

جملہ معترضہ نفیسہ۔ دیکھو مجموعہ عثمانیہ ص ۵۳، ۵۴۔

لطیفہ:

''اکثر تنازعات دین و دنیا از حب جاہ وریاست اند کہ صادق ومصدوق فرمودہ کہ ((حب الدنیا راس کل خطیئۃ)) چناں چہ تنازعاتِ لامذہباں و اہل سنت و جماعت در باب امدادِ اولیاء کرام والا ہیچ کس از اہل اسلام قائل نیست کہ انبیا علیہم السلام و اولیاء اللہ استقلالاً ضار و نافع اند، اگر ہستند سبب ہستند، وانکار سببیت ایشاں محض خالی از عناد نیست۔'' (۱)

اب مَیں کہتا ہوں کہ حضرت قبلہ مرشد طریقت صاحب عرفان حضرت خواجہ محمد عثمان نے جو شعر نقل کیا ہے قصیدہ امالیہ کا ہے، جو عقائد کی معتبر کتاب میں سے ہے، جس کی ملا علی قاری نے شرح کی ہے، اور حضرت قبلہ اس کی تصدیق کرتے ہیں، اب جس وقت قرآن میں جمیع علوم ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف تو پورا جانتے ہیں، تو رسول اللہ کو علم جمیع علوم کا ہوگا، بل کہ حضرت قبلہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ

''مَیں تمام مسائل بیوع کنز کے فاتحہ سے نکال سکتا ہوں۔''

۱۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ، فصل اوّل در ملفوظات حضرت قبلۂ ما قلبی و روحی فداہ، ملفوظ شصت و یکم، ص ۷۳

جو شعر کا مطلب قبلہ محمد عثمان نے سمجھا ہے درست ہے۔

میرا مقتدا میرے دستور العمل علامہ شعرانی ص ۳۷، س ۵ من آخرھا:

"منھا ما اخبرنی به اخی الشیخ افضل الدین، ان اللّٰہ اعطی سیدی علیا الخواص القدرة علی استنباط جمیع احکام القرآن من الفاتحة و کذلك استنباط جمیع ادلة المجتھدین منھا، بل اعطاه القدرة علی تخریج جمیع الاحکام الشرعیة من ای حرف شاء من حروف الھجاء۔" انتھی (۱)

و یساعده مقولة علی رضی اللّٰہ عنه سیاتی فی تحقیق مقام طی اللسان فانتظر۔ و یساعده القرآن:

﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (۲)

قال عارف روزبھان فی تفسیره ص ۲۰۶ س ۱:

"ما اخرنا فی الکتاب ذکر احد من الخلق لکن لا یبصر ذکره فی الکتاب الا المؤیدون بانوار المعرفة۔" (۳)

وہی عارف ص ۵۳۱ س ۶ تحت قوله تعالی: ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ﴾:

"و ھو کتابه المکنون و خطابه المصون بخبر عما کان و ما یکون من کل حد و کل علم۔" اھ کلام المقدس (۴)

فاندفع به قول بعض الزنادقة لنگرسون کے کوٹھہ کا بیان بتاؤ سون سکیسر کے پتھر بتاؤ وغیرہ وغیرہ۔

۱- لطائف المنن، تقدیم، ص ۴۷

۲- الانعام:۳۸

۳- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیة: ما فرطنا فی الکتاب من شیء، ج ۱، ص ۳۵۵

۴- ایضاً، تحت الآیة: و نزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیء، ج ۲، ص ۳۳۱

برہانِ قاطع سادس

چوں کہ علم صفتِ کمال ہے اور اول فروقِ خمسہ سے خصوصاً اور باقی فروق خمسہ سے عموماً شرک نہ ہوا اب علم کلی اختراعی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ممکن ہوا۔ یہ عبارت دیکھو امام شعرانی ''لطائف المنن'' میں ذکر کرتے ہیں، ص ۱۷۱، ج ۱:

''كثرة تسليمى و ترك تكذيبى لكل من ادعى ممكنا فى العادة من سائر المقامات حتى القطبيه الكبرى۔'' (۱)

و ساق الكلام حتى قال:

''قال الامام الشافعى: الانكار فرع من النفاق، قال المزنى: بل هو النفاق كله، لان الجحد ضد التصديق۔'' اھ (۲)

پس بہ موجب ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ علم کائنات کا تفصیلاً ممکنات سے ہوا، بل کہ معجزہ سے ہوا على ما قال على قارى تحت حديث عمرو بن اخطب الانصارى۔ (۳) دیکھو ص ۴۸۰، ج ۵۔

پس واجب التسليم ہوگا اور منکر اس کا منکر معجزہ ہوگا، بل کہ ہم کو دلیل کی بھی کچھ ضرورت نہیں، کیوں کہ دعوئ کرامت اور اعجاز واجب التسليم ہے جب تک نص شرعی مخالف نہ ہو۔ دیکھو لطائف کی عبارت ص ۱۳۸، ج ۱۔ (۴)

پس ان کو مخالفت نصوص ثابت کرنی ہوگی۔

۱- لطائف المنن، الباب السادس، فى جملة من الاخلاق، ص ۲۸۵

۲- ایضًا، ص ۲۸۶. بتصرف

۳- مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الفضائل و الشمائل، باب المعجزات، الفصل الثالث، ج ۱۱، ص ۲۲۰

۴- لطائف المنن، الباب الخامس، فى جملة اخرى من الاخلاق، ص ۲۳۲

الحديث بالحديث

قال القاضی عیاض:

''الاحادیث فی هذا الباب بحر لا یدرك قعره، و لا ینزف غمره، و هذه المعجزة من جملة معجزاته المعلومة علی القطع الواصل خبره علی التواتر لكثرة رواتها، و اتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب۔'' (۱)

اس باب میں ہر طرف سے کثرت سے احادیث ہیں، و باب التاویل واسع من كل جانب الا ما شاء اللّٰه۔

مدعیانِ علم غیب کی طرف سے چند احادیث ذکر کرتا ہوں۔منها:

((عن حذیفة، قال: قام فینا رسول اللّٰه ﷺ مقاما فما ترك شیئا یكون فی مقامه ذلك الی قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه۔)) رواه الشیخان (۲)

(ص ۴۶۱، س ۸، مشکوٰۃ، کتاب الفتن)

قال العینی شارح البخاری فی تفسیر هذا الحدیث:

''شیئا من اشیاء المقدرة۔'' (۳)

۱- الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الرابع فی ما اظهره علی یدیه، فصل و من ذلك ما اطلع علیه من الغیوب و ما یكون، ج ۱ ص ۲۲۱

۲- مشكوة المصابیح، كتاب الفضائل و الشمائل، باب المعجزات الفصل الاول، ص ۴۶۱

۳- عمدة القاری شرح صحیح البخاری، كتاب القدر، باب قوله: و كان امر اللّٰه قدرا مقدورا، ج ۲۳، ص ۱۵۱. بتصرف

پس تفسیر عینی نے تخصیص کو جو وہابی لوگ کرتے ہیں خوب باطل کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

منہا:

((عن عمرو بن اخطب الانصاری فی خطبته ﷺ من الفجر الی المغرب، فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظنا۔)) رواه مسلم (۱)

(ص۵۴۳، مشکوٰۃ شریف، من باب معجزات)

منها ما فی الترمذی عن معاذ بن جبل رضی الله عنه۔ و فیه قوله ﷺ:

((فتجلّٰی لی کل شیء و عرفت۔))

و صححه البخاری، و قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح۔ (۲) (مشکوٰۃ شریف، ص۷۱، ۷۲)

منها حدیث ابن عباس: فعلمت ما فی السموت و الارض۔ (۳)

(ص۶۹، ۷۰، مشکوٰۃ شریف)

منها حدیث کبیر الطبرانی بسند صحیح۔

((عن ابی ذر الغفاری، و ابی الدرداء، قال: لقد ترکنا رسول الله ﷺ و ما یحرك طائر جناحیه فی السماء الا ذکر لنا منه علما۔))

۱- مشکوة المصابیح، کتاب الفضائل و الشمائل، باب المعجزات، الفصل الثالث، ص ۵۴۳

۲- ایضًا، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثالث، ص ۷۱-۲

۳- ایضًا، الفصل الثانی، ص ۷۰-۶۹

رواہ مواهب لدنية ص ۱۹۲، ج ۲. (۱)

منها حديث الطبرانی فی کبیره بسند صحيح:

((عن عبد الله بن عمر الفاروق، عن النبی ﷺ، قال: ان الله قد رفع لی الدنيا فانا انظر اليها و الی ما هو كائن فيها الی يوم القيامة، كانما انظر الی كفی هذه۔))

رواہ مواهب لدنية، ص ۱۹۲، ج ۲ (۲)

صیغہ انظر اِستمرارِ تجددی پر قطعاً دال ہے، پس اس سے رسول اللہ ناظر بالاستمرار ثابت ہوئے۔

منها حديث عمر رضی الله عنه، فی بدء الخلق، مشكوة شريف ص ۵۰۶، ج ۲، س ۵:

((قام فينا رسول الله ﷺ مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق، حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم، حفظ ذلك من حفظه، و نسيه من نسيه۔)) رواه البخاری (۳)

حدیث نمبر ۱، ۲ کی مخالفین نے تاویل کی ہے اور امورِ عظام انھوں نے لے لیے ہیں، کیوں کہ زمانہ متناہیہ قلیلہ میں امورِ غیر متناہیہ کثیرہ بیان کرنے محال ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے باوجودے کہ الفاظِ عموم کثرت سے آئے ہوئے ہیں جو تخصیص سے آبی ہیں، رسول اللہ ﷺ کو مقام طی اللسان حاصل تھا۔ دیکھو حدیث بخاری میں ص ۵۰۸ مشکوۃ، باب ذکر انبیاء میں ہے:

۱- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی انباءه بالانباء المغيبات، القسم الثانی فی ما اخبر به ﷺ من الغيوب، ج ۳، ص ۹۵

۲- ايضًا

۳- مشكوة المصابيح، كتاب الفتن، باب بدء الخلق و ذكر الانبياء عليهم السلام، الفصل الاول، ص ۵۰۶

''داؤد علیہ السلام تسریح دابہ تک زبور پڑھ لیتا تھا۔'' (۱)

اور مشہور ہے کہ مولانا مشکل کشا ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک ختم قرآن شریف کر لیتے تھے۔ (۲)

چلو ایک تیر جگر کو چیرنے والا وہابیہ کو لگا دینا چاہیے۔

''عن علی رضی اللّٰہ عنہ، لو طویت لی الوسادۃ لقلت فی الباء من بسم اللّٰہ سبعین جملا۔'' (۳)

اگر میرے مرشد مولا سے کچھ نفاق ہو تو ''نفحات الانس'' میں عارف جامی نقش بندی فرماتے ہیں:

''بہ روایت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب سلسلہ خلیفہ ابو مدین مغربی کو جو شیخ اکبر کا مرشد سنا تھا کہ حجر اسود سے قرآن شروع کرتا تھا باب کعبہ تک ختم کر لیتا تھا جو بہ قدر ۲/۱-۲ قدم فاصلہ پر ہے، معانی بھی معلوم اور الفاظ بھی مفہوم ہوتے تھے۔'' (۴)

میرے مقتدا امام شعرانی لطائف منن ص ۲۱۸، ج ۲، قال الامام الشعرانی:

''تصدیقی للصالحین فیما یخبرون بہ من الامور التی تحیلها العقول۔'' (۵)

حتی قال:

''ان بعض الاولیاء قد قرا القرآن بعد صلوۃ المغرب قبل

۱- مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلام، الفصل الاول، ص ۵۰۸

۲- شواهد النبوۃ لتقویۃ یقین اهل الفتوۃ، رکن سادس در بیان شواہد و دلائل، ص ۱۵۱

۳- شرح العلامۃ الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ، شرح مقدمۃ المواهب، ج ۱، ص ۳۹

۴- نفحات الانس

۵- لطائف المنن، الباب الثامن فی جملۃ اخری من الاخلاق، ص ۳۶۳

غروب شفق الاحمر خمس مرات وقد قرا على المرصفى
فى درجة واحدة الف ختمة۔"
و قال الامام الشعرانی:
"قد شرع الامام فی صلوة الفجر بسورة المزمل و قد
سبق لسانى بالقرآن فشرعت بالبقرة و لحقت الامام فی
الركعة الاولى قبل ان يركع فی سورة المزمل و قال رحمه
الله: ان الايمان بكرامات نفسه واجب كما يجب
بكرامات غيره ههنا قال ان اولياء الله بهم يرزق الناس و
بهم يمطرون و بهم يدفع البلايا۔" (۱)
دیکھو لطائف المنن، ص ۲۱۸، ج ۱.
و یساعدہ قصہ آصف و مریم کیا محبانِ شرک کرامات کو برخلاف عقل و عادت تسلیم
کریں گے (ہرگز نہیں) جب کہ وہ معجزۂ نبی کا انکار کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول
اللہ تھوڑے زمانے میں امور کثیرہ نہیں بیان کر سکتے۔ غریب وہابی قصہ آصف بن برخیا و مریم
واصحابِ کہف میں حیران ہیں کہ کیا کریں، جب اولیاے کبار کا یہ حال ہے، رسول اللہ کا کیا
حال ہے۔
میرے نزدیک دو حدیثیں نہایت قابلِ استدلال ہیں جو کسی نے میرے عندیہ میں
ذکر نہیں کی، باقی سب حدیثیں قابل تاویل ہیں بہ خلاف ان کے۔
اول حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے:
((اعطى نبيكم صلى الله عليه وسلم كل شیء الا مفاتح الغيب۔)) رواه ابن
جرير طبرى فى تفسيره ج ۷، ص ۱۲۶، ۱۲۷.
و فسره حديث ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما:

۱- لطائف المنن، الباب الثامن فى جملة اخرى من الاخلاق، ص ۳۶۴.
بتصرف

((هن خمس))

رواہ ابن جریر طبری ج ۷، ص ۱۲۷. (۱)

و لهذا الامر جعله طبری متصلا به۔

بلکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مفسر مروی ہے۔ دیکھو فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۸، ص ۲۱۹. (۲)

باقی حدیث ابن عمر کی حدیث ابن مسعود کو مرفوع ثابت کرتی ہے وہ یہ ہے۔ قال:

((قال رسول اللہ ﷺ: اوتیت مفاتیح کل شیء الا خمس: ان اللّٰہ عندہ علم الساعة۔ الآیة))

رواہ احمد و الطبرانی بسند صحیح۔ (۳)

کذا ذکرہ علامة بشیر الدین ص ۳۰ ناقلاً عن سیرة احمدیة۔

وجہ عدم تاویل کی یہ ہے کہ تخصیص کل سے لفظ اِستثنا آبی ہے علی ما تقرر فی النحو و غیرہ، وجملہ مستثناۃ تحقیقِ نسخ اس کی بہ تاویل علامہ صاوی وغیرہ سے گذر چکی ہے۔

دوسری دلیل حدیثِ قدسی صحیح بلاریب مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷، س ۱:

((عن ابی هریرة، قال: قال رسول اللہ ﷺ ان اللّٰہ تبارك و تعالٰی قال: من عادٰی لی ولیا فقد آذنته بالحرب، و ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه، وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته، فاذا احببته

۱- جامع البیان عن تاویل آیات القرآن، تحت الآیة: و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو، ج ۴، ص ۳۲۰۰

۲- فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو، ج ۸، ص ۲۹۱

۳- مسند امام احمد بن حنبل، تتمة مسند عبد اللہ بن عمر، ج ۹، ص ۴۱۲، رقم الحدیث: ۵۵۷۹، المعجم الکبیر، و فی ما اسند عبد اللہ بن عمر، ج ۶، ص ۲۱۰، رقم الحدیث: ۱۳۱۶۳

فکنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بها ورجله الذی یمشی بها، و ان سألنی لاعطینه، ولئن استعاذنی لاعیذنه، و ما ترددت عن شیء انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت، و انا اکره مساء ته و لا بد له منه۔)) رواہ البخاری (۱)

اس حدیثِ قدسی میں تو خوشبو وحدتِ وجود کی آتی ہے چوں کہ وہ حال سے تعلق رکھتی ہے قال کی مجال نہیں یعنی عقولِ عالیہ اولیاے کاملین مثل شیخ اکبر، وذوالنون مصری، ابوالحسن شاذلی، حضرت سلطان باہو، وسعدی، وعارف جامی، ونظامی، ومولانا روم، وغیرہم عموماً، و اکثر حضرات کبار نقش بندیہ، ومشائخ چشتیہ خصوصاً کا مذہب اور تحقیقی مسلک ہے، اور فلاسفہ اسلام میں سے قاضی حسین میبذی وقطب الدین رازی ومیر زاہد وغیرہم سب اس کے ساتھ ایمان لا چکے ہیں، لیکن ہمارے عقولِ متوسطہ کی رسائی سے پایہ اس تحقیق کا بلند ہے۔ امنا بمسلکھم و صدقنا بتحقیقھم۔

سچ ہے:

لکل فن رجال۔

بیندیش زان دشت ہائے فراخ
کز آوازہ گردد گلو شاخ شاخ

اب بہ موجب قول ما لا یدرك كله لا یترك كله معنی اس حدیث کا علم قال کے ذریعہ سے کچھ کرتا ہوں کہ کتب عقائد اهل السنة و الجماعة مثل خیالی وغیرہ میں یہ امر محقق ومبرہن ہو چکا ہے کہ

''ہر بندہ میں بل کہ ہر ایک حیوان میں دو قدرت کام کر رہی ہیں: ایک قدرتِ عبدیہ، اور دوم قدرتِ الٰہیہ۔'' انتھی

۱- مشکوة المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر الله عز وجل و التقرب الیه، الفصل الثالث، ص ۱۹۷

جس وقت بندہ تقرب الی اللہ بہ نوافل و ریاضت حاصل کرتا ہے تو اس کی عبدی صفات فنا ہو جاتی ہیں اور صفاتِ الٰہیہ غالب ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اولیٰ قدرت محو و ثانیہ قدرت باقی ہوتی ہے۔ دیکھو عبدالحکیم شیخ الہند قاضی القضاۃ زمان شاہ جہاں غازی ''حواشی عبد الغفور'' ص ۹، س ۲ میں فرماتے ہیں:

''معنی الفنا فی اصطلاح الصوفیة تبدیل الصفات البشریة بالصفات الالٰهیة دون الذات فکما انه کلما ارتفع صفته منها قامت صفة الٰهیة مقامها فیکون الحق سمعه و بصره، کما نطق به الحدیث، کذالك حال الفناء فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و الشیخ، و هذا مبنی علیٰ وحدة الوجود، کما هو مذاق الشارح رحمه الله تعالیٰ۔'' اھ ک (۱)

و شراح الحدیث القدسی قالوا:

''قرب العبد الی الرب فی الفرائض اتم و اکمل مما یحصل باداء النوافل لانه یحصل فی الاول فناء الذات و فی الثانی فناء الصفات۔'' اھ ک ملخصا (۲)

باقی معانی حدیث کے قبیلات سے ہیں، اصلی توجیہ یہی ہے جو بیان ہو چکی ہے۔ محقق منصف کے نزدیک معنی کی حاجت تو کوئی نہیں اور نہ تقریب تام کے بیان کی حاجت ہے

۱- حاشیة عبد الحکیم السیال کوتی علی عبد الغفور، حاشیة ۴، ص ۷

۲- اللفظ ل: لمعات التنقیح فی شرح مشکوة المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر الله عز و جل و التقرب الیه، الفصل الثالث، ج ۵، ص ۳۶ و مثل هذا فی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ج ۱۱، ص ۳۴۳۔ مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر الله عز و جل و التقرب الیه، الفصل الثالث، ج ۵، ص ۵۵۔ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ، کتاب الدعوات، باب ذکر الله عز و جل و التقرب الیه، الفصل الثالث، ج ۲، ص ۱۹۳

بل کہ مدعا اظہر من الشمس ہو رہا ہے۔ ہاں، چار برچھیاں اور چار جملوں کے بیان میں وہابیوں کے قلب میں لگانا چاہتا ہوں۔

((عن ابی ذر رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: انی اریٰ ما لا ترون و اسمع ما لا تسمعون اطت السماء و حق لہا ان تئط و الذی نفسی بیدہ ما فیہا موضع اربع اصابع الا و ملک واضع جبہۃ ساجدا للہ۔)) الحدیث (۱)

رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجہ، ص ۴۵۷ مشکوۃ۔

کیا بندہ کی آنکھ کی طاقت ہے جو آسمان کے اوپر جابہ جا فرشتے دیکھے یا آسمان کی چیخ و پکار سنے جو سمع سے تعلق رکھتی ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ نے اخبارِ فرشتہ سے نہیں کہے بل کہ اولِ حدیث نص ہے اس امر پر کہ یہ رسول اللہ ﷺ خود بہ خود دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں، ہاں کیوں نہ سنیں، جس وقت سمع و بصر خدا کی ہوئی تو کوئی چیز دور نہ ہوگی، شاید واں بھچراں مدینہ طیبہ سے زیادہ دور ہوگی، جس قدر کہ آسمان مدینہ سے دور ہے۔ ذرہ علم ریاضی کی طرف رجوع کرو کہ مَیں اپنی طرف سے معنی حدیث میں کچھ نہیں کہنا چاہتا، فقط محدثین و احادیث وصوفیہ کرام کی کلام سے معنی حدیثِ قدسی کا کر رہا ہوں، اگر خدا نے تم کو علومِ ریاضیہ میں مس نہیں دی تو ذرہ تفسیر امام رازی کی ص ۴۳۳، ج ۲ کو دیکھو کہ حواسِ خمسہ نبی اکرم ﷺ کا کمال تم کو معلوم ہو جائے گا، حواسِ ظاہرہ نبی اکرم ﷺ کو اپنے حواسِ خبیثہ پر قیاس مت کرو۔ امید ہے کہ دو جملے حدیث ابی ذر غفاری کے مع صیغہ استمرار تجددی و عمومِ ما حدیث قدسی کے ساتھ ملانے سے منافقہ وہابیہ کے کیا بلکہ مطلقاً اعداء الرسول کے جگر پھٹ جائیں گے۔

اب سنو میرا امام علامہ شعرانی لطائف المنن ص ۱۳۸، ج ۱، س ۲ میں فرماتے ہیں:

''شدۃ قربی من رسول اللہ ﷺ و طی المسافۃ بینی و بین

۱۔ مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب البکاء و الخوف، الفصل الثانی، ص ۴۵۷

قبره الشريف فی اکثر الاوقات، حتی ربما اضع یدی علی قبره۔'' فی ص ۸

ص ۱۳۸:

''علی مقصورته و انا جالس بمصر و اکلمه ﷺ کما یکلم الانسان جلیسه هذا الامر لا یدرك الا ذوقا، من لم یشهد ذلك فربما انکره، ثم قال ابو العباس المرسی رضی الله عنه: لو حجبت منی جنة الفردوس طرفة عین او رسول اللّٰه ﷺ طرفة عین ما اعددت نفسی من جملة الرجال۔'' انتهی کلام

و فی لواقح الانوار القدسیة:

''من جملة المسلمین ثم قال: فسلم یا اخی للفقراء مایدعونه من مثل ذلك و لا تنکر علیهم الا ما صرحت الشریعة بمنعه، فقد اجمعوا علٰی ان کل من انکر شیئا من مقاماتهم حرم الوصول الیه۔'' (۱)

کیا ہاتھ بندہ کی یہ طاقت ہے کہ ہزار کوس کے فاصلے سے پہنچ جائے یا ہزار کوس کے فاصلے سے کلام وسماع کلام واقع ہو یا آنکھ بندہ میں یہ طاقت ہے کہ جنت الفردوس کو دیکھے۔ ہاں یہ آنکھ خدائی کا کام ہے۔ید الله فوق ایدیهم۔

اب چوتھے جملہ کی تفسیر بھی ذرہ سنیے! عارف شعرانی ص ۳۱۸، ج ۱ر میں فرماتے ہیں:

''فکذلك وقع لی انی کنت اکلم اخی الشیخ الصالح الشیخ احمد الکعکی، فنزل الی الحوت، فنزلت معه حتی وضعت رجلی علی قحفة فی اقل من لمح البصر،

۱- لطائف المنن، الباب الخامس، فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۲۳۲. بتصرف

هذا وقع لی معه، ثم نزلت مرة اخری وحدی۔" (۱)
امید ہے کہ یہ کلام منافقہ وہابیہ کے جگر کو چیر کر نکل گئی ہوگی اور سوا انکارِ کلام صوفیہ کرام و ائمہ عظام کے کچھ چارہ نہ رہ گیا ہوگا، کیوں کہ بندہ کے پاؤں کی طاقت ہے کہ ایک آنکھ جھپکتی میں سات زمین چیر کر مچھلی جو زمین کے نیچے ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہے، پاؤں اس کے سر پر جا رکھے۔ اس جگہ تفسیر چار جملوں کی ختم ہوئی۔
حاصل یہ ہے کہ سب قدرتِ الٰہیہ کام کر رہی ہے، عبدی قدرت کا کام نہیں ہے۔
حدیث مذکور کی صحت میں بھی کوئی شک نہیں، دوسرا حدیث قدسی ہوئی، یہ فوقیت بھی اس حدیث کو ہوئی، تیسرا ان کی حدیث سے یہ حدیث متاخر ہے، کیوں کہ راوی اس کا ابو ہریرہ ہے۔ پس یہ حدیث احادیثِ عدمِ علم کے واسطے ناسخ ہوگی۔ امام رازی وغیرہ من المفسرین نے اس حدیث قدسی کا معنی دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا ہے۔ فانظر عجائبه لولا مخافة طول ذلك لاتيت۔

و قال فی ص ۴۶۷، ج ۵:

"نری ان كل من كان اكثر علما باحوال عالم الغيب، كان اقوی قلبا و اقل ضعفا، ولهذا قال علی ابن ابی طالب كرم الله وجهه: والله ما قلعت باب خيبر بقوة جسدانية، و لكن بقوة ربانية، و ذلك لان عليا كرم الله وجهه فی ذلك الوقت انقطع نظره عن عالم الاجساد، فتقوی روحه، و تشبه بجواهر الارواح الملكية، و تلالات فيه اضواء عالم القدس و العظمة فلا جرم حصل له من القدرة ما قدر بها علی ما لم يقدر عليه غيره، و كذلك العبد اذا داوم علی الطاعات بلغ الی المقام الذی يقول الله: كنت له سمعا و بصرا، فاذا صار نور جلال الله

۱- لطائف المنن، الباب الثانی عشر، فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۴۹۸

سمعا له سمع القريب و البعيد، و اذا صار ذلك النور بصراله راى القريب و البعيد و اذا صار ذلك النوريدا له قدرعلى التصرف فى الصعب و السهل والقريب و البعيد۔"

و قال فى هذه الصفحة:

"ان كل هذا العالم بالنسبة الى ذرة من تلك السعادات الروحانية و المعارف الربانية كالعدم المحض۔" (۱)

سچ ہے جو مولانا روم نے فرمایا ہے:

آئینہ کز زنگ و آلایش جدا است

پُر شعاع نور خورشید خدا است (۲)

اور جو مولانا المکرّم مولوی احمد خان نے مجھ کو فرمایا تھا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"تمام علم کائنات کا میرے علم کی نسبت مثل قطرہ کے ہے اور میرا علم مثل مشک پر آب کی ہے۔"

یہ مقولہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واسطے تفسیر مقولہ آخری امام رازی کے کافی ہے، بل کہ بہت کم ہے مقام تعریف میں یہ کلام امام اور تفسیر حدیث خیر الانام علیہ السلام کی تمام قیود مدعا پر تقریب تام ہوگی۔

اب بابِ احادیث ختم ہوتا ہے، اس باب کی تتمیم کے واسطے محدثین کی رائے بھی لکھ دینا چاہتا ہوں، کہ محدثین کی اس بات میں کیا رائے ہے، ذرا غور سے محدثین کی کلام کو کان کھول کر سنیے!

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآية: ام حسبت ان اصحاب الكهف، ج ۱۱، ص ۹۱

۲- مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ج ۱، ص ۶

اول: محدث قسطلانی جو بخاری شریف کی آٹھ جلد میں شرح کر چکے ہیں اس کی کلام حسن نظام ذرہ تحریر کرتا ہوں۔

مواہب لدنیہ ص ۳۸۷، ج ۲، س ۸

''اذ لا فرق بین موته و حیاته فی مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم و عزائمهم و خواطرهم و ذلك عنده جلی لا خفاء به۔ فان قلت هذه الصفات مختصة باللّٰه تعالٰی، فالجواب: ان من انتقل الی عالم البرزخ من المؤمنین یعلم احوال الاحیاء غالبا، و قد وقع کثیر من ذلك کما هو مسطور فی مظنة ذلك من الکتب۔'' اھ ک (۱)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام کو مشاہدہ کر رہے ہیں اور جانتے ہیں ہمارے نیات کو اور وساوسِ دل کو یہ نزدیک ذات مقدسہ جلی اور ظاہر امر ہے تامل کی کچھ ضرورت نہیں۔

اور ص ۳۸۹، ج ۲، س ۵ بہت بسط سے حیاتِ نبویہ کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے۔

بل قال:

''حی یصلی، و یعبد ربه بالجماعة و الاذان و الاقامة۔'' (۲)

فافهم۔ هداك اللّٰه تبارك و تعالٰی و جعل توفیقه رفیقك۔

ثانی: محدث حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''ای: جمیع الکائنات التی فی السمٰوات، بل و ما فوقها ای: و جمیع ما فی الارضین السبع بل و ما تحتها۔''

دیکھو تحت حدیث: فعلمت ما فی السمٰوات و الارض۔

۱- المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، المقصد العاشر، الفصل الثانی فی زیارة قبره الشریف و مسجده المنیف، ج ۳، ص ۴۱۰

۲- ایضًا. ملخصًا

مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج ۱، س ۴، ص ۴۶۳۔ (۱)

ثالث: محدث علی قاری تحت حدیث عمر رضی اللہ عنہ فی باب بدء الخلق من روایۃ بخاری جو پانچ جلدوں میں شرح کر چکے ہیں۔ دیکھو ص ۳۲۵، ج ۵، س ۳

"و دل ذلك علٰی انه اخبر فی المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من المبدا و المعاد و المعاش، و تيسيرا يراد ذلك كله فی مجلس واحد من خوارق العادة امر عظيم۔" اھ ک

و قبيل ذلك توضيحه:

"انه ﷺ بين احوال الامم كلهم الی وقت دخول الجنة، و عين احوال امته مما يجری عليهم من الخير و الشر الی ان يدخل اهل الجنة منهم الجنة و اهل النار النار۔" (۲)

دیکھو ص ۳۲۵، ج ۵، س ۷

و ايضًا قال تحت حديث عمرو بن اخطب:

"(فاخبرنا بما هو كائن الی يوم القيامة) ای مجملا و مفصلا ففيه الاعجاز اكثر۔" (۳) (ص ۴۸۰، ج ۵)

پس وہابی لوگ وہ شق اختیار کریں گے جس میں معجزہ نہ ہو، کیوں کہ معجزہ کا ضرور انکار

۱- مرقاۃ المفاتيح شرح مشكوۃ المصابيح، كتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۱۰. بتصرف

۲- ايضًا، كتاب احوال القيامة و بدء الخلق، باب بدء الخلق و ذكر الانبياء عليهم الصلوٰۃ و السلام، الفصل الاول، ج ۱۱ ص ۴

۳- ايضًا، كتاب الفضائل و الشمائل، باب المعجزات، الفصل الثالث، ج ۱۱ ص ۲۲۰

کریں گے، بل کہ وہ حقیقت میں در پردہ نبوت کا بھی انکار کر رہے ہیں، کیوں کہ اطلاع علی الغیب عین نبوت کا ہے، جیسے ''مواہب اللدنیہ'' (۱) سے ثابت ہوتا ہے یا لازم نبوت کا ہے جیسے جمہور کا خیال ہے کہ نبی واسطے بیان رضائے خدا و عدم رضا کے آتا ہے اور یہ غیب ہے۔ هذا هو التحقيق۔

پس انکار علم غیب نبی کا عین انکار نبی کا ہے، پس وہابی لوگ نبی کے منکر ہیں۔

رابع قول: خاتم المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا تحت قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: فعلمت ما فی السموات والارض:

عبارة عن حصول جميع العلوم الجزئية و الكلية و الاحاطة بها۔ انتهى كلام المحدث الرابع (۲)

و هذا آخر الباب۔

۱- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثانی، الفصل الاول فی ذكر اسماءه الشريفة المنبئة عن كمال صفاته المنيفة، ج ۱، ص ۳۸۴

۲- اشعة اللمعات ترجمہ مشكوٰة، كتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۷۸. معربًا

الفقه بالفقه

جواب اول:

قال اللّٰہ تبارک و تعالی:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ﴾ الآیۃ (۱)

عارف جامی تفسیر اس آیت کی کرتا ہے، حیث قال:

ہر چہ نہ قال اللّٰہ نہ قال الرسول

ہست بر اہل فضیلت فضول

پس فقہ امام اعظم صاحب کی مروی بہ ظاہر روایت مندرج فی قال اللّٰہ و قال الرسول ہے، اس واسطے کہ قیاس مظہر ہے نہ مثبت، پس فضول سے نہ ہوگی۔

جواب دوم:

مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی معتبر کتاب فقہِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتویٰ کفر معتقدِ علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود نہیں اور فقہِ موسویہ (۲) اور خراسانیہ معتبر نہیں، اس کو مَیں ہرگز نہیں مانتا، جو کہتے ہیں کہ نسوار کرنے والا اور حقہ پینے والے کا جنازہ جائز نہیں، یا نماز خنزیر کے چمڑے میں جائز ہے، یا قاذف ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کافر نہیں، اور کفر شاتم چودھویں صدی کے عالم کا اگرچہ باپ اس کا اول درجہ کا مقدمہ باز جھوٹا بھی ہو، یا کفر امام اعظم و باقی ائمہ مجتہدین یا تمام محدثین کا فتویٰ دینا؛ یہ فتویٰ جات تجاوز عن حدود اللہ سے ہیں۔و من یتعد حدود اللّٰہ فاولئك هم الظالمون۔

۱- النساء:۵۹

۲- اور مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رطب و یابس اور قوی روایت فقہ اور ضعیف میں فرق نہیں کر سکتے۔۱۲ منہ

جواب سوم:

جو شیخ محمود بن اسماعیل صاحب جامع الفصولین نے دیا ہے وہ فقہ موسویہ میں جو موہمات باقی ہیں ان کی بھی بیخ کنی کر دیتا ہے۔

دیکھو ج ۲، ص ۲۲۰.

"بعد ذکر التزوج بشهادة الله و رسوله، و آية قل لا يعلم من فی السمٰوات و الارض الغيب الا الله، و ذكر يا سارية الجبل، و رواية فتح مكة، و حفر الخندق، و غيرها، اجاب بانه يمكن التوفيق بان المنفی هو العلم بالاستقلال، لا العلم بالاعلام فلا منافاة بين الآية و غيرها۔" (۱)

جواب چہارم:

قاضی خان ج ۳، ص ۵۷۶ میں فرماتے ہیں:

"مفتی کفر معتقدِ علم غیب رسول کا جاہل، پرلے درجے کا پاگل، مخالف اجماع ہے۔" (۲)

فانظر بالبصيرة لا بالبصر۔ (۳)

۱- جامع الفصولين، الفصل الثامن و الثلاثون، فی مسائل الكلمات الكفرية، ج ۲ ص ۲۲۰. بتصرف

۲- و عبارته:

"رجل تزوج امراة بغير شهود فقال الرجل و المراة (خدای را و پیغامبر مرا گواه کردیم) قالوا: يكون كافرا لانه اعتقد ان رسول الله يعلم الغيب و هو ما كان يعلم الغيب حين كان فی الاحياء فكيف بعد الموت۔"

(فتاوی قاضی خان، کتاب السير، باب ما يكون كفرا من المسلم و ما لا يكون، ج ۳، ص ۵۱۷)

۳- ایں پر دعویٰ مخالف اِجماع، اور جاہل ہونے کا اس وجہ سے ہے کہ عبارت قاضی خان میں لفظ قالوا ہے اور لفظ قالوا بتریئہ اور تضعیف کے واسطے ہے۔ دیکھو فتح القدیر، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۱۹۷:

عادته فی مثله افادة الضعف۔ (۱)

و هکذا شامی ج ۲، ص ۳۱۲ (۲)

تنقیح فتاویٰ حامدیہ میں ہے:

لفظ قالوا اشارة الی ضعف۔ (۳) ج۲،ص۳۶۲

وعبدالحی فی تراجم الحنفیہ ص۱۰۱ (۴)،وعمدۃ الرعایہ ص ۱۵ (۵) قابل دید ہے۔

علامہ حلبی کی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، بحث قنوت،ص ۴ (۶) کے قاضی خاں کا خاص مسلک بیان کیا بہ نسبت لفظ قالوا۔

اوراب اس رسم المفتی (۷) کو یادرکھو کہ

ان الحکم و الفتیا بالقول المرجوح جهل و خرق للاجماع۔

پس دعویٰ ۱-۲ ثابت ہوا۔ ایں پر دعویٰ ۳ پرلے درجے کا پاگل، اس کی وجہ یہ ہے کہ تنویر وشامی نے بیان کیا ہے کہ اگرچہ روایاتِ صحیحہ ننانوے کفر کی ہوں اور ایک روایت ضعیف اگرچہ غیر مذہب سے بھی ہو مذاہب اربعہ سے اسلام کی ہو تو مسلمان کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ پس جو شخص ایک ضعیف روایت پر بعض اولیاء اللہ کو خصوصاً اور اکثر خلق اللہ کو عموماً کفر کا فتویٰ دے دے پرلے درجے کا پاگل بہ مطابق ان فقہا کے ہوا یا نہ۔ فانظر بالنظر الدقیق الی کلام الفقهاء المحققین و هو المراد بقول فانظر بالبصیرة لا بالبصر۔ ۱۲منہ

۱- فتح القدیر شرح الهدایة، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارة، ج۲، ص۲۵۶

۲- رد المحتارعلی الدر المختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص۱۷۷

۳- العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة، مسائل و فوائد شتی من الفطر و الاباحة و غیر ذلك و مطالبه، بحث لفظ قالوا یستعمل فی ما فیه اختلاف المشائخ، ج۲، ص ۳۶۷

۴- الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة، الخاتمة، الفصل الثانی فی فوائد متفرقة نفیسة، ص ۲۴۶

۵- عمدة الرعایة فی حل شرح الوقایة، المقدمة، ص ۱۵

۶- غنیة المستملی شرح منیة المصلی، فصل فی النوافل و الوتر، الموضع السادس فی بقیة مباحث القنوت مما یتعلق بالمتابعة فیه و الجهر به و غیر ذلك، ص ۴۲۲

۷- الدر المختار علیٰ تنویر الابصار، مطلب رسم المفتی، ص ۶-۱۷۵

جواب پنجم:

اکثر عبارات فقہاے عظام جو رسالہ وہابیوں والا میں ہیں ان میں بڑی دھوکہ بازی کی گئی ہے اور عوام کو جاننا چاہیے دغابازوں نے عبارات فقہاے عظام کو مسخ کر کے لائے ہیں اور اپنے مطلب کے مطابق جو کلمہ تھا وہ لائے اور جو کلمہ مخالف تھا اس کو کاٹ دیا، دیکھو ایک دھوکہ بازی ان کی دیکھ کر باقی اس پر قیاس کرو۔ رسالہ وہابیہ میں شامی ج ۳،ص ۳۰۶، س ۱۰ ار کی عبارت یہ تحریر ہے:

"و حاصله ان دعوی علم الغيب معارضة لنص القرآن فيكفر بها۔"

اور اصل عبارت شامی ج ۳،ص ۳۰۶، س ۱۰ ار میں یہ ہے:

"قلت: و حاصله ان دعوٰی علم الغيب معارضة لنص القرآن فيكفر بها، الا اذا اسند ذلك صريحا، او دلالة الٰى سبب من الله تعالٰى كوحی او الهام، و كذا اسنده الٰى امارة عادية بجعل الله تعالٰى۔ قال صاحب الهداية فی كتابه مختارات النوازل: و لو لم يعتقد بقضاء الله تعالى، او ادعى علم الغيب بنفسه يكفر۔" (۱)

ع ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

دیکھو کس قدر دھوکہ بازی کی ہے ان دھوکہ بازوں نے، شاید انھوں نے یہ سمجھا ہوگا کہ عوام کی طرح خواص بھی ہماری بے ایمانیوں پر مطلع نہ ہوں گے، آیا فقہ کی روایات اس شخص کے سامنے پیش کرتے ہو جس کی فقہ کی خدمت کرتے عمر گزر گئی اور جس شخص نے علم فقہ کی اس قدر خدمت کی ہے کہ صوبہ پنجاب میں تو کیا بل کہ تمام ہندوستان میں بھی کسی نے نہ کی ہوگی۔ اما بنعمة ربك فحدث۔

۱- رد المحتار على الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب فی دعوى علم الغيب، ج ۶،ص ۳۷۱

التصوف بالتصوف

مولانا مولوی عبد الحی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ ہندوستان میں دو عالم بے نظیر گزرے ہیں:

ایک: امامِ ربانی حضرت مجددِ الف ثانی رضی اللہ عنہ

دوم: محمود جون پوری صاحبِ شمس بازغہ. (۱)

مولانا محمود الحسن محدث دیوبندی نے فرمایا تھا کہ امام ربانی تو درست ہے، لیکن عالم دوسرا چوں کہ مولوی عبد الحی منطقی ہے، اس لیے منطقی عالم کو پسند کیا ہے، ورنہ مناسب تھا کہ دوسرا عالم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب شمار کیا جاتا۔ یہ بات مولانا محمود الحسن سے مَیں نے خود بہ خود وقتِ تدریس سنی تھی۔

پس بہ مقابلہ حضرت دوست محمد قندھاری نقش بندی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقش بندی کا ذرا فتویٰ سنیے:

وسیلہ جلیلہ، ص ۸۳

الطاف القدس شاہ صاحب کی عبارت یوں ہے:

''چوں رفتہ رفتہ سخن بہ حقائق غامضہ افتاد از اں حالت نیز رمزے باید گفت، چوں آب از سر گزشت چہ یک نیزہ، و چہ یک مشت، کمالِ عارف از حجر بحت بالاتر می رود۔ نفس کلیہ بجائے جسد عارف می شود، و ذات بحت بجائے روحِ او ہمہ عالم راہ طبعا بعلم حضوری در خود بیند۔'' اھ ک (۲)

اس میں سے تو خوش بوے وحدتِ وجود کی آ رہی ہے جو عقولِ متوسطہ سے بہ مراحل

۱- الشمس البازغة، ترجمة المؤلف، ص ۲۲۴

۲- الطاف القدس، فصل ششم در تہذیب لطائف خفیہ، ص ۴۴

دور ہے، اور کام عقولِ عالیہ اولیاے کرام کا ہے کما قال ملا حسن۔ اسی وجہ سے شاہ صاحب نے اس کو حقائق غامضہ سے فرمایا ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے امام ساجدین زین العابدین ابن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یا رب جوهر علم لو ابوج به
لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
و لا استحل رجال عارفون دمی
یرون اقبح ما یاتونه حسنا

اور کلام ابو ہریرہ جو صحاح میں ہے:

((لقطع منی هذا البلعوم۔)) الحدیث (۱)

اس پر دال ہے اور اس کلام سے فرقِ خامس مناطقہ والا فروقِ خمسہ سے مضمحل ہو جاتا ہے۔هذا هو الکلام الموعود فافهم!

بہ مقابلہ حضرت محمد معصوم نقش بندی وہ شخص پیش کرتا ہوں کہ محمد معصوم صاحب تو کیا امام ربانی صاحب سے بہ درجہا بہتر ہے یعنی حضرت خواجہ بہاء الدین نقش بند جو مجتہد مطلق فی الطریقت عندہم ہے:

''می فرمایند کہ زمین پیش ماچوں ناخن است و ہیچ چیز از ما غائب نیست۔'' (۲)

(نفحات الانس، ص ۲۴۹)

اب بہ مقابلہ حضرت مجدد بایزید بسطامی سردار سلسلۂ نقش بند فرماتے ہیں کہ

''دلِ ولی اس قدر وسیع ہے کہ تمام جہان کیا بل کہ دس لاکھ جہان ولی اللہ کے ایک گوشہ دل میں ڈال دیے جائیں تو محسوس ہی نہ کیا جائے گا۔''

دیکھو ''مرقات شرح مشکوٰۃ'' ج ۱، ص ۵۲

''لو وقع العالم الف الف مرة فی زاویة من زوایا قلب

۱- صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، ج ۱، ص ۲۳

۲- نفحات الانس من حضرات القدس، در بیان احوال خواجہ بہاء الدین نقش بند، ص ۲۶۳

العارف ما احس به۔" (۱)

یہ وہی علی قاری ہے جس سے آپ کفر کے فتویٰ نقل کرتے ہیں، ایک ولی اللہ کی نسبت فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی شان تو بالا ہے، اور حضرت بایزید بسطامی نے اعداء الرسول ﷺ کے ناک بھی کاٹ کرر کھ دیے ہیں۔

الثلاثة بالثلاثة و الفضل تبرع.

میرے مقتدا علامہ شعرانی کی ایک بات ذرا سن لیجیے، تاکہ آپ کے جگر کا زخم پھٹ جائے۔ دیکھو کبریت احمر ص ۱۶۵

"اما شیخنا السید علی الخواص فسمعته یقول: لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریده فی انتقاله فی الاصلاب و هو نطفة من یوم الست بربکم الی استقراره فی الجنة او فی النار۔" (۲)

اور لطائف المنن میں علامہ شعرانی یہی معنی بیان فرماتے ہیں۔ (۳)

ص ۲۸۸، ج ۱، باب ۱۱ رکا آخر

تنبیہ:

ہم ہر ایک ولی کے علم غیب کے قائل نہیں بلکہ کامل اولیاء اللہ مثل حضرت خضر علیہ السلام یا رسول اللہ ﷺ یا ورثاءہ تاکہ حضرت دوست محمد قندھاری کا قول حجت ہو۔

اب دوسرا مقولہ حضرت ابوالحسن خرقانی نقش بندی کا قابل غور ہے کہ "تذکرۃ الاولیاء" ص ۶۵۸، س ۱۱۔

۱- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۹

۲- الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر، الباب الرابع و الثمانین و مائتین، ج ۲، ص ۳۳۰

۳- لطائف المنن، الباب الحادی عشر، فی جملة آداب اخری من الاخلاق، ص ۴۸۰

''خبردار پس آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ مَیں مرد ہوں جب تک کہ ۷۰ برس تک اپنا معاملہ ایسا نہ دیکھے کہ اول تکبیر خراسان میں باندھے اور سلام کعبہ میں پھیرے، اور اوپر سے عرش تک دیکھے اور نیچے سے ثریٰ تک دیکھے اس وقت تو جانے گا کہ بے نماز ہوں تو مَیں ہوں اور نامرد ہوں تو میں ہوں۔'' (۱)

تیسرا مقولہ حضرت الغوث الاعظم و القطب المقمم کو حضرت شیخ محدث نقل فرماتے ہیں:

''قال رضی اللّٰہ عنه: یا ابطال! یا اطفال هلموا و خزوا عن البحر الذی لا ساحل له، و عزة ربی ان السعداء و الاشقیاء لیعرضون علی، و ان بوبوء عینی فی اللوح المحفوظ، و انا غائض فی بحار علم اللّٰہ، و انا نائب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔'' (۲)

تفسیر اس کی بیت مثنوی شریف میں ہے:

لوحِ محفوظ است او را پیش وا
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا (۳)

قال الغوث:

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا
کخردلة علیٰ حکم اتصالٖ

چوتھا مقولہ: قال العلامة الفارقی فی کتاب التوحید:

''ان العارف باللّٰہ یعقوب خادم السید احمد ابن رفاعی یقول بعد کلام طویل هذا عجیب فقال: وازیدك انه لا

۱۔ تذکرۃ الاولیاء، تذکرۃ الشیخ ابی الحسن الخرقانی، ص ۷۰۷

۲۔ اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، در بیان احوال و کرامات و فضائل شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص ۱۵

۳۔ مثنوی مولوی معنوی، دفتر چہارم، ج ۴، ص ۱۵۱

تستقر نطفة فی فرج انثی الا ینظر ذلك الرجل الیها و یعلم بها قال: قلت: یا سیدی هذا من صفات الرب تبارك و تعالیٰ ، قال یعقوب: استغفر اللّٰه تعالیٰ فان اللّٰه سبحانه اذا احب عبدا صرفه فی جمیع مملکته و اطلعه علیٰ ما شاء من علوم الغیب فقال یعقوب: تفضل علی بدلیل علی ذلك فقرا الحدیث القدسی فاذا کان الحق مع عبده کما یریده صار کانه صفة من صفات اللّٰه تعالیٰ۔" (۱)

بس اب ختم کرتا ہوں ذرا طول سے ملول نہ ہو جاؤ!

الاربعة بالاربعة و الفضل تبرع.

اب فلاسفہ اسلام کی ذرا سنیے، وہ عقل کے مراتب تحریر کرتے ہیں اور مرتبہ ثالثہ عقل کا یہ تحریر کرتے ہیں کہ جس کو قوت قدسیہ کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تمام نظریات اس کے آگے بدیہی ہوتے ہیں بل کہ میبذی نے بیان کیا ہے کہ بہ سبب ریاضتِ بندہ نفوس اس قدر جلابیب بدن سے باہر آجاتے ہیں کہ تمام اشیا حاضر دیکھتے ہیں، اور عوام کالانعام کو یہ دھوکہ نہ دینا چاہیے کہ فلاسفہ کے عقائد اسلام کے عقائد سے برخلاف ہیں کیوں کہ مخالف عقائد فلاسفہ یونان کے ہیں دیکھو میبذی جس قدر اصولِ اسلام کے خلاف قواعد فلاسفہ کے تھے ایک کو بھی بلاجرح نہیں چھوڑا، کیف لا و هو قاضی الاسلام۔

اور امام فخر الدین رازی نے "مباحث شرقیہ" میں اس قانونِ فلاسفہ پر اعتراض کیا ہے کہ نفس ناطقہ ایک آن میں دو امر کی طرف توجہ نہیں کرسکتا۔ و قال:

لم یاتوا علیه بسلطان عظیم۔

اور کہا کہ بعد تفرقِ ابدان تمام علوم نفس ناطقہ کو بالفعل حاصل ہو جاتے ہیں۔ (۲)

۱- لطائف المنن، الباب الثانی عشر فی جملة اخری من الاخلاق المحمدیة، ص ۴۸۸. بتصرف

۱- حاشیة الحاشیه الزاهدیه المتعلقه بالرسالة القطبیة معروف بہ غلام یحییٰ بہاری (لواء الهدیٰ فی اللیل و الدجی)، ص ۱۳۱

اور مولوی عبدالحی جس پر آپ کو بہت ناز ہے ''شرح غلام یحییٰ رسالہ قطبیہ'' (۱) میں اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

اور فلاسفہ اسلام کے اس قانون کی ائمہ حدیث بھی تصدیق کرتے ہیں۔

مناوی شرح جامع الصغیر للسیوطی (۲)، اور علی قاری شرح مشکوۃ ج ۲، ص ۷۶.

''قال القاضی: النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة، عرجت، و اتصلت بالملأ الاعلیٰ، و لم یبق لها حجاب، فتری الکل کالمشاهد بنفسها، او باخبار الملك لها، و فیه سر یطلع علیه من تیسر له۔'' (۳)

اب میرا پیشوا علامہ شعرانی ''لطائف المنن'' میں ایک جگہ میں دو تیر دشمنانِ رسول کی چھاتی میں لگاتا ہے اور فلاسفہ اسلام کے قوت قدسیہ کے مسئلہ کی پوری طرح تشریح کرتا ہے۔

دیکھو ص ۳۹، ج ۱، س ۹.

''اذا صفا القلب فاذا قوبلت بالوجود العلوی و السلفی انطبع جمیعه فیها، فلا ینسی شیئا بعد ذلك۔'' (۴)

اور ص ۱۰۷، ج ۱ ر میں فرماتے ہیں کہ

''میں اصحاب نوبت کی حفاظت کرتا ہوں تمام اقطارِ ارض میں اور تمام علویات وسفلیات کو علی التفصیل دیکھتا ہوں اور تین درجوں میں تمام اطرافِ زمین پر پھر جاتا ہوں۔''

۱- مصباح الدجی فی لواء الهدیٰ (حاشیة علی غلام یحیی)، ص ۳۴۵

۲- فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف الصاد، ج ۴، ص ۲۶۳، رقم الحدیث: ۵۰۱۶

۳- مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب صلوة علی النبی ﷺ و فضلها، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۳۴۲

۴- لطائف المنن، الباب الاول، فی امور یجب عند ائمة الطریق فعلها قبل الطریق القوم، ص ٦٧. بتصرف

''بلکہ اگر بہت دل صاف ہو جائے تو لوگوں کے احوالِ ما مضی اور ما
ہو آت کی خبر دیتا ہے اور ایک لحظہ میں تمام اقطارِ زمین پر پھر جاتا ہے۔'' (۱)
ص ۱۰۸

فافهم واللّٰه ولی هداك۔

اب مَیں یہ رسالہ چند وریقات پر ختم کرتا ہوں، اور ایک ولی کامل کی کلام سے تبرک حاصل کرتا ہوں، اور آخری لاعلاج برچھی منافقہ وہابیہ کے دل پر مارتا ہوں، تاکہ زخم کی طرح کبھی مندمل نہ ہو۔

قال حافظ الحديث فی كتاب الابريز الشريف عن غوث الثقلين:

''فقال الشيخ رضی اللّٰه تعالی عنه: تلك الحكاية يفعلها اضعف ما فی الاولياء، و لقد رايت وليا بلغ مقاما عظيما، و هو انه يشاهد المخلوقات الناطقة و الصامتة و الوحوش والحشرات و السمٰوات و نجومها و الارضين و ما فيها و كرة العالم باسرها تستمد منه، و يسمع اصواتها وكلامها فی لحظة واحدة، و يمد كل واحد بما يحتاجه و يعطيه مايصلحه من غير ان يشغله هذا عن هذا، بل اعلی العالم و اسفله بمنزلة من هو فی حيز واحد عنده، ثم يرحم هذاالولی فينظر فيری مدده من غيره، و هو النبی ﷺ و يری مدد النبی ﷺ من الحق سبحانه، فيری الكل منه تعالٰی۔'' اھ (۲)

ذرا اس عبارت کا معنی سوچ لے اگر تم کو نہ آئے تو دوسرے سے پوچھ لے۔

۱- لطائف المنن، الباب الرابع فی ذكر جملة اخری من الاخلاق، ص ۱۸۰

۲- الابريز من كلام العارف بالله عبد العزيز الدباغ، الباب السادس فی ذكر شيخ التربية، ص ۴۷۷

”قال الغوث: و سمعت هذا الولی یقول: اذا نظرت الی کون المدد من غیری اجد نفسی کالضفدع و الخلق کلهم اقوی منی و اقدر، قلت: و هذه صفة شیخنا رضی اللّٰه عنه غوث الزما ن و الاقطاب السبعة تحته۔“

”و قال لی رضی اللّٰه عنه مرة: انی اری السمٰوات السبع و الارضین السبع، و العرش داخلة فی وسط ذاتی، و کذا ما فوق العرش من السبعین حجابا، وفی کل حجاب سبعون الف عالم، و بین کل حجاب و حجاب سبعون الف عام، و کل ذلك معمور بالملائکة الکرام، وکذا ما فوق الحجب السبعین من عالم الرقابتشدید الراء و تشدید القاف بعدها، فکل هؤلاء المخلوقات لا یقع فی فکر هم شیء فضلا عنِ جوارحهم الا باذن رجل رحمه اللّٰه تعالی۔ انتهی کلامه المقدس (۱)

رزقنا اللّٰه رضائهم و جعلنا من زمرتهم و حزبهم۔ آمین، آمین، و لا تجعلنا من الوهابین المردودین المطرودین یا رب العالمین۔

قلت تبرکا بقول السید الساجدین امام زین العابدین رضی اللّٰه تعالٰی عنه و اختم به قال:

انی لاکتم من علمی جواهره
کی لا یری الحق ذو جهل فیفتشا
و قد تقدم فی هذا ابو حسن
الی الحسین و وصی قبله حسنا

۱- الابریز من کلام العارف بالله عبد العزیز الدباغ، الباب السادس فی ذکر شیخ التربیة، ص ۴۷۷

تکمیل

اِستدلالات مدعیانِ جہل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جوابات اُن کے

انتحل الوهابی بقوله تعالى:

﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ (۱)

(پارہ۷،سورۃ انعام،ربع ثالث)

وہابی کا ترجمہ اپنے ہاتھ سے تحریر شدہ:

''یعنی اے محبوب! میرا تم پر فرض ہے کہ کہو لوگوں کو کہ میں غیب نہیں جانتا۔''

اھ ک بعینہٖ

جواب اهل الحق بوجوه۔

جواب اول:

اس کلام وہابی والا سے صاف ظاہر ہے کہ عطف وَ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ اوپر لَا اَقُوْلُ لَكُمْ کے ہے، اور یہ جملہ مقولہ قُلْ کا ہے، اور امر فی الواقع اس طرح نہیں، بل کہ عطف جملہ مذکورہ کا عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ کے ہے، اور منصوب المحل ہے، اور لا زائد تاکید یہ ہے، اور مقولہ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ ہے، نہ مقولہ قُلْ کا ہے۔

دیکھو میری تصدیق صراحۃً تفسیر مدارک حنفی (۲) ص۱۰، ج۲، ....

۱- الانعام:۵۰

۲- مدارك التنزيل و حقائق التاويل، تحت الآية: قل لا اقول لكم عندى خزائن الله، ج ۱، ص ۵۰۵

ابوسعود حنفی (۱) ص ۱۸۰، س ۴ آخر سے، بیضاوی (۲)، وعصام (۳) ص ۲۵۵، ج ۱، و جمل (۴) ج ۲ ص ۳۲، و امام نظام نیشاپوری شہید (۵) ص ۱۲۶، ج ۷، س ۱، و کشاف (۶) ص ۴۵۳، س ۲.

پس معنی یہ ہوگا کہ میں نہیں دعوی کرتا علم غیب کا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ موجبِ قول سواد بن قارب انك مامون علی کل غیب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رو بہ رو پڑھا گیا ہے امانت دار علم غیب کے ہوئے، اور امین کو یہ جائز نہیں کہ بغیر اجازت مالک امانت کے کہے کہ میرے پاس فلاں فلاں چیز امانت ہے ورنہ خائن مقرر کیا جائے گا علی ما تقرر فی الاصول۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بدون اجازت مولا کریم کے خود ہر گز غیب کسی کو نہیں بتاتے تھے، ہاں اجازتِ مالک سے کوئی صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۷) بنا اور کوئی نجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۸) بنا، پس بین لا ادعی علم الغیب و بین لا اعلم الغیب بون بعید و فرق عظیم الا عند الجاهل المعاند۔ پس مدعا وہابی جو نفی علم غیب تھا ثابت نہیں ہوا فلا یتم التقریب فانهدم اسطوانة المناظرة۔

۱- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة: قل لا اقول لکم عندی خزائن الله، ج ۲، ص ۳۸۶

۲- انوار التنزیل و اسرار التاویل، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۴۱۰

۳- حاشیة العلامة عصام الدین علی تفسیر البیضاوی

۴- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۳۵۴

۵- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۸۱

۶- تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوه التاویل، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۲۶

۷- مثل حذیفة رضی الله تعالی عنه۔ ۱۲ منہ

۸- مثل علی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنه۔ ۱۲ منہ

جواب دوم:

علی تقدیر التسلیم کہ عطف اوپر لَا اَقُوْلُ لَکُمْ کے ہے، اور جملہ مقولہ قُلْ کا ہے، پس مراد نفی علم غیب بالذات کی ہوگی، جو صفت پاک پروردگار کی ہے، اور یہی معنی ہے بعض مفسرین کے قول کا کہ لا ادعی الالوهية کیوں کہ دعویٰ علم غیب مستفاد میں ہرگز الوہیت کا دعویٰ نہیں ہوسکتا اگرچہ کلیہ دائمہ کا دعویٰ بھی کیا جائے، کما لا یخفی علی البصیر دون الاعمی۔

دیکھو قاضی بیضاوی (۱) ج ا، ص ۱۲۰، اور ابوسعود (۲) ص ۱۸۰، ۱۸۱، اور امام نظام (۳) ج ۷، ص ۱۲۶، س ۲.

و قال فی ص ۱۲۸، ج ۷:

"و ههنا قال: قل لا اقول لکم عندی خزائن الله، و لم یقل: لیس عندی خزائن الله لیعلم ان خزائن الله، و هی العلم بحقائق الاشیاء و ماهیاتها باراتهم، ﴿سَنُرِیْهِمْ آیَاتِنَا فِی الْآفَاقِ وَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ﴾ و باستجابة دعائه فی قوله علیه السلام: ((ارنا الاشیاء کما هی)) و لکنه یکلم الناس علیٰ قدر عقولهم، و لا اعلم الغیب ای لا اقول لکم هذا مع انه یخبره عما مضی و عما سیکون باعلام الحق، و قد قال صلی اللہ علیہ وسلم فی قصة لیلة المعراج ((قطرت فیّ قطرة علمت ما

۱- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۴۱۰

۲- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۳۸۶

۳- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۸۱

کان و ما سیکون۔)) اھک (۱)

اورامام رازی تفسیر کبیر ص ۴۸، ج ۴، س ۱۰ ر میں فرماتے ہیں:

"انہ لا یستقل فی ہذہ الدعاوی الثلاث۔" (۲)

اور دیکھو معتبر کتاب فقہ "جامع الفصولین" ج ۲ ص ۲۲۰ کو و قد بسط حق البسط اوراس آیت سے علم بالذات کی نفی کی ہے۔ (۳)

جواب سوم:

حسن غایۃ الحسن چوں کہ نبوت اطلاع علی الغیب کا عین ہے یا لازم ہے، کیوں کہ نبی مخبر ہوتا ہے، رضاء اللہ اور عدم رضاء ہ کا اور رضاء اللہ فی الامور و عدم رضاء ہ فی الامور الآخر اعلیٰ درجہ کا غیب ہے، پس نبی کا معنی مطلع علی الغیب ہوگا۔ دیکھو "مواہب اللدنیہ" ج ۲، ص ۱۹۲، س ۷ آخر سے، فی تحقیق اسماء ہ علیہ الصلاۃ و السلام:

"النبوۃ التی ہی الاطلاع علی الغیب۔" (۴)

اور حدیث صریح بھی اس کی تائید کر رہی ہے۔ دیکھو ابن صیاد نے جب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے رو بہ رو اپنی نبوت کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ملعون کے امتحان لینے کے واسطے فرمایا:

((انی قد خبأت لك خبیئًا و خبأ له یوم تاتی السماء بدخان مبین فقال ابن صیاد: و ہو الدخ، فقال رسول اللہ

۱- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج ۳، ص ۸۳. بتصرف

۲- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیۃ المذکورۃ، ج ۶، ص ۲۳۱. بتصرف

۳- جامع الفصولین، الفصل الثامن و الثلاثون، فی مسائل الکلمات الکفریۃ، ج ۲ ص ۲۲۰

۱- المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، الفصل الاول فی ذکر اسماء ہ الشریفۃ المنبئۃ عن کمال صفاتہ المنیفۃ، ج ۱، ص ۳۸۴

صلی اللہ علیہ وسلم: اخسا فلن تعدو قدرك۔)) (۱)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر غیب سے اس کا امتحان لیا اور عاجز کیا کہ جب تم نے خبر غیب کی پوری نہ دی بلکہ جوگیوں کی طرح ناقص اشارہ کیا تو تو نبی نہیں، پس اس حدیث سے اشارۃً ومحدث کی کلام سے صراحۃً معلوم ہوا کہ غیب دانی یا تو عین نبوت کا ہے یا لازم نبوت سے ہے، پس قرآن اور حدیث میں غیب کے منفی کے ساتھ جزئی اور کلی کی قید کوئی نہیں ہے بلکہ مطلق ہے چناں چہ اس آیت میں پس نفی غیب مطلق اور انکار اس کا مرادف نفی النبوۃ اور انکار اس کے ہوگا، پس منکر علم غیب نبی مطلقاً چناں چہ منتحل اس آیت کا حال ہے' منکر نبی ہے قطعاً اور اگر غیب کے ساتھ کوئی قید کلی وجزئی کی لگائی جائے تو آیت مؤولہ ہو جائے گی، پس کفر کہاں ثابت ہوگا جو مدعا محبّ کفر اور شرک کا تھا۔ فلا یتم التقریب۔

جواب چہارم:

المضارع حقیقة فی الحال مجاز فی الاستقبال۔ چناں چہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے۔ دیکھو ہدایہ ص ۳۵۷، ج ۲، اور ص ۴۴۹، ج ۲. (۲)

وہی تحقیق فحول نحو کی ہے۔ دیکھو شیخ رضی (۳) و حقق هذا المذهب كما هو دابه فی مبحث تعريف الاسم و تعريف المضارع، اور وہی تحقیق مولوی جامی (۴) کی ہے۔ فافهم۔ ڈیکھو بحث الاسم کو!

۱- جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی ذکر ابن صیاد، ج ۲، ص ۵۰، و اللفظ له، صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم صبی فمات هل یصلی علیه و هل یعرض علی الصبی الاسلام، ج ۱، ص ۱۸۰، صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر ابن صیاد، ج ۲، ص ۳۹۷، سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب فی خبر ابن صائد، ج ۲، ص ۲۴۷

۲- الهدایة، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، فصل فی الاختیار، ج ۲، ص ۳۵۷

۳- شرح الکافیة، تعریف الاسم و المضارع، ج ۲، ص ۲۲۶

۴- الفوائد الضیائیة معروف بہ شرح جامی، تحت بحث تعریف الاسم، ص ۳۰

پس نفی مستقبل کی نہ ہوگی، و الا لزم اجتماع الحقیقة و المجاز علی هذا المذهب و عموم المشترك عند الجمهور اورلازم ہردوشق سے باطل ہے۔

جواب پنجم:

علم غیب قدیم منفی ہے نہ حادث۔ (۱)

(سل الحسام الهندی لنصرة الخالد النقش بندی للشامی، ص ۳۱۳، ج۲)

جواب ششم:

علم غیب واجب منفی ہے نہ ممکن۔ (رسالہ شامی ص۳۱۳، ج۲)

و قال فی هذه الصفحة:

"و من البداهة انه لا یودی الی مشارکتهم له فی ما تفرِد به من العلم الذی تمدح به، و اتصف به فی الازل ولا یزال۔" اھک (۲)

اس عبارت سے محبّ الشرک نصیحت پکڑے۔

جواب ہفتم:

علم غیب منفی میں جواس آیت میں واقع ہے جزئی کلی، بالذات مستفاد، حال استقبال اور بهذا عطف عندی خزائن الله پر، یالا اقول لکم پر احتمالات ہیں، پس تعیین ایک معنی کی تاویل آیت مجمل یامشترک کی ہوگی، پس کفر کس طرح ثابت ہوگا جومحبانِ شرک وکفر کا مدعا ہے اور وہابی مستدل بهذه الآیة کامحبوب ہے۔ فلا یتم التقریب۔

۱- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الهندی لنصرة مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۳

۲- ایضًا

انتحل الوهابی بقوله تعالٰی:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾ (۱) (پارہ ۷، سورۂ انعام)

جواب اول:

نفی علم کی ہے نہ اعلام کی، و فیه الکلام، چناں چہ شامی نے کہا ہے فارقا بین علم اللّٰہ و بین علم اولیائه:

"ما علموا و انما علموا۔" (۲) (ص ۳۱۳، ج ۲)

جواب دوم:

حصر علم بالذات کا ہے نہ مستفاد کا، و قد مر۔

ھھنا عقدۃ لا تنحل بانامل الانکار الوھابیة۔ فھو ھذا:

اس آیت میں حصر علم بالذات کا کیا جائے تو وہابی کا خانہ خوار ہوگا اور تقریب تام نہ ہو گی کیوں کہ کلام علم الرسول میں ہے اور اگر حصر علم غیب مستفاد کا کیا جائے تو معنی آیت میں کفر اتفاقاً بین الوہابیہ والحنفیہ لازم آئے گا۔

جواب سوم:

المضارع حقیقة فی الحال مجاز فی الاستقبال، و قد مر۔

جواب چہارم:

یہ آیت حضرت وہابی صاحب کے نزدیک مُفَسَّر ہے اور آیت سورۃ الجن مُفَسِّر ہے، اگر چہ یہ جھوٹ صریح ہے علی ما ھو التحقیق۔ پس علی تقدیر التسلیم آیت

۱- الانعام:۵۹

۲- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الھندی لنصرۃ مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۳

پہلے نزول سورۃ الجن مجمل ہوگی، اور آیت مجملہ کے ساتھ استدلال قطعاً باطل ہے پہلے تفسیر کے علی ما تقرر فی المقرہ اور بعد تفسیر آیت سورۃ الجن کے استثنا متصل، متصل ہو جائے گی، پس مدعا ہمارا ثابت ہوگا نہ وہابی کا، اور یہی مراد ہے مفسر بھاری صدی ششم کا:

"ای لا یعلمها الا هو، و من یطلعه علیها من صفی و خلیل و حبیب و ولی۔" (۱) (عرائس البیان، ص ۲۱۴، ج ۱)

جواب پنجم:

و یمکن ان یکون الحصر اضافیا بالنسبة الی العوام و اهل النجوم۔

جواب ششم:

جواب حسن الغایة الحسن۔

"مفاتح الغیب ذاته و صفاته، و لا یمکن ان تکون هذه المفاتیح عند شیء من الممکنات، لان المحاط لا یحیط بمحیطه، و لا تدرکه الابصار و هو یدرك الابصار۔" (۲)

(امام نظام، ص ۱۳۶، ج ۷)

و قریب من هذا التحقیق تحقیق المحقق المحدث الصوفی احمد المالکی۔ (۳)

و ما قال من کفر قائل المساوات فراجع الی الکاف و الاحاطة، فاندفع ما اعترض علیَّ الاخ السرسی۔

۱- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۳۶۹

۲- غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری، تحت الآیة المذکورة، ج ۳، ص ۹۰، ۸۹

۳- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۱۱۹

جواب ہفتم:

علم مفاتیح الغیب میں احتمالات ہیں، پس آیت مؤوّلہ ہوگی۔ فلا یتم التقریب، و قد مر۔

جواب ہشتم:

نفی علم غیب قدیم کی ہوگی نہ حادث۔ و قد مر۔

جواب نہم:

نفی علم واجب کی ہوگی نہ ممکن کی۔ و قد مر۔

انتحل الوهابی بقوله تعالی:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ﴾ الآية (۱)

اس آیت سے وہابی یہ مدعا ثابت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت وقوع قیامت کا معلوم نہ تھا، لیکن کوئی لفظ اس آیت میں ایسا موجود نہیں ہے جو خاص ذات مفخر موجودات کے نفی علم وقوع قیامت کی کرے۔ شاید لفظ انما جو مفید حصر جزءِ اول کا جزءِ ثانی پر ہوتا ہے علی ما صرح به الجامی فی بحث الفاعل۔ (۲)

جواب اول:

انما حصر کے واسطے اتفاقاً نہیں۔ دیکھو علامہ محقق مطول ومختصر المعانی میں فرماتا ہے کہ یہ مسئلہ اختلافیہ ہے، حیث قال فیه:

ص ۹۹، س ۷.

"و لما اختلفوا فی افادة انما الحصر۔" (۳)

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

اور قرآن شریف میں بھی کثرت سے انما غیر حصر کے واسطے آرہا ہے۔ دیکھو!

﴿اِنَّمَا اَنْتَ نَذِيْرٌ﴾ (۴) (پارہ:۱۲)

و قوله تعالی:

۱- الاعراف:۱۸۷

۲- الفوائد الضیائیة شرح الکافیة معروف بہ شرح جامی، المرفوعات، بحث تاخیر الفاعل، ص ۷۰

۳- مختصر المعانی، الفن الاول: علم المعانی، بحث الحصر، ص ۱۹۲

۴- ھود:۱۲

﴿اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (۱) (پارہ۱۳)
وَ ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔﴾ (۲) (پارہ۱۷)
و غیر ذلك من الآیات۔

اگراس جگہ حصرلیا گیاتونفی بشیر، طٰہٰ، یٰسٓ، قائدغر المحجلین، شافع روزمحشروغیرہا من الصفات لازم آئے گی، کما هو مدلول الحصر و اللازم باطل فالملزوم مثله۔

قال الامام الرازی فی ج ۲، پارہ۲، ص ۸۰، س ۳ من الآخر:
"ظاهر الآیة یقتضی ان لا یحرم سوی هذه الاشیاء الاربعة، و من قال ان کلمة انما لا تفید الحصر فالاشکال زائل۔" (۳)

جواب دوم:

الحصر حصران: حقیقی و اضافی، کما تقرر فی مقره۔

پس اگر وہابی اور اطفال ان کے ہر جگہ حصر حقیقی لیں تو نحو آیات ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ الآیة (۴) میں حلت ما سوی الاشیاء الاربعة مثل سگ وشغال وگرگ وموش وغیران کے نزدیک لازم آئے گی۔و اللازم باطل فالملزوم مثله۔ یہ دلیل قطعی ہے،شاید ان کے نزدیک بطلانِ لازم میں شک ہوگا، پس چوہے وکتے وگیدڑ وہابی صاحب کے نزدیک حلال ہوں گے۔پس جیسا اس آیت میں انما حصر اضافی کے واسطے ہے ایسا آیت ساعت

۱- الرعد:۷
۲- الحج:۵۹
۳- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة: انما حرم علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر، ج ۳، ص ۲۲
۴- البقرة:۱۷۳

میں بھی انما حصر اضافی کے واسطے ہوگا ای بنسبة ما سوی الخواص کما سیاتی تفریعه من الامام القسطلانی۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہابی کو کوئی عداوت تو نہیں کہ اس جگہ حصر حقیقی لیتے ہیں اور دوسری جگہ حصر اضافی لیتے ہیں۔فافهم و اغتنم۔

جواب سوم:

مراد حصر علم بالذات کا ہوگا۔و قد مر۔

جواب چہارم:

یہ آیت مقیدہ یا مفسرہ یا منسوخہ ہے۔ بقوله تعالیٰ:

﴿اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (۱)

و الیه اشار شیخ احمد المحقق المحدث الملقب بحافظ الحدیث وغیره مثل خازن (۲)، و جمل (۳)، حیث قال:

”انها من الامر المکتوم الذی استاثر الله بعلمه فلم یطلع علیه احد الا من ارتضاه من الرسل و الذی یجب الایمان به ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمه الله بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا و الآخرة فهو یعلمها کما هی عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانا انظر فیها کما انظر الیٰ کفی هذه و ورد انه اطلع علی

۱- الجن:۲۷

۲- لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، تحت الآیة: ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر، ج ۲ ص ۱۶۷

۳- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ج ۳ ص ۱۵۳

الجنة و ما فيها و النار و ما فيها و غير ذلك مما تواترت الاخبار و لكن امر بكتمان البعض۔" (۱)

اوراسی طرف اشارہ کیا ہے امام قسطلانی محدث "ارشاد الساری شرح صحیح بخاری" میں ص ۱۷۸، ج ۷۔

"(و لا یعلم متی تقوم الساعة) احد (الا اللّٰه) الا من ارتضی من رسول فانه یطلعه علی ما یشاء من غیبه و الولی تابع له یاخذ عنه۔" (۲)

کتاب صحیح بخاری مطبوعہ احمدی ج ۲، ص ۶۸۱، س ۱۵، تفسیر سورۃ الرعد فقرہ مذکورہ پر امام قسطلانی کا فرمود لکھا ہوا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم ولی ماخوذ ہے نبی سے، اور علم نبی ماخوذ ہے اللہ جل جلالہ سے بواسطة الملك او بدونها، پس منتہی علم قیامت علم باری ہوا، و هذا معنی قوله تعالیٰ: ﴿اِلٰی رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا﴾ (۳) ای منتها علمها بحذف المضاف، کما قال البیضاوی (۴) و الکشاف (۵)، فعلم ان علم الغیر بالساعة مبتدا و منتهی علمها اللّٰه جل جلاله، لانه بالذات۔

۱- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة: یسئلونك عن الساعة ایان مرسٰها، ج ۲ ص ۱۱۱

۲- ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، تفسیر الرعد، باب قوله: اللّٰه یعلم ما تحمل کل انثی و ما تغیض الارحام، ج ۸، ص ۲۵۶

۳- النازعات: ۴۴

۴- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة: الٰی ربك منتهاها، ج ۵، ص ۴۵۰

۵- تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوه التاویل، تحت الآیة المذکورة، ج ۴، ص ۶۹۹

جواب پنجم:

• تحقیق ظاہر الفاظ قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ کو علم قیامت کا پورا پورا تھا، سوال جو بار بار کرتے تھے، کما هو المفهوم من قوله تعالی: ﴿كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا﴾ (۱) محض اجازتِ تبیین اور ذکر لوگوں کے واسطے تھا جس وقت رسول اللہ ﷺ کو آخری آیت آیاتِ ساعت میں سے صاف ذکر سے منع صریح الفاظ میں کی، پھر رسول اللہ ﷺ نے کبھی سوال نہ کیا، یدل علیه قوله تعالیٰ:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا﴾ الآية. (۲) پارہ ۳۰ سورۃ النازعات

قال القاضی ص ۴۱۳، ج ۲

"ای ما انت من ذکرها لهم، و تبیین وقتها فی شیء فان ذکرها لا یزیدهم الا غیًّا، هذا صریح فی ما قلناه، ووقتها من حیث الذکر لهم مما استاثر الله بعلمه۔" (۳)

۱- الاعراف: ۱۸۷

۲- النازعات: ۴۲ تا ۴۴

۳- انوار التنزیل و اسرار التاویل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآیة: الیٰ ربک منتهاها، ج ۵، ص ۴۵۰. بتصرف

انتحل الوهابی بقوله تعالیٰ:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ﴾ (۱)

اجاب اهل الحق بوجوه۔

جواب اول:

رفع ایجاب کلی ہے، کما ھو الظاھر من عموم من، کما تقرر فی الاصول و النحو۔ پس یہ معنیٰ لیس کل ہوگا، و ھو مسلم عندنا۔

جواب دوم:

علم غیب بالذات منفی ہے نہ مستفاد۔

دیکھو جامع الفصولین (۲) ج ۲، ص ۲۲۰، و شامی فی سل الحسام الھندی لنصرۃ الخالد النقش بندی (۳) ج ۲، ص ۳۱۳. و قد مر۔

جواب سوم:

علم واجب منفی ہے نہ ممکن۔ (شامی، ج ۲، ص ۳۱۳)

و قد مر۔

جواب چہارم:

علم غیب قدیم منفی ہے نہ حادث۔ (کتاب شامی مذکور، ج ۲، ص ۳۱۳)

و قد مر۔

۱- النمل: ۶۵

۲- جامع الفصولین، الفصل الثامن و الثلاثون فی مسائل الکلمات الکفریۃ، ج ۲، ص ۲۲۰

۳- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الھندی لنصرۃ مولانا الخالد النقش بندی، الفصل الرابع فی دعوی علم الغیب، ج ۲، ص ۳۱۳

جواب چہارم:

علم غیب قدیم منفی ہے نہ حادث۔ (کتاب شامی مذکور، ج۲، ص ۳۱۳)

و قد مر۔

جواب پنجم:

مضارع حالی منفی ہے نہ استقبالی۔ و قد مر۔

جواب ششم:

غیب کلی جزئی، علم غیب بالذات و علم غیب مستفاد، مضارع حالی و استقبالی احتمالات ہیں، پس تعیین ایک معنی ضرور آیت مجملہ یا مشترکہ کی تاویل ہوگی، کما تقرر فی الاصول اور آیت مؤولہ سے کفر کہاں ثابت ہو سکتا ہے جو مدعا وہابی کا تھا۔ فلا یتم التقریب۔

اس جگہ ایک اور قوی اشکال ہے جو جمہور مفسرین نے ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر استثنا متصل لیا جائے تو خدا کا مکان فی السمٰوات و الارض ثابت ہوگا اور وہ قطعاً باطل ہے اور اگر منقطع لیا جائے تو نصب مستثنٰی واجب ہوگا عند الحجازیہ اور رفع جو اس آیت میں ہے، غیر جائز ہوگا، مگر عند بعض بنی تمیم، کما تقرر فی مقرہ۔ پس آیت ضرور مؤوّلہ ہوگی۔ و لہذا قال الامام الرازی:

"و الآیة متروکة الظاهر۔" (۱)

دیکھو ص ۱۴۷، ج ۲، س ۱۷۔

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة: قل لا یعلم من فی السمٰوات و الارض الغیب الا اللّٰہ، ج ۱۲، ص ۲۱۱

دو آیت جو نہایت مشکل میرے پر تھیں اگرچہ رسالہ وہابیہ میں نہیں تھیں، لیکن مَیں نے ان کے جواب مختصراً تحریر کروائے ہیں، کیوں کہ وہابی لوگ اپنے اطفال کو یہ دو آیت خوب یاد کرواتے ہیں اوران کے ساتھ بڑا فخر کرتے تھے۔

انتحل الوھابی بقولہ تعالی:

﴿وَ مَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْبَغِى لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْآنٌ مُّبِيْنٌ﴾ الآية [1] (سورۂ یٰسٓ، پارہ ۲۳)

اجاب اھل الحق بوجوہ۔

جواب اول:

سورۂ یٰسٓ مکیہ ہے، اوراہل الحق کے دلائل مدنیہ ہیں۔

جواب دوم:

صیغہ ماضویہ ہے نہ مضارعیہ۔

جواب سوم:

مراد شعر منفی سے تالیف ہے یعنی شعر مصدر ہے اور تالیف امر آخر ہے، اور علم شعر امر آخر ہے اور قدرت میں بحث نہیں، علم میں بحث ہے اور تالیف قدرت کے فروع سے ہے اور یہی مراد ہے کشاف اور مدارک (۲) کی:

"و لا يليق له قرض الشعر۔" (۳)

۱- یٰسٓ: ۶۹

۲- مدارك التنزيل و حقائق التاويل، تحت الآية المذكورة، ج ۳، ص ۱۱۰. بتصرف

۳- تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل و عيون الاقاويل فى وجوه التاويل، تحت الآية المذكورة، ج ۴، ص ۲۶. بتصرف

دیکھو ص ۴۷۴، ج ۲، و مدارک، ج ۴، ص ۱۰۔

جواب چہارم:

جواب حسن شان نزول اس آیت کا مطابق جمہور مفسرین مثل جلالین وغیرہ یہ ہے کہ کفار کہتے تھے کہ

"یہ قرآن شعر ہے، اس آیت نے اس کو رد کیا ہے کہ یہ قرآن شعر نہیں ہے۔" (۱)

پس معنی یہ ہوگا:

"ای و ما علمناه بتعلیم القرآن علٰی معنی: ان القرآن لیس بشعر و ما هو من الشعر فی شیء و این هو عن الشعر۔" (۲)

دیکھو کشاف ص ۴۷۴، ج ۲.

اور سیاق قرآن کا اس کو مؤید ہے۔ دیکھو ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ﴾، پس ضمیر راجع ہوگا طرف معلم کے۔

اور محقق صاوی فرماتے ہیں:

"و حینئذ یصیر المعنی لیس القرآن بشعر و قال هذا تنزیه من اللّٰه تعالٰی لنبیه صلی اللہ علیہ وسلم من اتهامهم۔" (۳) (ص ۲۵۳)

۱- تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ص ۳۷۲

۲- تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوه التاویل، تحت الآیة المذکورة، ج ۴، ص ۲۶. بتصرف

۳- حاشیة العلامة الصاوی علی تفسیر الجلالین، تحت الآیة: وما علمناه الشعر، ج ۳، ص ۳۳۰. بتصرف

انتحل الوهابی بقوله تعالیٰ:

﴿وَ مَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (۱) (پارہ اول، ربع ۳)

تقریر اعتراض:

علم سحر خبیث شے ہے اور عیب ہے، اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتصاف خبیث شے اور عیوب سے ہونا محال ہے، دوسری وجہ عدم اتصاف کی یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم سحر سے متصف ہوں تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ساحر صادق ہوگا اور یہ مقولہ کفار کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساحر ہیں، کیف و قد قال اللّٰہ تعالیٰ:

﴿وَ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی﴾ (۲)

اجاب اهل الحق بوجوہ۔

جواب اول:

جواب بہ طور نقض اجمالی کہ پاک پروردگار عالم سحر ہے یا نہ، اگر پاک پروردگار عالم سحر ہے، تو معلوم ہوا کہ علم سحر عیب نہیں، ورنہ ذاتِ مقدس ضرور متصف نہ ہوتی، پس جو علم خدا کی اتصاف کے واسطے عیب نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کس طرح عیب ہوا، اگر جواب نفی میں ہے یعنی خدا متصف علم سحر کے ساتھ نہیں تو خدا کے واسطے جہل ثابت ہوا۔ تعالی اللّٰہ عما یقول الظالمون، فانصف فان الانصاف خیر الاوصاف۔

جواب دوسری وجہ کا یہ ہے کہ آپ ''کافیہ'' اور ''ہدایۃ النحو'' (۳) کو اے وہابی

۱- البقرۃ:۱۰۲

۲- طٰہٰ:۶۹

۳- ھدایۃ النحو، الخاتمۃ فی سائر احکام الاسم و لواحقه غیر الاعراب و البناء، فصل اسم الفاعل، ص ۷۹

صاحب! پڑھو، کیوں کہ ''کافیہ'' میں ہے کہ

''اسم الفاعل ما اشتق من فعل لمن قام به الفعل بمعنى الحدوث۔'' (۱)

پس ساحراس کو کہا جائے گا جس کے ساتھ سحر قائم ہوگا، پس تمہارا کہنا کہ اگر رسول مقبول ﷺ علم سحر سے متصف ہوں تو رسول اللہ ﷺ پر ساحر صادق آئے گا باطل ہے اور جہالت کبریٰ ہے، بل کہ عالم بالسحر ثابت آئے گا اور یہ غیر محال ہے، الغرض جو لازم آتا ہے وہ غیر محال ہے اور جو محال ہے وہ غیر لازم ہے۔ فاحفظه فانه ينفعك فی كثير من المواضع و اخبر به لمن ورائك۔

جواب دوم:

علم سحر فی نفسہ مذموم نہیں۔ دیکھو شاہ عبد العزیز دہلوی اپنی تفسیر ''فتح العزیز'' میں فرماتے ہیں:

پارہ اول ص ۴۸۰، ۴۸۱

''در مؤید ایں کلام ذکر می کند آں علم اگر چہ فی نفسہ ضرری ندارد ولیکن ایں کس بہ سبب قصور استعداد خود دقائق آں علم رانمی تواند دریافت وچوں بہ دقائق آں نرسید در جہل مرکب گرفتار شد۔'' (۲)

جواب سوم:

تفسیر امام رازی، مسئلہ خامسہ، ص ۴۲۵، ۴۲۶، ج ۱۔

''فی ان العلم بالسحر غير قبيح و لا محظور اتفق المحققون علىٰ ذلك لان العلم لذاته شريف، و ايضا لعموم قوله تعالىٰ: ﴿هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ

۱- الكافية، الاسماء و لواحقها، ص ۸۷

۲- فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی، زیر آیت مذکور، ج ۱، ص ۴۸۱

لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ و لان السحر لو لم يكن يعلم لما امكن الفرق بينه و بين المعجز و العلم بكون المعجز معجزا واجب و ما يتوقف الواجب عليه فهو واجب، فهذا يقتضى ان يكون تحصيل العلم بالسحر واجبا وما يكون واجبا كيف يكون حراما و قبيحا۔ "اھ من عينه (۱)

قال عبده الضعيف غلام محمود:

و لله در الامام كيف اتقن امر السحر بالعقل و النقل، بل قد يكون علم السحر هاديا و مرشدا الى صراط المستقيم و سببا للايمان بالله العليم اما قرع سمعك كيف ميز سحرة فرعون بين السحر و المعجز، فامنوا دون غيرهم من جنود فرعون وابليس فالدليل الثالث للامام ينبغى ان يكتب بماء الذهب۔

جواب چہارم:

شامی ج۱، ص۳۳ میں فرماتے ہیں:

"تعلمه فرض لرد سحر اهل الحرب و حرام ليفرق به بين المراة و زوجها و جائز ليوفق بينهما۔ "اھ ذخيرة (۲)

جواب پنجم:

بل کہ علم سحر جانے اور پھر عمل اس کے سے روکیں نہایت عجیب بات ہے، بل کہ مستحق ثواب ہوگا۔ یہی حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی استاذِ فریقین:

ص۴۷۴، ج۱

۱- مفاتيح الغيب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآية المذكورة، ج۲، ص۲۱۴

۲- رد المحتار على الدر المختار، مقدمة الكتاب، مطلب السحر انواع، ج۱، ص ۱۱۳

''نیز چوں شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت گناہ از گناہ باز ماند۔'' اھ ک (۱)

ہاں اندھا مادرزاد جو غیر محرم کو نہ دیکھے کیا کمال ہے۔

و دیگر در ج ۱ ص ۴۷۳، س ۲۰

''مؤید جواز آوردہ بل کہ گفتہ انبیاء علیہم السلام از علم سحر دیدہ دانستہ سکوت ورزند۔'' اھ ک من عینہ (۲)

جزاک اللہ حضرت شاہ صاحب! تم نے وہابیوں کے ناک کاٹ کر ہاتھ میں دے دیے ہیں۔

و ما نقل الرازی (۳) عن الشافعی و ابی حنیفة رحمهم الله تعالی انه یقتل و یستتاب فی ج ۱ ص ۴۲۶ الی آخره اوله بمن قتل بسحره مسلما۔

قال المدارك ص ۵۱، ج ۱

''من تعلم السحر لیتوقا به کان مؤمنا و قال الشیخ ابو منصور الماتریدی: من قال ان السحر علی الاطلاق کفر خطا و اورد کلاما مفیدا۔'' (۴)

فانظر

جلالین کے قول فمن تعلمه کفر (۵) کی تاویل یہ ہے:

۱- فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی، زیر آیت مذکورہ، ج ۱، ص ۴۷۴

۲- ایضاً ص ۴۷۳. بہ تصرف

۳- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیة المذکورة، ج ۲، ص ۲۱۵. بتصرف

۴- مدارك التنزیل و حقائق التاویل، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۱۱۶. بتصرف

۵- تفسیر الجلالین، تحت الآیة المذکورة، ص ۱۵. بتصرف

''ای ان اعتقد صحته و تاثیره بنفسه۔'' (۱)
دیکھو صاوی ج ۱، ص ۴۲

و حقق الجواب.
مفید کلام ابوسعود (۲) ج ۱، ص ۳۲۹، کلام مفید جمل (۳) ج ۱، ص ۸۶، ۸۸.

باقی مدعیانِ جہل انبیاے عظام و اولیاے کرام کے الحمد سے والناس تک ہر ایک استدلال کے جوابات اور مدعیانِ وسعت علم انبیاے عظام واولیاے کرام کے براہین الحمد سے والناس تک بہ کمالِ تحقیق مع حوالہ تفاسیر کتاب مبسوط میں مندرج کی گئی ہیں، اگر کوئی تاجر یا صاحب مطبع امداد کرے یا اللہ تعالیٰ طبع کرائے تو حق تصنیف عطیہ کرنے کو تیار ہوں اوراس طرح احادیث مخالفہ کے جوابات واحادیث موافقہ کے استدلالات وکتب فقہ کی ہر ایک عبارت کے علحدہ علحدہ جوابات مبسوطة فی المبسوط۔

۱- حاشية العلامة الصاوی علی تفسير الجلالين، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۵۰. بتصرف

۲- ارشاد العقل السليم الی مزايا الكتاب الكريم معروف بہ تفسیر ابی السعود، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۱۷۲، ۱۷۳

۳- الفتوحات الالٰهية بتوضيح تفسير الجلالين، تحت الآية المذكورة، ج ۱، ص ۱۲۹

سوال

وہابی جو معتقدین غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ واں بھچراں کے کہتے ہیں: یا شیخ عبد القادر اغثنی اور اعتقادان کا ہوتا ہے کہ پیر دستگیر جانتا ہے باعلام اللہ تعالیٰ اور امداد کرتے ہیں، کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟

جواب

رسالہ وہابیہ میں ہے بہ حوالہ مولوی عبدالحی لکھنوی: شرک ہے، لیکن کوئی شرعی دلیل پیش نہ کی گئی، حالاں کہ فی الواقع برخلاف ہے کہ کوئی شرک نہیں۔ عبدالحی کا قول کوئی حجت نہیں، ورنہ ہم مولانا عبدالباری لکھنوی فرنگی محلی کا قول پیش کریں گے، حالاں کہ احادیث سے تو یہ نظر آتا ہے کہ انبیاے عظام واولیاے کرام کے ارواح سیر کرتے رہتے ہیں۔ دیکھو احادیث صحاح میں وارد ہے قصہ حضرت موسیٰ و یونس وعیسیٰ اور ان کا حج کرنا۔

علامہ ابن قیم وہابی تلمیذ ابن تیمیہ جو کہ وہابیوں کا پیشوا ہے اس کی ''کتاب الروح'' کو دیکھو تو حقیقت کھل جائے گی کہ

اس نے لکھا ہے کہ ارواح مومنین کی سیر کرتی رہتی ہیں۔ (۱)

باقی کتب فقہ تو اس پر نص کر رہے ہیں۔ شامی نے تو وہابیوں کے ناک بھی کاٹ دیے ہیں۔ دیکھو سل الحسام الہندی لنصرۃ الخالد النقش بندی ص ۳۰۹، ج۲، س۸۔

و انظر الى ما فى بحجة القطب الربانى و الهيكل الصمدانى سيدى عبد القادر الجيلانى من انقياد الجن والطاعة ملكهم له و من مقاتلته لعفاريتهم و شياطينهم و حرق لهم فان فيها ما يكفى و من ذلك حكاية الذى

۱- كتاب الروح، المسئلة الثانية و هى ان الاروح الموتى تتلاقى و تتزاور و تتذاكر ام لا، ص ۲۷

اختطفت بنته فامره ان يذهب الى مكان كذا و يخط دائرة فى الارض يجلس فيها ففعل فرآهم يصبرون زمرا زمرا الى ان جاء ملكهم راكبا فرسا وبين يديه امم منهم فوقف بازاء الدائرة وقال: يا انسى ماحا جتك؟ فقال: بعثنى الشيخ عبد القادر اليك فنزل من فرسه و قبل الارض و جلس خارج الدائرة و سأله فذكر له قصة بنته فسئلهم عمن اخذها فاتى بمارد من مردة الصين وهى معه فضرب عنق المارد و اخذ بنته ثم قال: اما رايت كالليلة فى امتثالك امر الشيخ قال: نعم انه لينظر من داره الى المردة منا وهم باقصى الارض فيفرون من هيبته الى مساكنهم ان الله اذا اقام قطبا مكنه من الجن و الانس- انتهى (۱)

امید ہے کہ صیغۂ استمراریہ مؤکدہ مع اللام وان کو دیکھ کر وہابیہ کے کلیجے پھٹ جائیں گے، کیوں کہ حال و استقبال قطعاً غیر مراد ہیں، پس استمرار مقصود ہو گا کما لا یخفی علی صاحب الذوق اور جو بغداد سے جنیات چین کو دیکھتا ہے اس سے آدمی واں بھچراں کے دیکھنے دور نہیں۔

اور ملفوظِ امامِ ربانی میں ہے کہ

"میں عرش کے اوپر ایک مکان کا طواف کر رہا تھا اور فرشتے بھی طواف کر رہے تھے اور فرشتے میری گرد میں بھی نہ پہنچے تھے۔ و اللہ یختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔"

کیا عرش سے واں بھچراں قریب ہے بہ نسبت بغداد کے یا دور ہے؟

۱- رسائل ابن عابدین، سل الحسام الهندی لنصرة الخالد النقش بندی، الفصل الثالث فی السحر و اقسامه و احكامه، ج ۲ ص ۳۰۹. بتصرف

۲- مبدا و معاد، ص ۳۴-۳۳

سوال:

فان قلت: هذالطواف الروحانی للحی دون المیت و کلامنا و سؤالنا فی الاموات۔

جواب:

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم:

((اولیاء اللّٰہ لا یموتون بل ینقلون من دار الٰی دار هذا۔))

فی کثیر من الکتب، انظروا تفسیر امام الرازی (۱) ج ۳، ص ۹۵ بہ دلائل عقلیہ ونقلیہ بیان کیا۔

علاوہ یہ ہے کہ بعد تفرقِ بدن و روح علومِ روح زائد ہوتے ہیں۔ دیکھو کتاب ''الروح'' لابن قیم (۲) اور ''فتوحات مکیہ'' (۳) اور ''رسالہ قطبیہ'' مُلّا زاہد (۴) اور عبد الحی جس پر آپ کو ناز ہے وہ ''شرح غلام یحیٰ'' میں فرماتے ہیں کہ

''مذہب شیخ اکبر ترقی علم فی البرزخ میں حق ہے مطابق قرآن اور احادیث کے ہے۔'' (۵)

مَیں نے مولانا ولی الزمان احمد خان ساکن کھولہ الذی احسن الظن بہ کے آگے یہ دعویٰ پیش کیا تھا کہ علومِ کفار بعد الموت ہزار ہا درجہ حیات سے بڑھ جاتے ہیں، کیوں کہ اپنے تمام عقائد باطلہ ان کو معلوم ہو جاتے ہیں کہ غلط تھے اور علوم صادقہ برزخ و

۱- مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر، تحت الآیۃ: و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا، ج ۵، ص ۹۲

۲- کتاب الروح، المسئلۃ الخامسۃ ان الارواح کیف تتمیز بعد مفارقۃ الابدان بعضها من بعض، ص ۵۵

۳- الفتوحات المکیۃ

۴- الحواشی الزاهدیۃ المعتلقۃ بالرسالۃ القطبیۃ، ص ۴۳

۵- مصباح الدجٰی فی لواء الهدٰی معروف بہ غلام یحیٰ، ص ۳۴۵

قیامت ان کو حاصل ہو جاتے ہیں، کیف؟ و قد قال اللّٰہ تعالیٰ:

﴿بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ (۱) (پارہ۲۴)

مولانا صاحب نے زبان درفشاں سے فرمایا کہ بے شک حق ہے۔

اب مَیں عرض کرتا ہوں کہ کافروں کے علوم تو موت کے بعد زائد ہو جائیں اور انبیاے عظام و اولیاے کرام کے علوم گھٹ جائیں محال ہے، خدا برباد کرے اس اعتقاد والے کو کہ کیسا عداوت الرسول اور ولی سے لب ریز ہے۔

اب مَیں اکابر اولیا و علما ہر چہار مذاہب والا کے قول پیش کرتا ہوں، تا کہ معلوم ہو جائے کہ عبدالحی کا قول قطعاً باطل ہے۔ شامی کی عبارت سل الحسام الہندی گزر چکی ہے۔ علما بھی وہی ذکر کروں گا جن کی نسبت علماے ظواہر ایک حرف بھی نہیں جانتے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں:

لطائف المنن ج ۲، ص ۱۴۴، س ۴.

"و كان رضى اللّٰه تعالىٰ عنه يقول: جميع المعبرين و المؤولين و المتكلمين فى علم التوحيد و آداب الطريق لم يبلغوا الىٰ عشر معشار معرفة ادراك كنه معانى حرف واحد من حروف الهجاء۔" (۲)

پہلی شامی کی عبارت سل الحسام الہندی جو غوث اعظم کی مدح میں تھی، گزر چکی ہے۔

دوسری نقل عبارت صاحب عرائس البیان حنفی جو قرنِ سادس کے مجدد اور وارث الانبیاء کی ہے جن کے حق میں مولانا جامی صاحب نقش بندی فرماتے ہیں:

روزبہان فارس میدان عشق

فارسیاں را شاہ ایوان عشق

"و اذا برق السر بهذه المعانى اشرق له حق الغيب

۱- الزمر:۴۷

۲- لطائف المنن، الباب السادس عشر، فى جملة الاخلاق، ص ۶۴۱

باوصافه، فصار السر والغیب متحدین، ویکون السر غیبا بعینه، والغیب سرا بعینه، فیغیب السر فی الغیب، والغیب فی السر، و تحصیل هذه العلم ان الغیب یصیر اهلا للسر، لا یحوی فواه عنه ابدا، و صاحبه فی کل حال شاهد المشاهدة یری فی جمیع الانفاس عالم الملکوت و عالم الجبروت، و هذه صفة قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

نقل ثالث:

"قال الشبلی: لما صفت ارواحهم و اشرفت همومهم اشرفوا علیٰ اسرار الغیب بعظم امانتهم۔" (۱)

و ساق کلامه کما هو ذابه رحمهم فی ص ۱۳ تحت آیۃ: یؤمنون بالغیب۔

نقل رابع: مولانا احمد خان کھولہ والہ کی جو ایک بڑا نفیس شخص ہے اور متقی پارسا ہے، میرا اور اس کا ایک بڑا قصہ مشہور ہے اور واقعہ عجیب ہے جو اس کی بے نفسی پر دال ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

"حضرت بایزید بسطامی نے خود فرمایا ہے کہ تمام کائنات کا علم میرے علم کی نسبت مثل ایک قطرہ کی ہے جو مشک پر آب پر پڑا ہوتا ہے اور میرا علم مثل مشک پر آب کی ہے۔" اھ ک

تعجب کی بات ہے کہ جو علم بوند ہے بایزید کی نسبت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قول کیا جائے تو شرک وکفر بن جائے، ہاں کیوں نہ ہو، شرک وکفر جو اس فرقہ کا بڑا امام ہے یعنی صاحب براہین قاطعہ کا وہ ابلیس وعزرائیل کے واسطے احاطہ جمیع مافی الارض مدلول نص قطعی کا کہتا ہے اور شرک نہیں کہتا کما مر اور اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے احاطہ جمیع مافی الارض کا کہا جائے تو شرک بن جاتا ہے۔

۱- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تحت الآیة المذکورة، ج ۱، ص ۲۹

نقل خامس: امام شعرانی شافعی ص ۷۱، س۲۲، اور ص ۶۹ ''لطائف المنن'' میں فرماتے ہیں:

''ثم کتمانی ما اطلعنی اللّٰه علیه من غالب الحوادث المستقبلة۔'' (۱)

اور ص ۱۷۱، ج ۱.

''کشف الحجاب عنی حتی سمعت تسبیح الجمادات و الحیوانات سائر الاقالیم و بحر المحیط۔'' (۲)

اگر پیر پیرانِ بغداد سے کسی فریادی کی فریاد سن لے تو کیا محال ہے۔ دیکھو امام شعرانی شافعی اپنے مرشد علی خواص سے نقل کرتا ہے علومِ اولیا کی نسبت:

ج ۱، ص ۱۷۱/ ۲۷/ اور س ۲۷

''و هم المطلعون علی جریان الاقدار و سریانها فی الخلق، و هم العبید اختیارا، السادة اضطرارا، و هم المکاشفون بعلم دهر الدهور من الابد الی الازل فی نفس واحد من انفاسهم الشریفة۔'' (۳)

اس سے دوامِ علم بھی بہ خوبی ثابت ہوا، ہاں یہ مسئلہ یعنی قیدِ دوام اجتہادی امر ہے، لیکن اولیاء اللہ اکثر اسی طرف گئے ہیں۔

اور امام شعرانی اسی صفحہ میں بہت عجائبات متعلق امداد و استعانت کے بھی ذکر کیے ہیں جو قابل دید ہیں۔ اور امام شعرانی:

ص ۲۸۱/ آخر باب حادی عشر

۱- لطائف المنن، الباب الثانی فی جملة اخری من الاخلاق، ص ۸-۱۱۷

۲- ایضًا، الباب السادس فی جملة من الاخلاق، ص ۲۸۶. بتصرف

۳- ایضًا، الباب الحادی عشر، فی جملة آداب اخری من الاخلاق، ص ۴۵۲. بتصرف

”من شرائط الشیخ الصادق ان یکون مطلعا علی خطرات المرید من عالم الدهر الی یوم الموجود۔“ (۱)

من العجائبات ما قال الامام الشعرانی:

لطائف المنن ص ۱۰۱، ج ۱، س ۹.

”قال علی الخواص: اذا شاوره احد فی السفرمن مصر الی الریف مثلا یقول له: اذا اردت الخروج من سور البلد او من عمرانها، فقل بقلبك دستور یا اصحاب النوبة اجعلونی تحت نظرکم حتی ارجع، ثم اذا رجعت فاستاذنهم ایضا فی الدخول، فانهم یحبون من یمسك معهم الادب، و قد اعطاهم اللّٰه تبارك و تعالیٰ معرفة الخواطر التی تمر علیٰ قلوب اهل ادراکهم فضلا عن معرفة اعمالهم و معاصیهم فی قعر بیوتهم۔“ (۲)

و فی هذه الصفحة عجائبات:

”قال ابن عربی المالکی: ان اللّٰه اطلعنی علیٰ من یوجد الیٰ یوم القیامة و اعرفهم بوجوههم و ذلك فی بلدة قرطبة و یقال لهذا المرتبة مشهد اقدس۔“ (۳)

لطائف ص ۲۹۳

قال الامام الشعرانی فی ص ۲۲۹، س ۲۲ فی لطائفه:

۱- لطائف المنن، الباب الحادی عشر، فی جملة آداب اخری من الاخلاق، ص ۴۸۰. بتصرف

۲- ایضًا، الباب الرابع، فی ذکر جملة اخری من الاخلاق، ص ۱۸۲

۳- ایضًا، الباب الثانی عشر، فی جملة اخری من الاخلاق المحمدیة، ص ۴۸۷. بتصرف

''فان الاعتقاد اذا صح فی فقیر صار مریده یراه ای وقت شاء و لو کان بینه وبینه مسیرة کذا کذا سنة۔'' (۱)

((وقد روی الطبرانی ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: رایت حمزة و جعفرا و کان بین ایدیھما طبق کله نبق کالزبرجد یاکلان منه، فقلت لھما: ما وجدتھما افضل الاعمال و الاقوال؟ قالا: لا اله الا اللّٰه، قلت: ثم ماذا؟ قالا: الصلٰوة علیك یا رسول اللّٰه، قلت: ثم ماذا؟ قالا: حب ابی بکر و عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنھما۔))

طبرانی کی روایت لا کر اس عبارت تک۔ لطائف منن ص ۳۸، ج ۲۔

وہ فرماتے ہیں:

''فکما ان رسول اللّٰه ﷺ واسطة لنا عند اللّٰه تبارك و تعالی، فکذلك ابو بکر و عمر واسطة لنا عند رسول اللّٰه ﷺ، و من الادب اذا کان لنا عند رسول اللّٰه ﷺ حاجة ان تسئلھما ان یسئلا رسول اللّٰه ﷺ فیھا و ذلك اقرب الی افضائھا و اکثر ادبا من سؤالنا رسول اللّٰه ﷺ من غیر واسطتھما، فایاك یا اخی ان تطلب حاجة من رسول اللّٰه ﷺ بغیر واسطة ابی بکر و عمر رضی اللّٰه عنھما، فتخطئ طریق الادب معھما، و ایاك ان تستبعد سماعھما صوتك اذا توجھت الیھما بقلبك من غیر تلفظ؛ فانھما اعظم مقاما بیقین من جمیع اشیاخ الطریقة، و قد صرحوا بان من شرط الشیخ ان یسمع نداء مریده له و لو کان بینھما مسیرة الف عام۔'' (۲)

۱- لطائف المنن، الباب التاسع، فی جملة من الاخلاق، ص ۳۸۲

۲- ایضاً، الباب الثالث عشر فی جملة من الاخلاق المحمدیة، ص ۷-۵۲۶۔ بتصرف

عقائد اکابر ص ۷۸، ج۲،س ۱۵۔

''ان للقطب خمس عشرة علاقة ان یمد بمدد العصمة و الرحمة و الخلافة و النیابة و مدد حملة العرش العظیم و یکشف له حقیة الذات و احاطة الصفات و یکرم بکرامة الحلم و الفضل بین الموجودین و انفصال الاول عن الاول و ما انفصل عنه الی منتهاه و ما ثبت فیه و حکم ما قبل و ما بعد و حکم من لا قبل له و لا بعد وعلم الاحاطه لکل علم و مغلوم ما بدا من السر الاول الی منتهاه ثم یعود الیه۔'' (۱)

قال الشیخ الاکبر المالکی فی ص ۷۸، ج۲، عقائد اکابر:

''ان اسم القطب فی کل زمان عبد اللّٰه و هو مراة الحق تعالٰی و مجلی النعوت المقدسة و محل المظاهر الالٰهیة و صاحب الوقت و عین الزمان و صاحب علم سر القدر و له علم دهر الدهور و کثیر النکاح راغب فیه محب للنساء۔'' (۲)

''قال الشیخ عبد القادر الجیلی الحنبلی: ان للقطابة ستة عشر عالما احاطیا الدنیا و الآخرة عالم من هذه العوالم و هذا امر لا یعرفه الا من اتصف بالقطبیة۔'' (۳)

۱- الیواقیت و الجواهر فی بیان عقائد الاکابر، المبحث الخامس و الاربعون فی بیان ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة رضی الله عنهم القطب، ج ۲، ص ۴۴۶

۲- ایضًا. بتصرف

۳- ایضًا، ص ۴۵۲

عقائد اکابر ص ۸۱، ج۲.

فثبت النقول من اکابر علماء المذاهب الاربعة۔

کتاب عقائد اکابر ص ۱۷، ج ۲.

"و سبب خفاء امور الدنیا علی الانبیاء و الاولیاء لما غلب علیٰ قلوبهم من عظیم مشاهدة جلال اللّٰه تعالیٰ فغابوا عن ذلك بتدبیرهم للکون۔" (۱)

اور قصۂ باز جو عارف رومی نے بیان کیا ہے اس تحقیق عقائد کی تفسیر کر رہا ہے:

گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود

دل در آن لحظہ بخود مشغول بود (۲)

پس اس تحقیق سے اکثر جوابات مدعیانِ جہل انبیاے عظام واولیاے کرام حاصل ہو جائیں گے۔فافهم و کن علی بصیرة۔

مناظرہ واں بھچراں میں جب میں نے امام شعرانی کی کلام پیش کی جو کہ ہر چہار مذاہب والوں کا معتمد علیہ ہے اور چہار مذاہب کے مسائل میں متبحر ہے اور شامی اپنی کتاب میں اس کو عارف شعرانی سے موسوم کرتا ہے اور نصاب جدید والوں نے مدراس کے مدارس میں ان کی تصانیف تدریس میں داخل کر دی ہیں تو میرے قدیمی مہربان کافور ابوالاسود نے جو مصداق اس شعر متنبی کا ہے:

و تلك صمونت و ذا ناطق

اذا حرکوه فسا او هذی (۳)

۱- الیواقیت و الجواهر فی بیان عقائد الاکابر، المبحث الحادی و الثلاثون فی بیان عصمة الانبیاء علیهم الصلوة و السلام من کل حرکة او سکون او قول او فعل، ج ۲، ص ۳۳۳.بتصرف

۲- مثنوی مولوی معنوی، دفتر سوم، ج ۳، ص ۲۸۵

۳- دیوان المتنبی، قافیة الهمزة فی هجاء کافور، ص ۳۲

سوال اٹھایا کہ

ہم حنفی ہیں اور امام شعرانی شافعی ہے، اس کا قول کوئی حجت نہیں۔

جواب:

جب مسئلہ شمولِ علم رسول حریف مخالف کے نزدیک عقائد کا مسئلہ ہے تو تفریق حنفی اور غیر حنفی کی باطل ہوگئی بلکہ تمام اہل السنۃ کا عقیدہ مسئلہ مبحوثہ میں ایک ہوگا، کیوں کہ عقائد ہر چہار مذاہب اہل السنۃ والے متفق ہیں الا ماشاء اللہ۔ ہاں میری تحقیق میں مسئلہ مبحوثہ مقاماتِ خطابیہ سے ہے مثل باقی مدائح کے، نہ کہ مقاماتِ برہانیہ سے ہے۔

دع ما ادعته النصارٰی فی نبیهم
و احکم لما شئت مدحا فیه و احتکم
و انسب الٰی ذاته ما شئت من شرف
و انسب الٰی قدره ما شئت من عظم (۱)

والتحقیق فی السفر الاعظم۔

اب تکملہ کو بھی تبرک اہل بیت سے مشرف کرتا ہوں، میرے ہادی مشکل کشا سے محدث جلال الدین سیوطی کتاب ''جامع کبیر'' میں یہ حدیث روایت کرتے ہیں:

خالص الاعتقاد

((قال عامر ابن واثلة: شهدت علی ابن ابی طالب یخطب، فقال فی خطبته: سلونی، فوالله لا تسئلونی عن شیء یکون الی یوم القیامة الا حدثتکم۔)) (۲)

یہ امیر المومنین فرماتے ہیں: میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔

۱- القصیدة البردة، الفصل الثالث فی مدح رسول الله ﷺ، ص ۱۶

۲- جامع الاحادیث، الجامع الصغیر و الجامع الکبیر، مسند امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه، ج ۱۵، ص ۹-۳۲۸، رقم الحدیث:۵۰۹۷۲

وہابیوں کو ذوالفقار قاتل کفار واشرار کی نے قتل کر ڈالا، شاید مولا مشکل کشا کو وہابیوں کے نزدیک علم ہو اور حضرت مفخر موجودات ﷺ کو نہ ہو۔

اور امام باقر کا فرمود ہے:

''تیری ماں مرے تمہارا یہ خیال ہے کہ دیواریں تمھاری طرح ہماری نظروں کے لیے بھی پردہ وحجاب ہیں، اگر ایسا ہوتا تو پھر ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے۔'' (۱) (شواہد النبوۃ، مولانا جامی، ص ۱۸۳)

سبحان اللہ کہ ایک لڑکے نابالغ اہل بیت کا ملکہ و علم غیب کا دیکھو اور امتحانِ علم غیب میں اس کا پاس ہونا دیکھو، شاید اس نے چودہ طبق میں نظر کر لی ہے۔

دیکھو بحر الہند کی کتاب ''یاقوت الحکمت''، ص ۵۸، س ۷۔

''و فی صواعق ابن حجر: ان ماموف العباسی ارسل بازيا فصور فی الجو، فعاد بسمكة صغيرة بها بقية الحيات، فلقی محمد ابن علی ابن موسی رضا رضی الله تعالی عنه و عن آبائه الكرام و هو صبی، فقال: يا محمد ما فی يدی؟ قال: ان الله خلق فی بحر قدرته سمكا صغارا ليصيد بزازة الخلفاء، فيختبر بها سلالة اهل بيت المصطفی۔'' (۲)

تمت

۱- شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ، رکن سادس در بیان شواہد و دلائل، ص ۱۷۳

۲- کتاب یاقوت الحکمت مفقود۔ الصواعق المحرقه فی الرد علی اهل البدع و الزندقة، الباب الحادی عشر فی فضائل اهل البيت النبوی، الفصل الثالث فی الاحاديث الواردة فی بعض اهل البيت كفاطمة و ولديها، ص ۳-۲۹۲

فتویٰ

جناب مولانا فقیر محمد صاحب مرحوم

خلف رشید مولانا مولوی غلام حسن صاحب، ساکن گرہ سواگ
جو اعظم خلفائے حضرت خواجہ محمد عثمان نقش بندی مجددی ہیں

استفتاء مرسلہ

مولوی غلام محمود صاحب، موضع پپلاں

حامدًا و مصلیًا

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص کہے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے علم ما کان و ما یکون الیٰ یوم القیامۃ عطا کیا ہے وہ مشرک و کافر ہے یا نہیں؟ اگر وہ مشرک و کافر نہیں تو جو شخص اس کو مشرک و کافر کہے اور کہے کہ عورت اس کی بلا طلاق مطلقہ ہے اور وہ مرتد ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ اگر پیر ہے تو اس کی بیعت جائز ہے یا نہ، اگر امام ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے یا نہ؟ بینوا توجروا رحمکم اللہ۔

الجواب

و ھو موفق للحق و الصواب

قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (۱)

۱- البقرۃ:۱۴۳

اقول: شاہ صاحب عبدالعزیز محدث دہلوی در تفسیر ایں آیت می فرماید:

''یعنی و باشد رسولِ شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بہ رتبہ ہر متدین بہ دین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ؟ و حقیقت ایمان او چیست؟ و حجابی کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است؟ پس او می شناسد گناہانِ شمارا، و درجاتِ ایمانِ شمارا، و اعمال نیک و بد شمارا، و اخلاص و نفاق شمارا، و لہٰذا شہادت او در دنیا بہ حکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است، و آں چہ او از فضائل و مناقب حاضرانِ زمانِ خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت، یا غائبان از زمانِ خود مثل اویس وصلہ و مہدی و مقتول دجال از معایب و مثالب حاضران و غائبان می فرماید، اعتقاد بر آں واجب است، و ازین است در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال اُمتیانِ خود مطلع می سازند کہ فلانی امروز چنین می کند و فلانی چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد۔'' (۱)

در حدیث شریف آمدہ:

تجلّی لی کل شیء و عرفت۔

و قال هذا الحديث حسن صحيح، و قال: صححه البخاری ایضًا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے علم غیب کے منکر کو کافر فرمایا ہے اگر چہ کلمہ شریف پڑھتا ہو۔ (۲)

دیکھو تفسیر ابن جریر، مطبع مصر، ج ۱۰، ص ۱۰۵

۱- فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی، تحت الآیة: و یکون الرسول علیکم شهیدا، ج ۱، ص ۶۳۶

۲- جامع البیان عن تاویل آیات القرآن، تحت الآیة: لئن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب، ج ۵، ص ۴۰۳۹

وتفسیر درّ منثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم ص ۲۵۴ فرماتے ہیں:
''کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، اس کی تلاش میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی فلاں جگہ فلاں جنگل میں ہے، اس پر ایک منافق بولا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کیا جانے۔
اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری:
قال اللہ تعالیٰ:
﴿لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ﴾ (۱)
الآیۃ'' (۲)

فقیر محمد عفی عنہ بہ قلم خود
مقام سراجیہ، حسن آباد، ڈاک خانہ کروڑ لعل عیسن، ضلع مظفر گڑھ

۱- التوبہ: ۶۵

۲- الدر المنثور فی التفسیر الماثور، تحت الآیۃ: لئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب، ج ۴، ص ۲۱۰

فتویٰ

مولانا محمد لطف اللہ صاحب

جو مقتدا ہندوستان کے تھے

اور شیخ الاسلام قاضیِ قضاۃ نواب حیدر آباد دکن کے تھے اور استاذ الکل فی الکل تھے

استفتاء مرسلہ مولوی غلام محمود صاحب، موضع پپلاں

حامدًا و مصلیًا

کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ مقبول ﷺ کو علم جمیع اشیا کا عطا فرمایا ہے، اور عمرو کہتا ہے کہ زید کافر و مشرک ہے، کیا عمرو کا زید کو مشرک و کافر کہنا صحیح ہے یا باطل؟

جواب

عمرو کا زید کو مشرک و کافر کہنا باطل ہے، کیوں کہ زید نے اپنا عقیدہ یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جمیع اشیا کا علم عطا فرمایا ہے، یہ ہرگز شرک نہیں، ہاں جو صفت مختص بہ ذات باری تعالیٰ ہے وہ کسی دوسرے کے واسطے ثابت کرنا بے شک شرک ہے، جمیع اشیا کا علم بالذات اور بلا واسطہ ہونا یہ صفت مختص بہ ذات باری جل جلالہ ہے، مگر زید نے رسول اللہ کا بالذات و بالاستقلال عالم جمیع اشیا ہونا نہیں بیان کیا، پس زید کو کافر اور مشرک کہنا بے جا اور باطل ہے۔

حررہ محمد لطف اللہ

مفتی العدالۃ العالیۃ السلطنۃ الآصفیۃ

بارہ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

مقام علی گڑھ

منقول از بشیر الدین

فتویٰ مولانا صاحب کا نہایت صحیح ہے۔ اس کی اِستمداد سے تمام آیات و احادیث متفق ہو جاتے ہیں، ناسخ منسوخ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں رہتی، آیات و احادیث نفی علم غیب کی استقلال پر حمل کیا جائے۔

فتویٰ

استفتاء مرسلہ: مولوی غلام محمود صاحب، موضع پپلاں

حامدًا و مصلیًا

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص کہے: رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے علم ما کان و ما یکون الیٰ یوم القیامۃ عطا کیا ہے وہ مشرک و کافر ہے یا نہیں؟ اگر وہ مشرک و کافر نہیں تو جو شخص اس کو مشرک و کافر کہے، اور کہے کہ عورت اس کی بلا طلاق مطلقہ ہے اور وہ مرتد ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ اگر پیر ہے تو اس کی بیعت جائز ہے یا نہ، اگر امام ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے یا نہ؟ بینوا توجروا رحمکم اللّٰہ۔

الجواب

و ہو الموفق للحق و الصواب

اقول: از تونسہ شریف

سرورِ کائنات مفخر موجودات المظہر الاتم للاسماء والصفات کو اللہ تعالیٰ جل وعلا نے جمیع موجوات اور سب کائنات اور تمامی اشیا گزشتہ وآئندہ ما کان و ما یکون اور موجوداتِ اخرویہ پر اعلام بالوحی اور الہام و رفع الحجاب سے علم عطا فرمایا ہے جس کو اطلاع علی الغیب سے تعبیر کرتے ہیں نہ علم الغیب سے، اور یہی عقیدہ علما محققین کا اور اکابر امت راسخین کا ہے، اور ادلہ نقلیہ جو صحاح احادیث سے ہیں، اور براہین قطعیہ عقلیہ اس پر شاہد عدل ہیں۔

((اخرج الطبرانی عن ابن عمر، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔)) اھ [1]

(مواہب اللدنیۃ للامام القسطلانی، مجلد ثانی)

۱- المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی انباء ہ بانباء المغیبات، القسم الثانی فی ما اخبر بہ ﷺ من الغیوب، ج ۳، ص ۹۵

و لا تغفل عن صیغة انظر الدال علی الاستمرار۔

((عن عبد الرحمٰن بن عائش، قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: رایت ربی فی احسن صورة، فیم یختصم الملأ الاعلٰی؟ قلت: انت اعلم، قال: فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی، فعلمت ما فی السمٰوات و الارض۔))

الحدیث رواہ الدارمی مرسلا و للترمذی، نحوہ عنه مشکاة شریف، باب المساجد، قوله ﷺ: ((فعلمت ما فی السمٰوات و الارض۔)) (۱)

''پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا ہر چہ در زمین بود، عبارت است از حصولِ تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں۔'' اھ (۲)

(اشعۃ اللمعات للخاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی ج ا، ص ۲۹۸)

''قوله: فعلمت ما فی السمٰوات و الارض، کنایة عن حصول جمیع العلوم۔'' اھ (۳)

(لمعات للشیخ المحدث عبد الحق)

و فی المرقات لملا علی القاری:

''یعنی ما اعلمه اللّٰه تعالی مما فیهما من الملائکة و الاشجار وغیرها و هو عبارة عن سعة علمه الذی فتح اللّٰه تعالی به علیه، و قال ابن حجر: ای جمیع الکائنات التی فی السمٰوات بل و ما فوقها کما یستفاد من قصة

۱- مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثانی، ص ۶۹،۷۰

۲- اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، الفصل الثانی، ج ا، ص ۳۳۳

۳- لمعات التنقیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۷۸

المعراج، و الارض هی بمعنی الجنس ای و جمیع ما فی الارضین السبع بل و ما تحتها کما افاده اخباره ﷺ عن الثور و الحوت الذین علیهما الارضون کلها۔" اھ (۱)

و فی الصحیح المسلم:

((حدثنی ابو زید یعنی عمرو ابن اخطب، قال: صلّی بنا رسول اللّٰه ﷺ الفجر و صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت الظهر، فنزل، فصلی، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت العصر، ثم نزل، فصلی، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی غربت الشمس، فاخبرنا بما کان و بما هو کائن، فاعلمنا احفظنا۔)) (۲)

((و عن طارق ابن شهاب، قال: سمعت عمر رضی اللّٰه عنه یقول: قام فینا النبی ﷺ مقاما، فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم، حفظ من حفظه و نسیه من نسیه۔)) (۳)

(بخاری شریف، باب بدء الخلق)

احادیث صحاح اس باب میں بے شمار ہیں جس کو اصحابِ سُنن وغیرہ محدثین نے تخریج کیا ہے۔ حضرت علیہ السلام نے جو مغیبات سے مطابق واقعہ کی خبریں دی ہیں شمار سے باہر ہیں اور کتب سیر اس سے مملو ہیں مثل مواہب لدنیہ، و مدارج، و سیرت حلبی، و دلائل النبوہ لابن نعیم، وغیرہ علمائے مفسرین ومحدثین نے حضرت ﷺ کی وسعت علم کو کہ آں حضرت کو علم

۱- مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۲۱۰

۲- صحیح مسلم، کتاب الفتن، فصل فی امارات الساعة، ج ۲، ص ۳۹۰

۳- صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللّٰه: و هو الذی یبدء الخلق ثم یعیده و هو اهون علیه، ج ۱، ص ۴۵۳

ماکان وما یکون الیٰ یوم القیامۃ کلی وجزئی اعلام اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے، اقرار کیا ہے۔ جس کو مفصل دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ فتاویٰ قیام الملۃ والدین مرتبہ مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلّی کی طرف رجوع کرے۔ پس جو شخص کہے اور اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو علم ماکان وما یکون الیٰ یوم القیامۃ عطا کیا ہے وہ مومن صادق الاعتقاد ہے اور اس کا وہی اعتقاد ہے جو صریح احادیث صحیحہ کا منطوق ہے، جس کو علمائے محدثین ومفسرین نے تسلیم کیا ہے وہ مشرک اور کافر اور سیء الاعتقاد نہیں، جو اس کو مشرک کہے وہ شخص بڑا بدبخت اور شقی ہے اور دشمن رسول ہے، مگر جو اس کے قول کی اس کے پاس کوئی تاویل صحیح ہو۔

بالجملہ باوصف اعتقاد اس کی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بہ نسبت علم خلاقِ علیم کے بہ منزلہ قطرہ قلزم سے ہے، یہ نسبت علوم انبیا وکافہ مخلوق کے بہ مشابہ قلزم ہے بہ نسبت قطرہ کے اور کل ماکان وما یکون الیٰ یوم القیامۃ کا علم کلیاً وجزئیاً عطا کیا ہے۔ ہاں غیب خاص جو علم بالذات ہے وہ خاص جناب ربّ العزت سے ہے۔

”و المراد به الخفى الذى لا يدركه الحس، و لا يقتضيه بداهة العقل، و هو قسمان: قسم لا دليل عليه، و هو معنى بقوله تعالى: ﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾، و قسم نصب عليه دليل۔“ (۱) (بیضاوی شریف)

حضرت رسالت کا بیان کہ ((لا اعلم الغيب)) اس سے یہی غیب خاص مراد ہے جو علم بالذات ہے۔

جواہر البحار للنبہانی (۲) ج ۱، ص ۴۷۹ سے ۴۹۳ تک اس مسئلہ کی مکمل تحقیق درج ہے جس کو ضرورت ہو دیکھ سکتا ہے۔

هذاو انا العبد الضعيف العاصى
فقیر علی گوہر تونسوی مولداً ومسکناً عفی عنہ

۱- انوار التنزيل و اسرار التاويل معروف بہ تفسیر بیضاوی، تحت الآية: الذين يؤمنون بالغيب، ج ۱، ص ۱۱۴

۲- جواهر البحار فى فضائل النبى المختار، فصل الحادى و العشرون فى اخباره بالكائنة و الغيوب صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۳، ص ۱۵۵

فتویٰ

جناب عالی حضرت امیر سلطان

سجادہ نشین حضرت سلطان باہو
جو خاندانِ قادری کا قائد اعظم ہے

نگاشتہ کلک جواہر سلک مولوی نور محمد صاحب، غلامِ آستانہ قادری

۲۶ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ

الاستفتاء المذکور کما سبق۔

الجواب

و ھو موفق بالصواب

اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے اور اعتقاد ہے کہ حضرت آقائے نام دار سیّد الابرار احمد مختار ختم الانبیا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ نے اپنے فضل و کرم سے اولین و آخرین، وعلم ماکان و ما یکون، وعلم مافی السمٰوات و مافی الارض عطا فرمایا ہے، اور ایسا اعتقاد رکھنے والا مومن مسلمان ہے، اور جو شخص یہ اِعتقاد نہ رکھتا ہو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اور مومن مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے اور مرتد ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے اور نہ اس کی بیعت جائز ہے۔ نعوذ باللّٰہ من ذلك الاعتقاد الفاسد۔

دلیل نصی: قال اللّٰہ تبارك و تعالی:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ [1] الآیۃ

ا۔ آل عمران: ۱۶۴

یعنی اللہ تعالیٰ نے احسان کیا مومنوں پر جب کہ بھیجا ان میں اپنا رسول ان کی صورت بشری، جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے ان کو یعنی قرآن کی اور حکمت کی باتیں اور راز کی باتیں جو اس قرآن میں ہے۔

پس اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ حضرت رسول اللہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام تمام علومِ قرآنی کے صرف عالم ہی نہیں، بل کہ معلم ہیں، اور تمام عالم کے عالموں کے معلم ہیں، اور استاذ الکل ہیں۔ چناں چہ خواجہ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

نگارِ من بہ مکتب نہ رفت بہ خط نوشت
بہ غمزۂ نکتہ آموز شد صد مدرّس را (۱)

اور اس بات سے تو کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن اُمّ الکتاب، جامع علوم ظاہری و باطنی اولین و آخرین ازلی ابدی ہے، اور تمام علوم اس میں مندرج ہیں، چناں چہ خود قرآن اپنا شاہد ہے۔ قولہ تعالیٰ:

﴿وَ لَا رَطْبٍ وَ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ﴾ (۲)

یعنی خشک اور تر، بر اور بحر، عالم غیب اور عالم شہادت میں جو کچھ ہے سب کا علم قرآن کریم میں موجود ہے۔

اور دوسری جگہ ہے:

﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (۳)

یعنی ہم نے قرآن میں کوئی چیز نہیں رکھ چھوڑی۔

اور جگہ پر ﴿تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ﴾ (۴) ای تفصیلاً لکل شیء۔
یعنی ہر چیز کا حال اور ہر شے کی تفصیل قرآن پاک میں موجود ہے۔

۱- دیوانِ حافظ، ردیف الدال، ص ۲۴۴

۲- الانعام: ۵۹

۳- الانعام: ۳۸

۴- النحل: ۸۹

پس جو ذات والاصفات ایسی کتاب کا عالم بل کہ معلم ہو اس سے کوئی چیز مخفی رہ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، بل کہ آپ کی امت میں جن کو فنا فی الرسول کا خاص درجہ حاصل ہو وہ بھی ہژدہ ہزار عالم کو کفِ دست اور پشتِ ناخن پر دیکھتے ہیں، چہ جائے کہ آں حضرت ﷺ کو تو اس سے بہ درجہا علوم زیادہ روشن اور واضح ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اپنے ''قصیدہ غوثیہ'' میں فرماتے ہیں:

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا

کخردلۃ علٰی حکم اتصالِ

یعنی مَیں نے خدا کے تمام کائنات کی طرف نگاہ ڈالی تو مجھے رائی کے دانے کے برابر نظر آئی۔

اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ اپنے ایک ہندی بیت میں فرماتے ہیں:

ازل ابد کو صحیح کیتو سے دیکھ تماشے گذرے الخ

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت رسولِ مقبول ﷺ کو خداوند کریم ''شاہد'' اور ''شہید'' فرماتے ہیں۔ قولہ تعالی:

﴿اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيْرًا﴾ (۱) الآیة

یعنی ہم نے اے نبی! تم کو دیکھنے والا احوالِ امت کا یا گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔

اور دوسری جگہ ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ کو ہم نے گواہ تم پر گواہ نگرانِ احوال بھیجا ہے۔

سو ''شاہد'' اور ''شہید'' کا معنی حاضر ناظر کے ہیں۔

دیکھو منتہی الارب، ربع ثانی، فصل شین ص ۱۹۴، مطبوعہ لاہور

۱- الاحزاب: ۴۵

۲- البقرۃ: ۱۴۳

''معنی شاہد وشہید آں کہ اِز نور علم او چیزے فوت نشود۔''

اور حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے احوال دکھائے جاتے ہیں، پس ان کے نیک اعمال سے مَیں خوش ہوتا ہوں، اور بد اعمال سے رنجیدہ خاطر ہوتا ہوں، اور خدا سے مغفرت مانگتا ہوں۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

((وضع اللہ فی لیلۃ الاسری کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت منھا علم الاولین و الآخرین۔))

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اپنی قدرت کا ہاتھ میرے دوشانوں کے درمیان رکھا، پس مَیں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دو پستانوں میں پائی، مجھے اس سے علم اولین و آخرین واضح ہو گیا۔

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہے۔

دوسری آیت میں ہے:

﴿وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْن﴾ [1] الآیۃ

یعنی ہمارا رسول غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں ہے۔

اور جہاں کہیں علومِ غیب کی قرآن کریم میں حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات سے نفی کی گئی وہ آیت یا تو لیلۃِ اسریٰ سے پہلے کی نازل شدہ ہے، یا اس سے مراد مطلق علم غیب ذاتی حقیقی غیر محیط مراد ہے۔ فھم من فھم۔

اور قرآن کریم میں اس قسم کی مثالیں بے شمار ہیں کہ خداوند کریم نے اپنے خاص بندوں کو غیب عطا فرمایا ہے۔ چناں چہ سورۃ کہف میں خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے۔ قولہ تعالیٰ:

﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ الآیۃ

۱- التکویر: ۲۴

۱- الکہف: ۶۵

یعنی موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے خاص بندوں سے ایک بندے کو پایا، جس کو ہم نے اپنی رحمت سے حصہ عطا فرمایا تھا، اور اپنے خاص علم سے اس کو علم عطا کیا تھا۔

اور خضر علیہ السلام نے اس بصارتِ باطنی کے طفیل کشتی میں سوراخ کر ڈالا، بچہ کو قتل کر ڈالا، اور دیوار کو بنا کیا، جو ظاہر میں موسیٰ علیہ السلام کو گناہ نظر آتے، اور وہ اعتراض کرتے رہے۔ کیا یہ علوم غیب سے نہیں تھے؟

اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

﴿وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ﴾ (۱)

یعنی مَیں تم کو صاف صاف بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

اور حضرت عمر فاروق کا عین خطبہ میں یا سارية الجبل الجبل فرمانا یعنی اے چلنے والے پہاڑ کی طرف! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ! کیوں کر اس نے اپنے ہزاروں کوس پر لشکر اسلام کو آواز دی کہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، کیوں کہ آگے دشمن ہے۔

سو اس قسم کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں اور آپ کے امت مرحومہ میں ایسی ہستیاں موجود ہیں جن کو خداوند کریم نے بہت کچھ واضح اور روشن کیا ہوا ہے، مگر کور چشم، حاسد، منافق، عالم بے عمل لوگوں کا علاج نہیں ہے۔ بیت

گر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ (۲)

و السلام علی من اتبع الهدیٰ، و ما علینا الا البلاغ، و هو الموفق و علیه التکلان، و صلی اللّٰه علیٰ خیر خلقه و نور نوره و سر سره محمد و آله و اصحابه اجمعین۔

ہم ان فتووں کے ناقل ہیں، اِلا بلا بر گردنِ ملا۔

۱- آل عمران:۴۹

۲- گلستان، باب اول، ص ۵۵

حضرت محدث حاجی الحرمین الشریفین مولانا محمد انور صاحب کشمیری کا دوسرا وعظ جو یکم مارچ ۱۹۲۷ء ضلع میاں والی میں ہوا ہے۔ اس کی طویل تقریر جو متعلق مسئلہ علم غیب ہوئی اور میرے پاس اس کے شاگردِ رشید کی تحریر شدہ آئی ہے ملخصاً یہ ہے:

یا سیّد الکمال یا سیّد البشر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مصنف عبد الرزاق میں حدیث ہے کہ پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا ہے۔ منبع نور مخلوقات کا نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلتا ہے۔ میری سمجھ میں ہے کہ جنت کی تقسیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تناسب سے ہوگی اشارات وروایات سے معلوم ہوتا ہے۔

حتی کہ مولانا المحدث نے یہ فرمایا کہ مَیں یہاں اکیلا مولوی حسین علی کے مولانا مرحوم کے شاگرد ہونے کے واسطے آیا ہوں، اس کو نفع ہو یا کچھ نہ ہو مَیں اللہ اور رسول کے مطابق مسئلہ کروں گا، چوں کہ مجھے نبوت حاصل نہیں، اس لیے مَیں حقیقت نبوت نہیں پہچان سکتا، تم جاہل کیسے حقیقت نبوت کی پہچان کرسکیں گے، بل کہ ولی کی حقیقت بھی نہیں پہچان سکتا۔ کسی نے خوب کہا ہے:

ولی را ولی می شناسد، نبی را نبی می شناسد۔

صرف مسئلہ جو کچھ مجھے علم غیب کے متعلق معلوم ہے بتائے دیتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم اولین وآخرین ہیں، سارے انبیا کے علوم کی خدا تعالیٰ کے علم کے ساتھ وہ نسبت ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے۔ حضرت محدث نے بخاری سے استدلال کیا جو قصہ حضرت موسیٰ وخضر میں وارد ہے، پھر فرمایا: فتجلّٰی لی کل شیء۔ تجلی کا معنی ہے: کھل جانا، یعنی سارا جہان آپ پر کھول دیا گیا ہے، آیا پہچانا گیا یا نہ' یہ امر زیر بحث ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے تم لوگ مجھے نظر آرہے ہو، لیکن مَیں تم کو پہچان نہیں سکتا، یا مثل آسمان کے

مجھے نظر آ رہا ہے، لیکن مَیں اس کو احاطہ نہیں کر سکتا، لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ اپنے علم کے ساتھ کوئی شخص اگر نبی ﷺ کے علم کو تشبیہ دے گا وہ کافر ہو جائے گا۔

جاننا چاہیے کہ ایک مقام مدح کا ہوتا ہے اور دوسرا عقیدہ کا مقام، عقیدہ تو یہ رکھنا چاہیے کہ نبی کریم کے علم کی اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ نسبت یہ ہے کہ جیسے چڑیا کی چونچ کے پانی کو سمندر کے پانی کے ساتھ ہے یعنی اللہ کے علم کی مثال مثل سمندر کی ہے اور نبی کریم ﷺ کے علم کی مثال جیسے چڑیا کے چونچ کا پانی، یہ عقیدہ رکھنا چاہیے، یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے، باقی اگر مقامِ مدح میں کوئی شخص کہہ دے نبی کریم ﷺ تمام جانتے ہیں تو کچھ بات بھی نہیں، اور اولیاے کرام کے اقوال کو مقامِ مدح پر محمول کیا جائے۔ چناں چہ مَیں نے خود مقامِ نعت میں کہا ہے۔

اس جگہ حضرت محدث نے قصیدہ ہمہ دانی رسولِ کریم کا پڑھا، جس وقت قصیدہ میں لفظ ہمہ دانی رسول اللہ کا سنا تو بعض وہابیوں کا پیشاب بھی نکل گیا۔ فافھم

بعد قصیدہ خوانی حضرت محدث نے دعاے خیر کہی اور جلسہ عام میں مولانا موصوف نے بہ وساطت مولوی نعیم الدین لدھیانوی الحال راول پنڈی منادی کرائی کہ جو عقیدہ مَیں نے اپنا بیان کیا ہے اگر اس سے کسی کا عقیدہ بڑھ کر ہو یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ رسولِ کریم کو علم کلی یعنی تمام مغیبات کا دیا گیا ہے تو اس کو میں کافر و مشرک نہیں کہتا اور نہ کہنا چاہیے۔ انتھی کلامہ

قاضی غلام یحییٰ شاگردِ رشید حضرت محدث جامع وعظ کی تحریر جو متعلق مسئلہ علم غیب تھی بالاستیعاب مقصود اس کو خبط کیا گیا ہے۔ حضرت محدث کو جماعت وہابیہ نے بڑا زور لگایا کہ کفر کا فتویٰ دیں، لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا ہے، اگر چہ حضرت محدث موصوف فریق مخالف کا بلایا ہوا تھا اور میرا استاذ بھی نہیں، لیکن مَیں کہتا ہوں کہ مولانا کا محاکمہ منصف کے نزدیک آبِ زریں کے ساتھ تحریر کرنے کا لائق ہے اور مجموع کلام من حیث المقصود تحقیق حق ہے، ہاں بعض الفاظ قابل تنقید ہیں۔

تنقید

قول مولانا موصوف: تحت حدیث ((فتجلی لی کل شیء))
آیا پہچانا گیا یا نہ، یہ امر زیر بحث ہے۔

اقول: یہ دعویٰ مولانا کا غلط ہے، بل کہ حدیث جس کی ترمذی اور بخاری نے تصحیح کی ہے اس میں لفظ عرفت موجود ہے، شاید کہ عکس نحوست جماعت داعیہ کا مولانا موصوف پر پڑ گیا ہے، اسی واسطے لفظ عرفت بھول گئے، پس منہ سے نکل گیا کہ امر زیر بحث ہے۔

قول مولانا: علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی ہے جیسے چڑیا کے چونچ کی پانی کو سمندر کے پانی کے ساتھ۔

اقول: یہ بھی غلط ہے کہ قطرہ بل کہ ہزارم حصہ قطرہ بہ طرف سمندر کیا بل کہ ہزار ہا بحر محیط کی طرف نسبت متناہی کی طرف متناہی کے ہے اور علم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت علم باری کی نسبت متناہی کی طرف غیر متناہی کے ہے، کیوں کہ علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم متناہی ہے اور خدا کا علم غیر متناہی ہے، پس جو علما کی عبارت میں لفظ قطرہ کی نسبت مذکور ہے سمندر کی طرف عند التحقیق غلط ہے۔ اگر آپ کو اس مسئلہ میں حق کی ضرورت ہے تو دولة المکیة کو دیکھو۔(۱)

قول مولانا: یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے۔

اقول: اس کی تصحیح کے لیے نقل کی ضرورت ہے بہ روایت ظاہر۔

۱- الدولة المكية بالمادة الغيبية، القسم الاول فی الحجاب عن وجه الصواب فی هذا الباب، مطلب لا یمكن لجميع علوم المخلوقين نسبة ما فی الكم ايضا الى علم الخالق على ان لا كم لعلمه تعالى، ص ۴۶،۴۷

قول مولانا: سارے انبیا کے علومؑ کی خدا تعالیٰ کے علم کے ساتھ نسبت یہ ہے کہ جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے الخ

اقول: جو مولانا نسبت قطرہ پر حدیث موسیٰ وخضر سے استدلال کیا ہے یہ قیاس مع الفارق ہے، کیوں کہ اعلیٰ کو ادنیٰ پر قیاس کرنا ہے اور شرائط قیاس سے مساوات ہے اور حق تو یہ ہے کہ مباحثہ ہمارا علم کائنات کا ہے اور علم اللہ کے ساتھ مساوات کے ہم ہرگز مدعی نہیں، پس حضرت محدث کا اس کی نسبت کو ذکر کرنا خارج از موضوع ہے، لیکن حضرت محدث نے مفاتیح خمسہ وغیرہ کے کائن سے علم حضرت کی نفی نہیں کی۔ فافهم۔ و اللہ و رسولہ اعلم بالصواب۔

تمت

فہارس الآیات

شمار	آیات مبارکہ	پارہ	سورہ	آیہ	صفحہ
۱	و علم آدم الاسماء	۱	البقرہ	۳۱	۷۲
۲	والذین یومنون بالغیب	۱	البقرہ	۴	۸۱
۳	وماکفر سلیمان ولکن الشیاطین......	۱	البقرہ	۱۰۲	۲۰۳
۴	ویکون الرسول علیکم شهیدا	۲	البقرہ	۱۴۳	۲۲۰،۷۶
۵	ان الله علی کل شیء قدیر	۲	البقرہ	۱۴۸	۱۳۴،۱۰۷
۶	ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون	۲	البقرہ	۱۵۱	۱۳۵
۷	انما حرم علیکم المیتة والدم	۲	البقرہ	۱۷۳	۱۹۵
۸	یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم	۳	البقرہ	۲۵۵	۱۰۳
۹	وانبئکم بما تاکلون فما تدخرون	۳	آل عمران	۴۹	۲۳۲
۱۰	لقد من الله علی المومنین اذ بعث	۴	آل عمران	۱۶۴	۲۲۸
۱۱	وما کان الله لیطلعکم علی الغیب	۴	آل عمران	۱۷۹	۱۲۹
۱۲	وعلمك ما لم تکن تعلم	۵	النساء	۱۱۳	۸۱،۱۱۵
۱۳	فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله	۵	النساء	۵۹	۱۷۳
۱۴	وانزل الله علیك الکتاب والحکمة	۵	النساء	۱۱۳	۱۳۴
۱۵	والله یعصمك من الناس	۶	المائدہ	۶۷	۱۴۹
۱۶	جاء کم من الله نور و کتاب مبین	۶	المائدہ	۱۵	۱۰۰
۱۷	وما قدروا الله حق قدره	۷	الانعام	۹۱	۱۱۷
۱۸	وعلمتم ما لم تعلموا	۷	الانعام	۱۹	۱۳۵
۱۹	ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین	۷	الانعام	۵۹	۲۲۹
۲۰	وعنده مفاتیح الغیب	۷	الانعام	۵۹	۱۹۱

۲۱	ما فرطنا فی الکتاب من شی	۷	الانعام	۳۸	۱۵۶
۲۲	وکذالک نری ابراهیم ملکوت السمٰوٰت	۷	الانعام	۷۵	۷۶
۲۳	قل لا اقول لکم عندی خزائن الله	۷	الانعام	۵۰	۱۸۵
۲۴	یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها	۸	الاعراف	۱۸۷	۱۹۴
۲۵	ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت	۹	الاعراف	۱۸۸	۱۴۳
۲۶	هوالذی ارسل رسوله بالهدی	۹	التوبه	۳۳	۱۴۹
۲۷	ولئن سالتهم لیقولن انما کنا	۱۰	التوبه	۶۵	۲۲۲
۲۸	تلک من انباء الغیب نوحیها الیک	۱۲	هود	۴۹	۷۸
۲۹	انما انت نذیر	۱۲	هود	۱۲	۱۹۴
۳۰	لست مرسلا	۱۳	الرعد	۴۳	۱۴۵
۳۱	انما انت منذر و لکل قوم هاد	۱۳	الرعد	۷	۱۹۵
۳۲	ان الله لا یخلف المیعاد	۱۳	الرعد	۳۱	۷۹
۳۳	وشارکهم فی الاموال والاولاد	۱۵	بنی اسرائیل	۶۴	۹۶
۳۴	انظر کیف ضربوا لک الامثال	۱۵	بنی اسرائیل	۴۸	۱۰۰
۳۵	عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا	۱۵	بنی اسرائیل	۷۹	۱۴۸
۳۶	فوجدا عبدا من عبادنا اٰتیناه رحمة	۱۵	الکهف	۶۵	۲۳۱
۳۷	قل انما ان بشر مثلکم	۱۶	الکهف	۱۱۰	۹۸
۳۸	قل یایها الناس انما انا لکم نذیر مبین	۱۷	الحج	۵۹	۱۹۵
۳۹	ما لهذا الرسول یاکل الطعام و	۱۸	الفرقان	۷	۹۹
۴۰	واوتیت من کل شیء	۱۹	النمل	۲۳	۸۳
۴۱	قل لا یعلم من فی السموت والارض	۲۰	النمل	۶۵	۱۹۹
۴۲	انا ارسلنٰک شاهدا و مبشرا و نذیرا	۲۲	الاحزاب	۴۵	۲۳۰
۴۳	وعلمناه الشعر و ما ینبغی له	۲۳	یٰسین	۶۹	۲۰۱
۴۴	وبدالهم من الله ما لم یکونوا یحتسبون	۲۴	الزمر	۴۷	۲۱۱
۴۵	انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی	۲۶	الاحقاف	۳۰	۸۱
۴۶	قل ما کنت بدعا من الرسل	۲۶	الاحقاف	۹	۱۴۷

۴۷	یا ایها الذین آمنوا قوا انفسکم......	۲۸	تحریم	۶	۱۱۸
۴۸	انك لعلی خلق عظیم	۲۹	القلم	۴	۱۳۴،۱۱۵
۴۹	ویقولون انه لمجنون	۲۹	القلم	۵۱	۱۴۵
۵۰	عالمِ الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا......	۲۹	الجن	۲۷،۲۶	۱۳۹
۵۱	وللاخرة خیرلك من الاولٰی......	۳۰	الضحیٰ	۵،۴	۱۴۸
۵۲	یسئلونك عن الساعة ایان مرسٰها	۳۰	النازعات	۴-۴۲	۱۹۸
۵۳	وما هو علی الغیب بضنین	۳۰	التکویر	۲۴	۲۳۱

فہارس الاحادیث

شمار	باب	متن حدیث	صفحہ
۱	الف	اعطی نبیکم ﷺ کل شیء الا مفاتیح الغیب......	۱۶۲
۲		اقیموا رکوعکم و سجودکم......	۱۱۱
۳		اللھم بارك لنا فی شامنا......	۸۵
۴		الوضو من کل دم سائل......	۱۲۱
۵		انا فرطکم......	۸۲
۶		ان الشیطان یقعد علی ذکر الرجل وقت الجماع......	۹۶
۷		ان الله قد رفع لی الدنیا......	۱۶۰
۸		ان الله تبارك و تعالیٰ من عاد لی ولیا......	۱۶۲،۲۲۴
۹		ان رسول الله ﷺ قال یوم خیبر لاعطین......	۱۴۹
۱۰		ان رسول الله ﷺ قال رایت حمزة و جعفر......	۲۱۵
۱۱		انکم تقولون اکثر ابوھریرة عن النبی ﷺ	۱۱۴
۱۲		انما انا بشر انسی	۱۱۲
۱۳		لانی لا انسی ولکن انسی لاسن......	۱۱۹
۱۴		انی اریٰ مالا ترون	۱۶۶
۱۵		اوتیت مفاتیح کل شیء الا خمس......	۱۶۳
۱۶		اولیاء الله لا یموتون بل ینتقلون	۲۱۰
۱۷	ت	تجلی لی کل شیء و عرفت	۱۵۹،۸۲ ۲۲۱
۱۸	خ	خرج علینا رسول الله ﷺ و فی یده کتابان	۱۵۰
۱۹	ر	رایت ربی فی احسن صورة	۲۲۵
۲۰	س	سئل النبی ﷺ عن اشیاء کرھھا......	۱۳۲

۲۱		سلونی فو الله	۲۱۸
۲۲	ص	صلی بنا رسول الله ﷺ الفجر و صعد المنبر......	۲۲۶
۲۳	ع	عرضت علی امتی فی صورها فی الطین......	۱۳۱
۲۴	ف	فاقول یا رب منی و من امتی......	۸۷
۲۵		فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض......	۱۵۹
۲۶		فی خطبته ﷺ من الفجر الی مغرب......	۱۵۹
۲۷	ق	قام فینا رسول ﷺ مقاما......	۲۲۶،۱۶۰
۲۸		قام فینا رسول اله ﷺ مقاما فما ترك......	۱۵۸
۲۹	ل	لست کاحدکم یطعمنی......	۹۹
۳۰		لقد ترکنا رسول الله ﷺ وما یحرك طائر......	۱۵۹
۳۱		لقطع منی هذا البلعوم......	۱۷۸
۳۲	و	والذی بعثه بالحق فاخطئوا......	۱۴۹
۳۳		ووضع الله فی لیلة الاسرٰی......	۲۳۱
۳۴	ی	یبلغ به النهی ﷺ قالوا لو ان احدکم......	۹۷
۳۵		یدخلك الملك علی النطفة......	۸۷

المراجع و المصادر

- آفتابِ ہدایت: مولانا کرم الدین دبیر (ت: ۱۳۶۵ھ)، ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت پاکستان
- الابریز من کلام العارف باللہ تعالی سیدی عبدالعزیز الدباغ: العارف باللہ الحافظ احمد بن المبارک المالکی (ت: ۱۱۵۶ھ)، تحقیق: عاصم ابراہیم الکیالی الشاذلی، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۷ھ
- اخبار الاخیار فی اسرار الابرار: شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲ھ)، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی
- ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری: علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی (ت: ۹۲۳ھ)، تحقیق: صدقی جمیل العطار، بیروت: دارالفکر، ۱۴۲۸ھ
- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم: علامہ ابوالسعود حنفی (ت: ۹۸۲ھ)، تحقیق: عبداللطیف، عبدالرحمٰن، کوئٹہ: المکتبۃ المعروفیہ، ۱۴۳۲ھ
- اشعة اللمعات فی شرح المشکوۃ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲ھ)، ملتان: کتب خانہ مجیدیہ
- اعلاء کلمة اللہ فی بیان ما اھل بہ لغیر اللہ: اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی (ت: ۱۳۵۶ھ)، گولڑہ شریف: کتب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ، ۱۴۳۳ھ
- اکمال المعلم بفوائد مسلم، قاضی عیاض مالکی (ت: ۵۴۴ھ)، تحقیق: الدکتور یحییٰ اسمٰعیل، بیروت: دارالوفا، ۱۴۲۵ھ
- الطاف القدس: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ت: ۱۱۷۶ھ)، دہلی: مطبع انصاری
- انباء المصطفی بحال سر و اخفی (فتاویٰ رضویہ): امام احمد رضا بریلوی (ت: ۱۳۴۰ھ)، لاہور: رضا اکیڈمی
- انوار التنزیل و اسرار التاویل: قاضی ناصرالدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (ت: ۶۸۵ھ) تحقیق: عبدالقادر عرفان العشا حسونہ، بیروت: دارالفکر

- انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود و فاتحہ: مولانا عبد السمیع بیدل رام پوری (ت: ۱۳۱۸ھ)، کراچی: دار الاشاعت (مع براہین قاطعہ)
- البحر الرائق لشرح کنز الدقائق: علامہ ابن نجیم مصری حنفی (ت: ۹۷۰ھ) تحقیق: الشیخ زکریا عمیرات، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
- البراهين القاطعة على ظلام الانوار الساطعة: مولانا خلیل احمد انبیٹھوی (ت: ۱۳۴۶ھ)، کراچی: دار الاشاعت
- تاویلات اهل السنة، امام ابو منصور ماتریدی (ت: ۳۳۳ھ) تحقیق: فاطمۃ یوسف الخیمی، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۴ھ
- تجلیاتِ مہر انور: علامہ شاہ حسین گردیزی، گولڑہ شریف: مکتبہ مہریہ، ۱۴۱۲ھ
- تحفۂ سلیمانی: مولانا غلام محمود پپلانوی (ت: ۱۳۶۷ھ)، لاہور: دار الاسلام، ۱۴۳۶ھ
- تذکرۃ الاولیاء: شیخ فرید الدین عطار (ت: ۶۱۸ھ)، تحقیق، دکتر جواد سلماسی زادہ، تہران: کتاب خانہ ملی ایران، انتشارات در ۱۳۸۴ھ
- تذکرہ اکابر اہل سنت: علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری (ت: ۱۴۲۸ھ)، لاہور: مکتبہ قادریہ
- تذکرہ اولیاے سرزمین میاں والی: سیّد محمد طارق مسعود شاہ کاظمی، میاں والی: مکتبہ سیّدی قطب مدینہ، ۲۰۰۸ء
- تذکرہ علماے پنجاب: اختر راہی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ
- تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی): شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (ت: ۱۲۳۹ھ)، پشاور: قدیمی کتب خانہ
- تفسیر فتح القدیر: قاضی محمد بن علی شوکانی (ت: ۱۲۵۰ھ)، مصر: مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ، ۱۳۵۱ھ
- تفسیر الجلالین: علامہ جلال الدین محلّی (ت: ۸۶۴ھ)، علامہ جلال الدین سیوطی (ت: ۹۱۱ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- تفسیر حسینی: ملا واعظ کاشفی، لاہور: حافظ محمد دین اینڈ سنز، ۱۳۷۱ھ
- تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن: عارف باللہ ابو محمد صدر الدین روز بہان بقلی (ت: ۶۰۶ھ)، تحقیق: احمد فرید المزیدی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۹ھ

- التفسير المظهری: قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ت: ۱۲۲۵ھ)، تحقیق ابراہیم شمس الدین، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ
- تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل و عيون القاويل فی وجوه التاويل: جاراللہ محمود بن عمر زمخشری (ت: ۵۲۸ھ)، بیروت: دارالکتاب العربی
- التلويح فی حقائق التنقيح: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (ت: ۷۹۱ھ)، کراچی: مکتبہ نور محمد اصح المطابع (مع التوضیح)
- التمهيد لما فی الموطا من المعانی والمسانيد: حافظ ابن عبدالبر المالکی (ت: ۴۶۳ھ)، بیروت: دارالکتب العلمیہ
- تنوير الحوالك على موطا الامام مالك: علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی (ت: ۹۱۱ھ)، تحقیق: محمد عبدالسلام، القاہرہ: دارالحدیث، ۱۴۳۱ھ
- جامع الاحاديث (الجامع الصغير و إلجامع الكبير): علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (ت: ۹۱۱ھ)، محقق: عباس احمد صقر، احمد عبدالجواد، بیروت: دارالفکر، ۱۴۱۴ھ
- جامع البيان من تاويل آی القرآن: امام ابوجعفر محمد ابن جریر طبری (ت: ۳۱۰)، تحقیق: احمد عبدالرزاق البکری، محمد عادل محمد، محمد عبداللطیف خلف، محمود مرسی عبدالحمید، قندھار: صداقت کتب خانہ
- جامع الترمذی: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (ت: ۲۷۹ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- جامع الفصولين: علامہ محمود بن اسمٰعیل قاضی سماونہ (ت ۸۱۸ھ)، قندھار: امیر حمزہ کتب خانہ
- حاشية العلامة الشريف الجرجانی على الكشاف: میر سیّد شریف جرجانی (ت: ۸۱۶ھ) مخطوط
- حاشية العلامة الصاوی على تفسير الجلالين: علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی (ت: ۱۲۴۱ھ)، بیروت: داراحیاء التراث العربی
- حاشية العلامة عبدالحكيم السيال كوتی على عبدالغفور اللاری، علامہ عبدالحکیم سیال کوٹی (ت: ۱۰۷۰ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ (مطبوع مع عبدالغفور)
- حاشية العلامة خير الدين الرملی على جامع الفصولين: علامہ خیر الدین بن احمد رملی (ت: ۱۰۸۱ھ)، قندھار: امیر حمزہ کتب خانہ

- حاشية العلامة عبدالغفور اللاری علی شرح الجامی: علامہ عبدالغفور لاری (ت:۹۲۱ھ) کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- حاشية العلامة الکازرونی علی تفسير البيضاوی: الکازرونی، تحقیق: عبدالقادر عرفان العشاحسونہ، بیروت: دارالفکر (مع تفسیر البیضاوی)
- حاشية العلامة نور محمد المدقق علی عبدالغفور: علامہ نورمحمد المدقق، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ (مطبوع مع عبدالغفور)
- الحواشی الزاهدية المتعلقة بالرسالة القطبية: میر زاھد ہروی (ت:۱۱۰۱ھ)، قندھار: امیرحمزہ کتب خانہ
- الدر المختار شرح تنوير الابصار، علامہ علاء الدین حصکفی (ت:۱۰۸۸ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ (مع ردالمحتار)
- الدر المنثور فی التفسير بالماثور: علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی (ت:۹۱۱)، تحقیق: نجدت نجی، بیروت: داراحیاء التراث العربی
- درج اللآلی فی حيات شاه جمالی: علامہ محمد ظریف فیضی (ت:۱۴۱۵ھ)، احمد پور شرقیہ: مکتبہ محمدیہ، ۱۴۱۰ھ
- دلائل النبوة ومعرفة احوال صاحب الشريعة: امام ابوبکراحمد بن حسین بیہقی (ت:۴۵۸ھ)، تحقیق: عبدالمصطفیٰ قلعجی، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ
- الدولة المكية بالمادة الغيبية، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی (ت:۱۳۴۰ھ) استانبول: مکتبہ الحقیقہ
- ديوان حافظ: حافظ شیرازی، کوئٹہ: فیضی کتب خانہ
- ديوان حسان بن ثابت، ضبط وتصحیح: محمد عبدالرحمٰن البرقوقی، کراچی: میرمحمد کتب خانہ
- ديوان المتنبی: ابوالطیب احمد بن حسین جعفی (ت:۳۵۴ھ)، کراچی: مکتبۃ البشریٰ
- ذکرعطائی حیات استاذ العلما: مولانا نذرحسین گولڑوی، خوشاب: استاذ العلما اکیڈمی، ۱۴۳۴ھ
- رد المحتار علی الدر المختار، علامہ ابن عابدین شامی (ت:۱۲۵۲ھ)، تحقیق: الشیخ زکریا عمیراتؒ، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- رسائل ابن عابدين: علامہ ابن عابدین شامی (ت:۱۲۵۲ھ) لاہور: سہیل اکیڈمی
- سنن ابی داؤد: امام سلیمان بن الاشعث (ت:۲۷۵ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ

- سیرت ابن اسحاق: محمد بن اسحٰق (ت ۱۵۱ھ)، محقق: احمد فرید المزیدی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ
- شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة: علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (ت: ۱۱۲۲ھ)، تحقیق: محمد عبد العزیز الخالدی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ
- شرح الکافیة: نجم الدین رضی (ت: ٦٨٦)، قم: انتشارات الشریف الرضی
- شرح المقاصد: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (ت: ۷۹۳ھ)، تحقیق: عبد الرحمٰن عمیرہ، قم: انتشارات الشریف الرضی، ۱۳۷۱ھ
- شرح النووی لمسلم: امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی (ت: ٦٧٦ھ) کراچی: قدیمی کتب خانہ (مع صحیح مسلم)
- شرح الوقایة: صدر الشریعۃ الاصغر عبید اللہ بن مسعود (ت: ۷۴۷ھ)، لاہور: مکتبہ رشیدیہ
- الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ: قاضی عیاض مالکی (ت: ۵۴۴ھ)، بولاق: دار الطباعۃ المصریہ/ القاہرۃ: مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۶۹ھ
- الشمس البازغة: علامہ محمود جون پوری (ت: ۱۰۶۲ھ)، محشی: علامہ عبد الحی لکھنوی (ت: ۱۳۰۴ھ)، کوئٹہ: مکتبہ حقانیہ
- شواهد النبوة لتقویة یقین اهل الفتوة: مولانا عبد الرحمٰن جامی (ت: ۸۹۸ھ)، پشاور: رحمٰن گل پبلشرز
- صحیح البخاری: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (ت: ۲۵٦ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- صحیح مسلم، امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری (ت: ۲٦۱ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- صد سالہ تاریخ دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں: پروفیسر عبد الکریم قاسم، لاہور: سنگت پبلشرز، ۲۰۰۵ء
- صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۲۰۱۲ء
- الصواعق المحرقة علی اهل الرفض والضلال و الزندقة: علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی (ت: ۹۷۳ھ)، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، ۱۴۳۳ھ
- العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة: علامہ ابن عابدین شامی (ت: ۱۲۵۲ھ) کوئٹہ: مکتبہ حبیبیہ

- عمدة القاری شرح صحیح البخاری: علامہ بدرالدین عینی (ت: ۸۵۵ھ) کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- غایة التحقیق فی شرح الکافیة: صفی بن نصیر، پشاور: المکتبة الحقانیہ
- غرائب القرآن و رغائب الفرقان: علامہ حسن بن محمد النظام (ت: ۷۲۸ھ)، تحقیق: الشیخ زکریا عمیرات، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ مکة المکرمہ: مکتبہ دارالباز
- غنیة المستملی فی شرح منیة المصلی: علامہ ابراہیم حلبی حنفی (ت: ۹۵۶ھ)، لاہور، سہیل اکیڈمی
- الفتاوی الخانیہ: امام قاضی خان (ت: ۵۹۲ھ)، تحقیق: سالم مصطفیٰ البدری، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- فتح الباری شرح صحیح البخاری: علامہ ابن حجر عسقلانی (ت: ۸۵۲ھ)، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی، محب الدین الخطیب، عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، بیروت: دارالفکر
- فتح القدیر: علامہ کمال الدین ابن ہمام (ت: ۸۶۱ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- الفتوحات الالٰهیة بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیة، علامہ سلیمان بن عمر شافعی جمل (ت: ۱۲۰۴)، تحقیق: ابراہیم شمس الدین، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- الفوائد البھیة فی تراجم الحنفیة: علامہ عبدالحی لکھنوی (ت: ۱۳۰۴ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- الفوائد الضیائیة فی شرح الکافیة: مولانا عبدالرحمٰن جامی (ت: ۸۹۸ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- فوائد عثمانیہ: حافظ سیّد امیر اکبر دہلوی، ملتان: مطبع صدیقیہ
- فیض القدیر لشرح الجامع الصغیر، علامہ عبدالرءوف مناوی (ت: ۱۰۳۱ھ)، تحقیق: احمد عبدالسلام، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ
- القرآن الکریم المنزل من اللہ تعالی
- القصیدة البردة: امام شرف الدین بوصیری، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز
- الکاشف عن حقائق السنن، علامہ طیبی (ت: ۷۴۳ھ)، تحقیق: نعیم اشرف، نور احمد، کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۳۵ھ
- الکافیة: علامہ ابن الحاجب مالکی (ت: ۶۴۶ھ)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ

- الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر: امام عبد الوہاب شعرانی (ت: ۹۷۳ھ)، تحقیق: محمد بن محمد ابرہتوشی الحنفی، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی (مع الیواقیت والجواہر)
- کتاب الروح: حافظ شمس الدین ابن قیم جوزی (ت: ۷۵۱ھ)، محقق: خالد العطار، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ
- کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون: مصطفیٰ بن عبد اللہ رومی حنفی (ت: ۱۰۶۸ھ)، بیروت: دار الفکر
- گلستان: شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ
- لباب التاویل فی معانی التنزیل: علامہ علاء الدین علی بن محمد صوفی خازن بغدادی (ت: ۷۴۱ھ)، کوئٹہ: حافظ کتب خانہ
- لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح: شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲ھ)، محقق: تقی الدین ندوی، قندھار: مکتبہ رحمانیہ
- لواء الهدی فی اللیل و الدجی: علامہ غلام یحییٰ بہاری، کوئٹہ: امیر حمزہ کتب خانہ
- الموطا: امام مالک (ت: ۱۷۹ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- مبدا و معاد: حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (ت: ۱۰۳۴ھ)، دہلی: مکتبہ کان پور
- متن متین: مولانا عبد الرسول، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ
- مثنوی مولوی معنوی: مولانا جلال الدین رومی، (ت ۶۷۳ھ)، کان پور: مطبع نامی/ قندھار: مکتبۃ القدس
- مختصر المعانی: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (ت: ۷۹۳ھ)، لاہور: مکتبہ رشیدیہ
- مدارج النبوۃ: شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲ھ)، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی
- مدارك التنزیل و حقائق التاویل: امام ابو البرکات احمد بن محمد نسفی (ت: ۷۱۰ھ)، تحقیق: یوسف علی بدیوی، محی الدین دیب مستو، دمشق/ بیروت: دار ابن کثیر، ۱۴۳۲ھ
- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ملا علی قاری (ت: ۱۰۱۴ھ)، ملتان: مکتبہ امدادیہ

- المسامرة شرح المسايرة: علامہ کمال الدین بن ابی شریف شافعی (ت: ۹۰۵ھ)، تحقیق: محمود عمیر الدمیارطی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ (مع المسایرہ)
- المسايرة فی العقائد المنجية فی الآخرة: علامہ کمال الدین ابن ہمام (ت: ۸۶۱ھ)، تحقیق: محمود عمیر الدمیارطی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ
- المسند: امام احمد بن حنبل (ت: ۲۴۱)، تحقیق: ابراہیم الزبیق، محمد رضوان عرقوسی، محمد برکات، محمد انس الخن، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۱ھ
- مشکوۃ المصابیح: ولی الدین خطیب تبریزی (ت: ۷۴۹ھ)، کراچی: قدیمی کتب خانہ
- مصباح الدجی فی لواء الھدیٰ: علامہ عبدالحی لکھنوی (ت: ۱۳۰۴ھ)، کوئٹہ: امیر حمزہ کتب خانہ (مع الحواشی الزاهدية المتعلقة بالرسالة القطبية)
- المطول: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (ت: ۷۹۳ھ)، پشاور: جدید مکتبہ رشیدیہ
- معالم التنزیل: محی السنہ ابو محمد حسین بن احمد بغوی (ت: ۵۱۶ھ)، تحقیق: محمد عبداللہ النمر، عثمان جمعہ ضمیریہ، سلیمان مسلم الحرس، پشاور: المکتبۃ الحقانیہ، ۱۴۳۳ھ
- المعجم الکبیر: حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی (ت: ۳۶۰ھ)، تحقیق: ابو محمد الدسیوطی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ھ
- مفاتیح الغیب: امام فخر الدین رازی (ت: ۶۰۶ھ)، بیروت: دار احیاء التراث العربی
- مکتوبات امام ربانی: شیخ احمد سرہندی (ت: ۱۰۳۴ھ)، کوئٹہ: مکتبہ القدس
- مکتوبات شاہ جمالی: علامہ محمد ظریف فیضی (ت: ۱۴۱۵ھ)، احمد پور شرقیہ: مکتبہ محمدیہ، ۱۳۸۰ھ
- الملل و النحل: ابو الفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی (ت: ۵۴۸ھ)، تحقیق: عادل احمد ابراہیم، پشاور: مکتبہ حقانیہ
- ممتاز علمائے فرنگی محل: یٰسین اختر مصباحی، لاہور: اکبر بک سیلرز، ۲۰۱۷ھ
- المنن الکبریٰ، امام عبدالوہاب شعرانی (ت: ۹۷۳)، تحقیق: سالم مصطفیٰ البدری، بیروت: دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۶ھ
- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، شیخ شہاب الدین احمد قسطلانی (ت: ۹۲۳ھ)، تحقیق: مامون بن محی الدین الجنان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۹ء
- مہر منیر: مولانا فیض احمد، گولڑہ شریف: کتب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ

- نفحات الانس فی حضرات القدس: مولانا عبدالرحمٰن جامی (ت:۸۹۸ھ)، تہران: کتاب خانہ ملّی ایران، ۱۳۸۴ھ
- نورنور چہرے: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (ت:۱۴۲۸ھ)، لاہور: مکتبہ قادریہ
- الهدایه شرح بدایة المبتدی: علامہ برہان الدین مرغینانی (ت:۵۹۳ھ)، ملتان: مکتبہ شرکت علمیہ
- هدایة النحو: ابوحیان نحوی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ
- الیواقیت المهریة: علامہ غلام مہر علی گولڑوی، چشتیاں: المکتبة المہریہ
- الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر: امام عبدالوہاب شعرانی (ت:۹۷۳)، تحقیق: محمد بن محمد ابرہتوشی، لاہور: النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، ۱۴۳۴ھ

الرحمٰن علّم القرآن خلق الانسان علّمه البیان

صلوٰۃ اللہ علیہ فی کل حین

نجم الرحمٰن

... کی خدمت میں التماس ہے کہ اس کتاب کو اول سے آخر تک بہ توجہ بنظر ...

در مطبع رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور باہتمام بابو [illegible] چھپا

جو وہابی صاحب میری کتاب کی تردید پر قلم اٹھائیں مثل
براہین قاطعہ کی حامل متن تردید فرمائیے ورنہ اس کی تردید
پر کچھ توجہ کی جاوے گی + (قیمت ۸؎)

اشاعت اول، مطبوعہ 1927ء کا سرورق

اشاعت دوم، مطبوعہ 1955ء کا سرورق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناظم دار العلوم محمودیہ رضویہ
و
جامعہ محمودیہ للبنات پپلاں

حوالہ نمبر ________ تاریخ 5 . 6 . 2016

جناب حضرت علامہ مولانا محمد رضا الحسن قادری صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ خیریت جانبین مطلوب ۔ عرض اینکہ رسالہ "نجم الرحمٰن" آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں ۔ یہ حضرت علامہ غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے ۔ جن کی تصنیف تحفہ سلیمانی آپ شائع کر چکے ہیں ۔

حضرت علامہ غلام محمود صاحب کا وہابیوں کے سردار حسین علی واں بھچراں کے ساتھ مناظرہ علم غیب کے موضوع پر ہوا جس میں علامہ غلام محمود صاحب کو فتح نصیب ہوئی اس کے بعد علم غیب کے موضوع پر یہ رسالہ لکھا گیا علم غیب کے موضوع پر انتہائی نادر کتاب ہے ۔ عرصہ تیس چالیس سال سے یہ کتاب ناپید تھا ۔

آپ کی طرف اس غرض سے ارسال کر رہا ہوں کہ آپ اس کتاب کو دار الاسلام کی طرف سے شائع کریں ۔ عقیدہ اہلسنت کی پختگی کے لئے انتہائی ضروری ہے ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے ۔

والسلام دعاگو ریاض محمود غفرلہ

حاشیہ بر تکملہ ملّا عبدالغفور از علّامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ

مسمّٰی بہ

تحفۂ سلیمانی

از

سیبویہ زماں علّامہ حافظ غلامِ محمود پپلانوی گولڑوی رحمہ اللہ

(متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)

دارالاسلام

جامع مسجد ومحلہ مولانا روحی، اندرون بھاٹی گیٹ، لاہور (54000)، پنجاب - پاکستان

+92-321-9425765 darulislam21@yahoo.com

www.facebook.com/darulislam دارالاسلام

دارالاسلام کی شائع کردہ تراث علمیہ

1- المبین (مع تنقید وتبصرہ): پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ
2- عوامی غلط فہمیاں اور ان کی اِصلاح: مولانا تطہیر احمد رضوی
3- نُزْهَةُ الْمَقَالِ فِي لِحْيَةِ الرِّجَالِ: پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ
4- شَرْحُ الْمِرْقَاةِ (شَرْحِ شَمْسِ الْعُلَمَاءِ): علامہ عبدالحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
مع: رسالة فِي الْوُجُوْدِ الرَّابِطِي: حکیم سید برکات احمد ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ
5- اِمام احمد رضا خاں بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت: کوثر نیازی
6- ابحاثِ ضروری: حافظ ولی اللہ لاہوری، محشی: فقیر محمد جہلمی، ترتیب: خورشید احمد سعیدی
7- الرشاد: پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ
8- الروض المجود (وحدۃ الوجود): علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: حکیم سید محمود احمد برکاتی
9- علامہ فضل حق خیر آبادی؛ چند عنوانات: خوشتر نورانی
10- حیاتِ اُستاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ: علامہ غلام رسول سعیدی
11- مولودِ کعبہ کون؟: مولانا قاری محمد لقمان
12- مَنْ هُوَ مُعَاوِيَه؟: مولانا قاری محمد لقمان
13- اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ: مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ
14- نورِ ایمان (دیوان): مولانا محمد عبدالسمیع بیدلؔ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ
15- توثیق صاحبین: فیصل خان
16- دفاعِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (مجموعہ رسائل): شیخ محمد حیات سندھی، علامہ عبدالعزیز پرہاروی، مولانا عبدالقادر بدایونی، علامہ عبدالرشید جھنگوی، پیر سائیں غلام رسول قاسمی
17- افضلیت سیدنا صدیق اکبر پر اجماعِ اُمت: فیصل خان رضوی
18- زبدۃ التحقیق کی روایات کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ: فیصل خان رضوی
19- رسائل مولانا خیر الدین دہلوی (والد ابوالکلام آزاد)، مرتب: محمد رضاء الحسن قادری
20- اَلثَّوْرَةُ الْهِنْدِيَّة: علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق: ڈاکٹر قمر النسا
21- مدحت اِمام زین العابدین (قصیدہ میمیہ): فرزدق تمیمی، تحقیق وترجمہ: مولانا اُسید الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

22- فکرونظر کے دریچے: مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی
23- عقائدِ نظامیہ: مولانا فخر الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: مولانا سید دوست محمد اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
24- فیضیہ (فن مناظرہ): مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ
25- عرفانِ مذہب و مسلک: یٰسین اختر مصباحی
26- البوارق المحمدیہ مع احقاق الحق: مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
27- فیصلہ (وحدۃ الوجود): شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ و تشریح: مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی
28- ماہ نامہ "جامِ نور"، دہلی] عالم ربانی (مولانا اُسید الحق قادری) نمبر]
29- کتاب التوحید: امام اہل سنت سیدنا امام ابو منصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ
30- حدیث اِفتراقِ اُمت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں: مولانا اُسید الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ
31- دعوت دین کے جدید تقاضے: محمد ناصر مصباحی
32- دعوت و تبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟: ذیشان احمد مصباحی
33- عقائد نوری (العسل المصفّٰی فی عقائد ارباب سنّۃ المصطفٰی): شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ
34- عقائد رضویہ (اِعتقاد الاحباب و عقائد حقہ اہل سنت و جماعت): اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا بریلوی
35- حق و باطل کا فیصلہ (فیصل التفرقہ): اِمام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: مفتی دلشاد احمد قادری
36- تحفۂ سلیمانی (حاشیہ بر تکملہ ملا عبد الغفور): علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
37- میر ایساغوجی: اثیر الدین ابہری و میر سید شریف جرجانی، محشی: محمد بن غلام محمد و مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی
38- تحریر اقلیدس: خواجہ نصیر الدین طوسی، محشی: میرزا اسمٰعیل طبیب طہرانی
39- دیوان فضل الحق الخیر ابادی، تحقیق و دراسہ: ڈاکٹر سلمہ فردوس سہول و ڈاکٹر خالق داد ملک
40- تحقیق و تفہیم مع اِفہام و تفہیم: مولانا اُسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
41- مناقب الحبیب: خواجہ حاجی محمد نجم الدین سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: مولانا محمد رمضان فاروقی چشتی
42- تین تاریخی بحثیں مع مکالمۂ کاظمی و مودودی: ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
43- اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد: مولانا نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیق: مفتی محمد اسلم رضا میمن شیوانی
44- تجلیاتِ قطب عالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ: مولانا مفتی نثار احمد اشرفی
45- شرح الحواشی الزاہدیہ علی ملا جلال: علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، تقریظ: مولانا محمد فاروق چریا کوٹی
46- اسکندر نامہ: نظامی گنجوی
47- تفسیر و حدیث میں ہندوستان کا تذکرہ: میر غلام علی آزاد بلگرامی، مترجم: ڈاکٹر علیم اشرف جائسی
48- مسلک اربابِ حق: مولانا وجیہ الدین احمد خان رام پوری، مقدمہ: پروفیسر نثار احمد فاروقی

دارالاسلام کی کتب عقائد وکلام

عقائدِ نوری

عقیدۂ طحاویہ

نظام العقائد
عقائدِ نظامیہ

عقائدِ رضویہ

عقائدِ حنفیہ

البوارق المحمدیۃ
لرجم الشیاطین النجدیۃ

تین تاریخی بحثیں
مع
مکالمۂ کاظمی ومودودی

کتاب التوحید

عرفانِ مذہب ومسلک
مع عرفانِ حقیقت
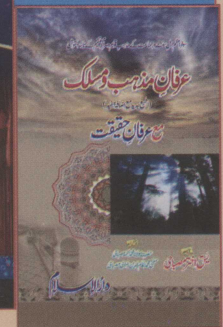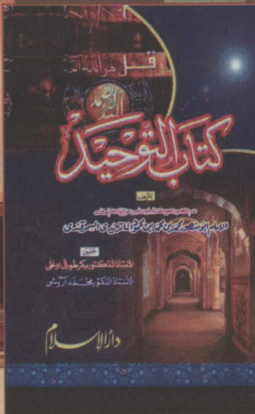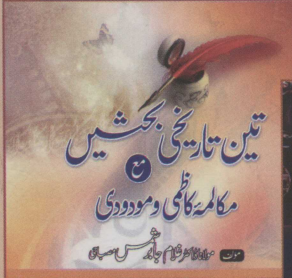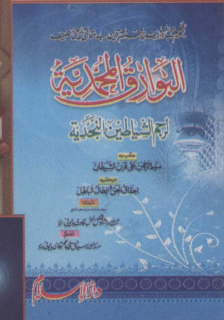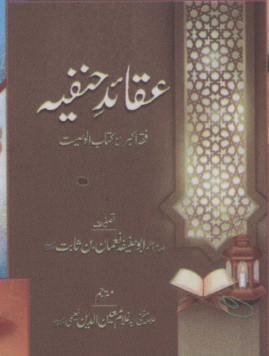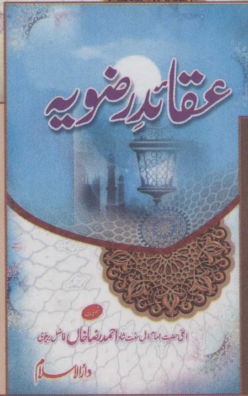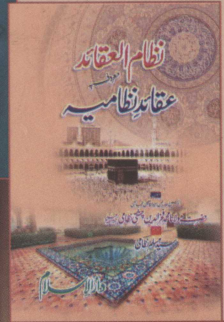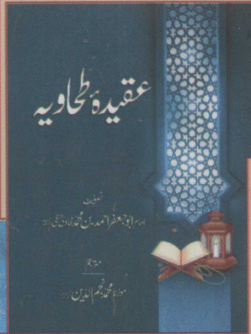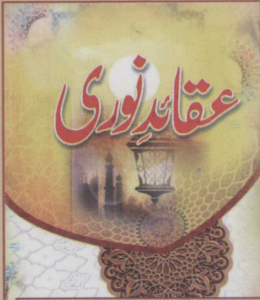
جامع مسجد ومحلّہ مولانا روحی، اندرون بھاٹی دروازہ، لاہور، پنجاب ۔ پاکستان

0321-9425765 darulislam21@yahoo.com